بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

(چار حصے)
تجلیاتِ جذب

تزکیۂ نفس

طریقِ ولایت

فیضانِ محبت

نزولِ سکینہ

حیاتِ تقویٰ

مواعظِ دردِ محبت

جلد دوم

عارف باللہ حضرتِ اقدس

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲، کراچی

مواعظ دردِ محبت

جلد دوم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۳ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ________ مواعظِ دردِ محبت
واعظ ____ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
جامع و مرتب ________ سید عشرت جمیل میر
کتابت ________ محمد علی زاہد

*

باہتمام : ابراھیم برادران سلمہم الرحمٰن

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اَمَّا بَعدُ

عارف باللہ حضرتِ اقدس مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ ظلالہم و دام اللہ فیوضہم و انوارہم کے مواعظ کی دوسری جلد "مواعظِ دردِ محبّت (جلد دوم)" کے نام سے شائع کی جارہی ہے جس میں سلسلۂ مواعظِ حسنہ کے وعظ نمبر گیارہ سے بیس تک شامل ہیں۔ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے ارشاداتِ عالیہ میں اللہ تعالیٰ نے عجیب و غریب تاثیر عطا فرمائی جس سے مُلک اور بیرونِ مُلک ہزاروں بندگانِ خُدا کی زندگیوں میں انقلاب آگیا۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کے بہت سے مسلمان جو یورپی معاشرہ سے مغلوب ہو کر بہت بڑے بڑے منکرات میں مبتلا تھے، حضرتِ والا کے مواعظ کی برکت سے جملہ منکرات سے تائب ہو گئے۔ بہت سے لوگوں سے تو بالمشافہ ملاقات ہوئی جنہوں نے صرف وعظ پڑھ کر شرعی داڑھیاں رکھ لیں، حرام کاروبار چھوڑ دیا اور شراب و کباب کو بالکلیہ ترک کر دیا اور کفر کی تاریک فضاؤں میں مینارۂ نور بن گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے فیوض و برکات کو تا قیامت جاری رکھے۔

یہ سب حضرتِ والا دامت برکاتہم کے اخلاص کا فیض ہے کہ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال، کراچی اور انجمن احیاءُ السُّنّہ، لاہور سے حضرتِ اقدس کے مواعظ مُلک

اور بیرونِ ملک برسوں سے مفت تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے (آمین ثم آمین)۔ حضرتِ اقدس کے ایک عاشق مُریدا اور خادمِ خاص المعروف بہ میر صاحب نے کیا خوب کہا ہے

مُفت بٹتی ہے مئے نابِ محبت یاں پر
ترے مے خانے سا دیکھا کوئی مے خانہ نہیں

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرتِ شاہانہ تری
جس نے دیکھی ہی تری شانِ فقیرانہ نہیں

جان سکتا ہی نہیں وہ کہ محبت کیا ہے
جس نے تیرا ہے سُنا نعرۂ مستانہ نہیں

اس کو ہو سکتی نہیں حرفِ محبّت کی شناخت
یعنی اس دَور میں جو بھی ترا دیوانہ نہیں

الحمد للہ تعالیٰ کتب خانہ مظہری کو مواعظِ دردِ محبت جلد دوم کو شائع کرنے کی بھی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس سے قبل جلد اوّل بھی کتب خانہ شائع کر چکا ہے جس کے ایک سال میں پانچ ہزار نسخوں کے تین ایڈیشن الحمد للہ طبع ہو کر ختم ہو چکے ہیں۔ مواعظِ دردِ محبّت جلد اوّل کو دیکھ کر بنگلہ دیش میں حضرت والا دامت برکاتہم کے ایک خلیفۂ اجل حضرت مولانا نور الاسلام صاحب محدث جامعہ اسلامیہ پٹیہ (چاٹگام) نے حضرت اقدس کے مواعظ کی تاثیر کے متعلق نہایت عمدہ اور محبت و عقیدت سے بھرے ہوئے اشعار کہے ہیں جو قارئینِ کرام کے استفادہ کے لیے نقل کیے جاتے ہیں ؎

دردِ دل کے ان مواعظ میں عجب تاثیر ہے
روح کے امراض کا اِک بے بہا اکسیر ہے

شاہِ اختر کا بیاں ہے اصل میں الہامِ حق
عِشقِ حق کی جلنے والی آگ کی تعبیر ہے

گرچہ کہتی ہے حقائق شاہ اختر کی زباں
درحقیقت یہ کلامُ اللّٰہ کی تفسیر ہے

آپ کی ہر بات میں امراضِ باطن کی دَوا
جیسے افلاطون و جالینوس کی تدبیر ہے

رُوح کو ملتی ہے راحت، دِل کو ملتا ہے سرور
جی نہیں بھرتا یہ اک جادو بھری تقریر ہے

دل نہیں بھرتا کبھی تقریر جتنی ہو طویل
پیاس بجھتی ہی نہیں یہ کیسا شیریں شِیر ہے

آتشِ دردِ محبّت کس قدر ہے شعلہ زن
پھونک دے لاکھوں کو گویا آگ کا وہ تیر[1] ہے

ایشیا، یورپ سے لے کر افریقہ تک فیض یاب
کیا بتاؤں فیضِ اختر کیسا عالمگیر ہے

عاشقانِ صحبت تو بے خود و مستانہ وار
جم کے رہتے جیسے اُن کے پاؤں میں زنجیر ہے

---

[1] اے مجتبیٰ

نورؔ بھی ان عاشقوں میں چوں ایاز ادنیٰ غلام
آپ ہیں محمود میرے خوش مری تقدیر ہے

اللہ تعالیٰ عالم کے گوشہ گوشہ میں حضرتِ والا کے دردِ دل کی آواز نشر فرمادے اور شرفِ قبول عطا فرمادے اور قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین!

حافظ محمد ابراہیم عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ
ناظمِ کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

آنکھوں کا زنا (نامحرم کی طرف) نظر کرنا ہے

صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حُسنِ ترتیب

نذرانۂ عقیدت

در بارگاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہوگی
جو پائے گا دِل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصہ اول

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

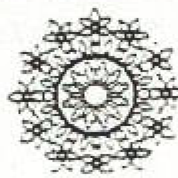
ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست



تجلّیاتِ جذب

(مرشدی و مولائی حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا بیان متعلق بہ جذب الٰہیہ مورخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح بمقام مسجد اشرف خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی۔ جامع)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ ط
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَہْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ○
(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ)

حضرات سامعین! اصل مضمون سے پہلے بعض ضروری گذارشات کرنی ہیں جن کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

قرآن پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام

بار بار یہ عرض کرچکا ہوں کہ قرآن شریف کے حروف کی صحت کا اہتمام کیجئے۔ اپنے اپنے حلقوں میں کسی قاری صاحب سے قرآن شریف کے حروف درست کرلیجئے۔ بعض غلطیاں ایسی ہیں جو گناہِ کبیرہ ہیں لحن جلی میں حروف بدل جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن شریف صحیح پڑھنا بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے عُلماء کو تھانہ بھون میں نورانی قاعدہ پڑھوا کر پھر بیعت فرمایا۔ اتنا اہم معاملہ ہے اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کو معمولی بات مت سمجھئے۔ اگر کسی شاعر کا کلام کوئی غلط پڑھ دے تو اسے کتنی ناراضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو جیسے چاہو پڑھ دو؟ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ان کے کلام کی عظمت کا کیا حق ہے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ روزانہ آپ آدھا گھنٹہ دے دیں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینہ میں قرآن شریف کے الفاظ درست ادا کرنے لگیں گے۔

اذان واقامت کا مسنون طریقہ

دوسرے اذان اور اقامت سُنت کے مطابق سیکھنے کی کوشش کیجئے کوئی سکھانے والا نہ ہو تو ہمارے موذن صاحب سے آکر سیکھ لیجئے یا میر صاحب سے سیکھ لیجئے۔

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

اور نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے۔ بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھا ہوئے بغیر سجدہ میں چلے

جاتے ہیں ایسی نماز نہیں ہوتی۔ بروایت بخاری شریف فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ (صفحہ ۱۰۵ جلد ۱) ایسی نمازوں کا دُہرانا واجب ہے۔ لہٰذا رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں۔

عشاء کی صرف ۹ رکعات ضروری ہیں

اور اگر عشاء میں سترہ رکعات پڑھنا مشکل ہے تو آپ ۹، رکعات پڑھ لیں گے مگر نہایت عمدہ پڑھیے۔ چار فرض دو سُنّت موکدہ اور تین وتر پڑھ لیں لیکن عمدہ پڑھیے۔ اطمینان سے خشوع وخضوع کے ساتھ۔ بجائے اس کے کہ سترہ رکعات کے خوف سے نیند کے غلبہ میں جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں۔ نفلوں کے لیے نماز ہی غارت ہو رہی ہے خصوصاً کالج کے لڑکے جو بے چارے ابھی دین سے دور ہیں ان کو تو سترہ رکعات بتانا ہی نہیں چاہیے۔ سترہ کے ڈر سے وہ فرض واجب وسُنّتِ موکدہ بھی نہیں پڑھتے۔ ان کو تو یہی بتا دیں کہ بھائی چار فرض پڑھ لو، دو سُنّت پڑھ لو اور تین وتر پڑھ لو۔ پاس ہونے کے نمبر تو مل جائیں ان کالج کے لڑکوں کو صرف ۹ رکعات بتائی جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عشاء پڑھ لیں گے۔

اوّابین پڑھنا بہت آسان ہے

اسی طرح مغرب کے بعد چھ رکعات کی جو فضیلت آئی ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھ لے تو اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما

دیں گے (جمع الفوائد صفحہ ۳۰۱، جلد ۱) اور مراد اس سے صغائر چھوٹے گناہ ہیں کیوں کہ کبائر یعنی بڑے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ مغرب کی پُوری نماز کے بعد چھ رکعات کے خیال سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اور یہ چھ رکعات ان کو مشکل معلوم ہوتی ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ مغرب کے تین فرض دو سُنت، دو نفل تو ساری دُنیا پڑھتی ہے صرف دو رکعات اور پڑھ لیجئے اوابین کی فضیلت آپ کو حاصل ہوجائے گی۔ اوابین میں دو رکعات سُنّتِ موکدہ بھی شامل ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں: مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکْعَاتٍ الخ (ترمذی صفحہ ۹۸ جلد ۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ دو رکعات سُنّت موکدہ بھی اسی چھ رکعات اوابین میں داخل ہیں۔ (صفحہ ۱۱۴ جلد ۳) اور احسن الفتاویٰ میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہُوا ہے (صفحہ ۴۶۶ جلد ۳) لہٰذا دو رکعت سُنّتِ موکدہ دو نفل کے بعد دو نفل اور پڑھنے سے آپ اوابین پڑھنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ عام لوگ سُنّت موکدہ اوابین میں شامل نہیں سمجھتے اس لیے چھ رکعات سے گھبراتے ہیں لیکن جب ان کو یہ معلوم ہو جاتے کہ مغرب کے تین فرض دو سُنّت دو نفل تو ہم پڑھتے ہی ہیں صرف دو نفل اور پڑھ لو بس یہ اوابین کی چھ رکعات ہو گئیں۔ اب کوئی بہت ہی کاہل اور محروم ہوگا جو دو نفل مزید پڑھ کر اتنی بڑی فضیلت حاصل نہ کرے کہ سمندر کے جھاگ کے برابر گناہ صغیرہ معاف ہو جائیں۔ لیکن جو لوگ زیادہ رکعات پڑھتے ہیں ان کو پڑھنے دیجئے۔ وہ زیادہ کمائی کر رہے ہیں۔ زیادہ والوں

کو منع نہ کیجئے اور کم والوں کو یہ نسخہ بتا کر آسانی کر دیجئے۔

دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا

اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا بھی واجب ہے ایک سجدہ کرکے اگر سیدھا نہ بیٹھے اور جلدی سے دوسرا سجدہ کر لے تو نماز نہ ہوگی۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ خوب سمجھ لیجئے جلد بازی میں ایسا نہ ہو کہ نماز ہی غائب ہو جائے اور سجدہ میں زمین سے ناک لگانا بھی واجب ہے۔ بعض لوگوں کی ناک سجدہ میں زمین سے اُٹھی رہتی ہے۔ دیکھتا ہوں کہ پیشانی لگی ہے اور ناک اُٹھی ہوئی ہے۔ اگر ایک چاول کے برابر بھی اُٹھی ہوئی ہے تو کہاں ملی ہوئی ہے۔ ناک کا زمین سے ملنا ضروری ہے۔

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

اگر خاک کو خالق آسمان سے کام ہے تو ناک رگڑو۔ رگڑا کر نعمت دیتے ہیں۔

ایک غریب مقروض شخص کی حکایت

ایک شخص کو بہت غریبی تھی۔ وہ اللہ سے رویا کہ یا اللہ میرا قرضہ کیسے ادا ہوگا۔ کسی نے بتایا کہ ایک ہزار میل پر کوئی سخی رہتا ہے وہاں چلے جاؤ۔ وہ سب کا قرضہ ادا کر دیتا ہے۔ ایک ہزار میل چل کر گیا اور وہاں عصر کی نماز پڑھی تو اس سخی کا جنازہ دفن ہو رہا تھا اسے تو

بستی ڈوبتی نظر آئی کہ جس کے سہارے پر آئے تھے وہ تو مر گیا اور دفن ہو رہا ہے۔ ایک ہزار میل کا پسینہ محنت بے کار گیا۔ مغرب پڑھ کر وہ بہت رویا اتنا رویا کہ تھک گیا اور نیند آگئی۔ زیادہ رونے سے نیند بھی آجاتی ہے جیسے بچے بعض وقت نہیں سوتے تو بعض مائیں صرف اُن کو سلانے کے لیے اُن کی پٹائی کرتی ہیں اور ان کا اجتہاد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح جلدی سو جائے گا جتنی تکلیف میں دوں گی اس کے بدلہ میں اس کو آرام بھی تو ملے گا لیکن ایسا پیٹنا جائز نہیں ہے۔ کوئی اور ترکیب پوچھئے۔ سات مرتبہ یا لطیف پڑھ کر اس پر دَم کرو۔

اس شخص کو جب نیند آگئی تو خواب میں اللہ تعالےٰ کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ اے شخص! تیرے گھر میں جو تین چار کوٹھڑیاں ہیں ایک کوٹھڑی میں تیرے دادا کی امانت دبی ہوئی ہے اور اتنی زیادہ ہے کہ اس سے تو قرضہ بھی ادا کر دے اور ایک شاندار مکان بھی بنالے۔

مجاہدہ کے بعد عطائے نعمت کا راز

اس نے خواب ہی میں اللہ تعالےٰ سے پوچھا کہ یا اللہ جب میرے گھر کی کوٹھڑی ہی میں دولت تھی تو ایک ہزار میل آپ نے کیوں دوڑایا۔ ایک ہزار میل دوڑا کر آپ نے بتایا اس میں کیا راز ہے یا رب العالمین۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ راز یہ ہے کہ ہم مصیبت کے بعد نعمت دیتے ہیں تاکہ نعمت کی قدر معلوم ہو۔ لہٰذا واپس گیا۔ کھدائی کی اور ساری دولت مل گئی لیکن مشقت کے بعد ملی۔ جب دُنیا مشقت کے بعد

ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے بلا مشقت مل جائیں گے ۔ دُنیا کے لیے تو بڑے خوش خوش ایک ہزار میل دوڑے گئے لیکن افسوس یہ ہے کہ آج اللہ کو حاصل کرنے کی آرزو رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں زندگی وقف کرنے والے ، خانقاہوں میں رات دن رہنے والے، اللہ تعالیٰ کی تلاش اور جستجو میں بے حد بے چین اور مضطرب لیکن نظر بچانے کی مشقت نہیں کریں گے کیوں کہ اس میں تکلیف ہوتی ہے ۔ تکلیف اُٹھانے کے لیے تیار نہیں ۔ سوچ لیجئے اس کو ۔ ذرا اپنی محبت کے دعوے کی حقیقت سوچ لیجئے

نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے

اللہ تعالیٰ نے بد نظری کو حرام فرمایا کیوں کہ اس نظر بازی سے ملنا ملانا کچھ نہیں ۔ نہ لینا نہ دینا مفت میں جان کو جلانا ۔ نامحرموں کو شہوت سے دیکھنا نظر حرام ہے ۔ بخاری شریف کی روایت ہے : فَزِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ (صفحہ ۹۲۳ جلد ۲) جو شخص کسی کی بہو، بیٹی کو کسی لڑکی کو دیکھتا ہے سڑکوں پر اسکولوں میں ایئر پورٹوں پر، ریلوے اسٹیشنوں پر کہیں بھی دیکھتا ہے یہ نظر حرام ہے آنکھوں کا زنا ہے ۔ اسی طرح جو لڑکوں کو دیکھتا ہے یہ بھی حرام کا مرتکب ہے ۔ حسینوں کے جس نمک کو اللہ نے حرام فرمایا ، ایسے نمکینوں کے حُسن کے نمک کو چکھنے والا بتایئے کیسا ہو گا ؟ نمک حلال ہے یا نمک حرام آپ خود ہی فتویٰ دیجئے ۔ میں کچھ نہیں کہوں گا ۔ بس اللہ تعالیٰ نے جس فعل کو حرام فرمایا ہے اس کے قریب بھی نہ جایئے ۔

گناہ کی خاصیت

اختر واللہ کہتا ہے کہ جتنے نظر بازی، عشق بازی، اور جتنی بازیاں ہیں کرنے والوں کو آج تک میں نے کسی کو چین سے نہیں پایا۔ شاعر کہتا ہے۔

اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

جو اللہ سے کٹ گئے اُن کی زندگی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے گناہوں کی حرام لذت میں مبتلا شخص کو دیکھتے ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ ظالم اللہ سے کٹا ہوا ہے جیسے کٹی ہوئی پتنگ کی رفتار دیکھ لینے سے کیا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کٹ چکی ہے اور پھر بچے اسے لوٹ کھسوٹ لیتے ہیں۔ ایسے شخص پر جو بھی عذاب آجائے کم ہے۔ گردے بے کار کر دیئے جائیں، بلڈ کینسر ہو جائے ایکسیڈنٹ میں اس کی کھوپڑی پھٹ جائے جتنا بھی عذاب نازل ہو کم ہے کہ اتنی بڑی طاقت سے ٹکر لے رہا ہے، نافرمانی کی جرأت کرکے اتنی بڑی طاقت والے مالک کو ناراض کر رہا ہے اور خوش کس کو کر رہا ہے؟ ادنیٰ مخلوق نفس کو اور نفس بھی کیسا؟

سب سے بڑا دشمن

آہ جو دشمن ہے ہمارا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں، کروڑوں بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! سب سے بڑا دشمن تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام نفس ہے۔ یہ ساری بدمعاشیوں رشوت خوریوں، حرام لذتوں کا توشہ کس کو پہنچتا ہے؟ نفس دشمن کو پہنچتا

ہے۔ انسان جتنے گناہ کرتا ہے نفس موٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔ نفس کی غذا نافرمانی ہے اور روح کی غذا فرماں برداری ہے۔

ے ذکرِ حق آمد غذا ایں روح را

اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے۔

مرہم آمد ایں دلِ مجروح را

زخمی دلوں کا مرہم اللہ کا نام ہے۔ اسی لیے میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے اے قرارِ جانِ بے قراراں! یعنی بے قرار جانوں کے لیے آپ قرار اور سکون ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ جو رومانٹک دُنیا میں غرق تھے، بالکل مسٹر اور رات دن حسینوں کے چکر میں تھے یہاں اس مجلس میں موجود ہیں لیکن نام نہیں بتاؤں گا کیوں کہ کسی کا پول کھولنا جائز نہیں ہے لیکن ان لوگوں نے غلط راستہ چھوڑ کر داڑھی رکھ لی، اللہ اللہ کرنے لگے، گناہوں سے توبہ کر لی، مَیں نے اُن سے کہا کہ قرآن سَر پر رکھ کر قسم کھا کر بتاؤ کہ تم کو وہ زندگی پیاری تھی یا اب یہ موجودہ زندگی۔ کہنے لگے کہ دوزخ کی زندگی سے جنت کی زندگی میں آ گئے۔ حسینوں کے عشق میں تو جیسے آگ میں جل رہے تھے اسی لیے ہمارے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

دیکھ ان آتشیں رُخوں کو نہ دیکھ
اُن کی جانب نہ آنکھ اُٹھا زنہار

ان آگ جیسے لال لال چہروں کو مت دیکھو۔ اگر اچانک نظر پڑ جائے

فوراً ہٹالو اور مُنہ دوسری طرف کرکے وہاں سے تیزی سے بھاگو اور پڑھو۔

ع دُور ہی سے یہ کہہ الٰہی خیر

وقنا ربنا عذاب النار

اے ہمارے رب ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا کیوں کہ یہی اعمال دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔

نافرمان کے دو دوزخ

جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھتا ہے اس کے لیے دو دوزخ ہیں۔ ایک دوزخ تو اس کی دُنیا ہی میں بن جاتی ہے کہ ہر وقت تڑپتا رہتا ہے، چین نہیں پاتا اور دوسرا دوزخ آخرت میں ہے جو اصل اور ہیڈ آفس ہے نفس کی حرام خواہشات دُنیا میں اس کی شاخ اور برانچ ہیں۔ جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی شاخ کا ہوتا ہے۔ لہٰذا نفس کی خواہشات پر چلنے والوں کی زندگی دوزخیوں کی سی زندگی ہوتی ہے۔ ایک پل کو سکون نہیں ملتا، ہر وقت تڑپتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے نافرمانوں کی ایک دوزخ تو ان کی دُنیا ہی بن جاتی ہے اور دوسری اصل دوزخ آخرت میں ہے جو ہیڈ آفس ہے خواہشات نفس کا اور جو مال شاخ اور برانچ میں جمع کرایا جاتا ہے وہ خود بخود ہیڈ آفس میں پہنچ جاتا ہے بس اسی طرح خواہشات نفس آدمی کو دوزخ تک لے جاتی ہیں۔

نیک بندوں کی دو جنت

ایسے ہی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہیں اور اپنی خوشیوں

کو اللہ پر قربان کرتے ہیں یعنی اپنی خوشیوں کو اپنے مالک کی مرضی پر فدا کرتے ہیں جس خوشی سے وہ خوش اس خوشی کو لے لیتے ہیں اور جس خوشی سے مالک ناراض اس خوشی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ غرض ہر وقت اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتے ہیں اور ہر گناہ کی لذت پر میرا یہ شعر زبانِ قال سے یا زبانِ حال سے پڑھتے رہتے ہیں

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دو جنت دیتے ہیں۔ جَنَّةٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی ایک جنت تو دُنیا ہی میں دیتے ہیں کہ اس کے قلب کو ہر وقت اپنی حضوری اور قرب کی لذت سے مست رکھتے ہیں۔ وہ خالقِ لیلائے کائنات ہیں۔ یہ لیلیٰ کیا ہے جس سے مجنوں پاگل ہو گیا جو ساری دُنیا کی لیلاؤں کا پیدا کرنے والا ہے خود اس کا کیا عالم ہو گا جو مرکز اور سرچشمۂ حُسن و جمال ہے، جس کی ایک ذرہ بھیک سے کائنات کے چاند سُورج میں نور ہے۔ پس جس کے دل میں اللہ آتا ہے ساری دُنیا کی لیلاؤں کا مزہ جنت کی حوروں کا مزہ، دُنیا اور جنت کی ساری لذتوں کا ڈنامنوہ دل پا جاتا ہے اور اللہ والے پاگل بھی نہیں ہوتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر وقت دل کو سہارا دیتی ہے اور مجنوں بے چارہ پاگل ہو گیا کیوں کہ جس پر وہ عاشق تھا وہ خود بے سہارا تھی، اپنی ذات کو نہیں سنبھال سکتی تھی مجنوں کو کیا سہارا دیتی

قیس بے چارہ رموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ ان کی راہ میں ناقہ نہیں محمل نہیں

مجنوں رموزِ عشق سے ناواقف تھا۔ اونٹنی پر جارہا تھا لیلیٰ سے ملنے کے لیے اور اللہ والے اونٹنی کے محتاج نہیں، اپنے پاؤں کے بھی محتاج نہیں وہ تو ہر وقت دل کے پروں سے اللہ کی طرف اڑتے رہتے ہیں۔

؎ لطف جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

دلِ مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے
تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

اللہ کے تڑپنے والے چین سے رہتے ہیں اور دنیاوی معشوقوں کے تڑپنے والے دوزخ کی طرح جلتے ہیں۔ ان کے لیے دو دوزخ ہیں۔ ایک جہنم ان کو دُنیا ہی میں ملتی ہے، یہاں کی بے چینی اور اضطراب کی صُورت میں کیوں کہ ان کے دل پر اللہ کے غضب اور قہر کی بارش ہوتی ہے۔ اور دوسری دوزخ جو اصلی مرکز ہے وہ آخرت میں ہے اور اللہ کو راضی کرنے والوں کو دو جنت ملتی ہے جَنَّۃٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی مولیٰ کے ساتھ ہر وقت ان کا رابطہ قائم رہتا ہے۔

؎ ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

تم سا کوئی ہمدم کوئی دم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

اور دوسری جنت ہے جَنَّۃٌ فِی الْعُقْبٰی بِلِقَاءِ الْمَوْلٰی اور دوسری جنت ان کو آخرت میں ملے گی جہاں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائیں گے۔ اس کے سامنے جنت کی بھی کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت کے سامنے جنت یاد بھی نہیں آئے گی کہ کہاں جنت ہے کہاں ہم ہیں۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں

اللہ تعالیٰ کا دیدار جب نصیب ہوگا تب پتہ چلے گا کہ وہ کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو نصیب فرماویں۔ ابھی تو ہم کو فرصت ہی نہیں ہے امپورٹ ایکسپورٹ سے اِدھر سے کھایا اُدھر لیٹرین میں جمع کر دیا۔ اس کو ہم نے زندگی سمجھ رکھا ہے۔ ارے اللہ والوں سے سیکھو کہ زندگی کس چیز کا نام ہے۔

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
رب سے جب ہمکنار ہوتی ہے

میرا دوسرا شعر سُنئے۔

آپ کے نام پر جان دے کر
زندگی زندگی پا گئی ہے

اُن کے نام پر جان دینا کیا ہے۔ دوستو خدا جان نہیں لیتا۔ نظر

بچانے سے زیادہ سے زیادہ نفس کو تکلیف ہوگی، موت نہیں آئے گی، آدمی تھوڑی سی ہمت کرلے۔ زندگی میں زندگی آجائے گی بلکہ بدنگاہی سے عِشقِ مجازی سے گناہوں سے زندگی خطرہ میں، بدحواسی میں، پریشانی اور لعنت میں پڑی رہتی ہے۔ ایسے شخص کے چہرہ پر بھی پھٹکار برستی ہے اور دل کی بے چینی کا اثر چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

قرآنِ پاک میں صفتِ جذب کا اعلان

میں نے جس آیت کی تلاوت کی تھی

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ایسی صفت ارشاد فرمائی ہے جو گنہگاروں کے لیے جو گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہُوئے ہیں نکلنا چاہ رہے ہیں اور نکل نہیں پا رہے زبردست بشارت ہے۔ اگر وہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے یہ صفت اور یہ خوبی اور یہ خزانہ جس کا اعلان قرآن پاک میں فرمایا ہے مانگ لیں تو بہت جلد اُن کا کام بَن جائے کیوں کہ اگر یہ خزانہ خدائے تعالیٰ کو دینا نہ ہوتا تو اعلان نہ فرماتے۔ دیکھئے جب ابا چاہتا ہے کہ لڑکوں کو پتہ نہ چلے تو بتاتا بھی نہیں ہے لیکن جب بتاتا ہے کہ دیکھو میرے بکس میں آج اتنا روپیہ ہے تو اس کے معنی ہیں کہ بچے مجھ سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اس صفت کا قرآن پاک میں اعلان کیا کہ میری ایک خوبی ہے کہ جو شخص گناہوں کی دلدل سے نہ نکل سکتا ہو رات دن گنہگار زندگی میں پھنسا ہُوا ہے، جانتا ہے کہ میں دیدہ و دانستہ بہت ہی نالائقی میں پھنسا ہُوا ہوں کہ نکلنے نہیں پاتا اس کو اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ آپ نے قرآن پاک میں اپنی ایک

صفت بیان فرمائی ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ مجھے بھی اپنی طرف کھینچ لیجئے۔ صاحبِ رُوح المعانی لکھتے ہیں کہ اِجۡتَبَا جُبِیَ سے ہے اور جَبۡیٌ کے معنی جذب کے ہیں یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف جذب کرتا ہے، اپنا بناتا ہے، نفس وشیطان کی غلامی سے چھڑاتا ہے، ساری کائنات سے چھڑا کر اپنا بناتا ہے۔ اس کو بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ کوئی مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے، مجھے اللہ اپنا بنا رہا ہے، اس کے دل وجان میں اللہ کی محبت بیدار ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود اُن کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جذب کی تعریف مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی پیاری فرمائی ہے۔

؎ نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس کی سوئی ہوئی زندگی بیدار ہو جاتی ہے۔

؎ ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُنِ مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

مرے بال بال سے مرا اللہ مجھ کو پکار رہا ہے۔ اللہ جس کو پکارتا ہے کہ ظالم کب تک غفلت میں پڑا رہے گا تو اس کے بال بال کان بن جاتے ہیں ہر بُنِ مو سے وہ اللہ تعالیٰ کی آواز سُنتا ہے اور جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے اس کو ہمت وتوفیق دیتا ہے کہ مرنے والی لاشوں سے اپنی نگاہوں کو پھیر لیتا ہے اور اپنے دل پر غم اُٹھاتا ہے۔

؎ ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گُلِ تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا

اور

؎ توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

فرماتے ہیں کہ ہم نے ہزاروں چاند سورج جیسی شکلوں سے نظر کو بچایا ہے تب اللہ ملا ہے۔

چاند کے عکس کی مثال

یہ حُسن مجازی اللہ ہی کے حُسن کا عکس ہے لیکن جو چاند کا عکس تلاش کرے گا تو چاند کو بھی نہیں پائے گا اور عکس بھی نہیں ملے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک شخص چاند کا عاشق تھا۔ اس نے ایک رات دریا میں چاند کا عکس دیکھا چاند تو آسمان پر تھا بقول سائنس دانوں کے زمین سے ڈھائی لاکھ میل پر ہے لیکن یہ سمجھا کہ چاند آج زمین پر آگیا آج تو اس کو پکڑ لوں گا۔ بس دریا میں گھُس گیا جیسے ہی دریا کے ریت میں حرکت ہوئی تو عکس بھی غائب ہو گیا۔

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

کچھ بھی نہ پایا، نہ چاند نہ عکس۔ لہٰذا اگر اللہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عکس کے پیچھے نہ پڑیئے۔ ان حسینوں سے نظر بچائیے تب اللہ ملے گا ورنہ ساری زندگی انگور کے پتہ پر ضائع ہو جائے گی جیسے انگور کا کیڑا ساری زندگی انگور کے ہرے پتہ کو انگور سمجھ کر چوستا رہا اور اسی پتہ پر ایک دن اس کا

قبرستان بن گیا۔ اگر ظالم اس ہرے پتہ کو چھوڑ کر ذرا اور آگے بڑھ جاتا تو انگور کو پا جاتا لیکن ظالم اپنی نا لائقی اور حماقت سے انگور سے محروم رہا۔ ایسے ہی دُنیا میں بعض لوگ انگور کے پتے چوس رہے ہیں اور اللہ کے قرب کے انگور سے محروم ہیں۔ یعنی حسینوں کو دیکھنا ان سے دل لگانے کی حرام لذت ہی کو انہوں نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے اگر ظالم ان سے صرف نظر کریں تو اللہ کے قرب کا انگور پا جائیں۔ لہٰذا حرام سے نظر بچائیے اور اپنی حلال بیوی پر راضی رہیے اور اگر کسی کے پاس حلال بھی نہ ہو تو اللہ کے نام پرمست ہو جاؤ خالق لیلیٰ پر اپنے مولیٰ پرمست ہو جاؤ۔ مولیٰ کے اندر سب کچھ ہے۔

بندہ کے لیے اللہ کافی ہے

وہ خالق نمک ہے، خالق حسن ہے
سارے جہان کا نمک، سارے جہان کا حُسن،

سارے جہان کی لذتیں، سارے جہان کا سکون و چین و اطمینان اللہ کے نام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو، کوئی اسباب راحت کوئی ذریعہ سکون نہ ہو تو اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (پ ۲۴ زمر) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اگر کسی کی بیوی مر جائے، اولاد نہ ہو، ماں باپ نہ ہوں، دولت و سلطنت نہ ہو لیکن اگر وہ تسبیح لے کر محبت سے اللہ کا نام لینا سیکھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہیں۔ چوں کہ دُنیا کی تمام نعمتوں کا تمام لذتوں کا اور تمام اسباب راحت و سکون کا خالق اللہ ہے پس جس دل میں اللہ تعالیٰ کا قرب خاص عطا ہوتا ہے اس

دل پر حق تعالیٰ کی اس صفت خاص کی بھی تجلی ہوتی ہے جس سے تمام کائنات کی نعمتوں، لذتوں اور راحت وسکون کا وجود ہے پس جس دل میں اللہ ہوتا ہے وہ دل سارے جہان کے راحت وسکون اور عیش ولذت کا حامل ہوتا ہے اور تمام کائنات کی لذتوں اور نعمتوں کی بہاریں محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب کثرت سے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو اور کثرتِ ذکر کی توفیق اور اس میں اخلاص موقوف ہے کسی اللہ والے سے تعلق پر۔ غرض اللہ کا نام بندہ کی ذات کے لیے کافی ہے۔ دیکھئے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں قرآن کی آیت پڑھ رہا ہوں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے لیکن یہ اسی کے لیے ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور عقل دے۔ صرف علم کافی نہیں ہے، یہ باتیں سُن لینا کافی نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شامل نہ ہو۔ بہت سے باورچی یخنی پکا پکا کر پلا رہے ہیں، دوکان کھولے ہوئے ہیں، سب کو یخنی پلا پلا کر تگڑا کر رہے ہیں لیکن ظالم خود نہیں پیتا۔ بس یہ حال ہے اس واعظ اور جامع الملفوظات کا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے دوسرے لوگ اس کے ملفوظات پڑھ کر اور عمل کر کے صاحبِ نسبت ہو رہے ہیں اور یہ خود اللہ سے محروم ہے گناہوں کے بادلوں میں اس کی نسبت مع اللہ کا چاند پوشیدہ ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے اس پر عمل کر کے دیکھئے بدنگاہی گناہ ہے یہ معلوم ہے لیکن یہ معلوم ہونا کافی نہیں۔ بدنگاہی سے بچئے تب یہ معلوم معمول بنے گا۔ علم پر عمل اور عمل میں اخلاص ڈال دیجئے پھر دیکھئے

کیا ملتا ہے کیوں کہ اگر دکھاوا ہے تو بھی عمل قبول نہیں ہے اور توفیق عمل اور عمل میں اخلاص اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے لہٰذا اللہ والوں کی صحبت کے بغیر تو کام بنتا ہی نہیں۔

طریق سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے

آگے ارشاد ہے

وَیَھۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں جس کو پہلے جذب نہیں دیتا تو وہ خود کوشش کرے، مجاہدہ کرے، میری طرف انابت و توجہ اختیار کرے کہ اللہ مجھ سے خوش ہوجائے، مجھ کو اللہ مل جائے تو ایسے لوگوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ میں ان کو ہدایت دے دیتا ہوں اور آخر میں ان کو بھی اپنی طرف جذب کرلیتا ہوں بشرطیکہ مخلص بھی ہوں۔ ابلیس مخلص نہ تھا اس لیے اس کو جذب نصیب نہیں ہوا۔ جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرتا ہے وہ مردود نہیں ہوسکتا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس نے کتنی عبادت کی لیکن جذب سے محروم تھا۔ اس لیے مردود ہوا۔ لہٰذا ہم لوگوں پر فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو کچھ روزہ نماز ہم کررہے ہیں آپ اپنی رحمت سے قبول فرمالیجئے اور آپ نے قرآنِ پاک میں جس خزانہ کا اعلان فرمایا ہے کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں تو اے میرے ربا اگر آپ کو یہ خزانہ ہمیں دینا نہ ہوتا تو اس کی آپ ہمیں خبر بھی نہ کرتے۔ اس خزانہ کی خبر دے کر آپ نے ہمیں للچا دیا کہ ہمارے دست و بازو گناہوں کے چھوڑنے میں ناکام ہورہے

ہیں اس لیے اپنے جذب سے ہم کو اپنا بنا لیجئے ۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جانوں کو ہمارے بچّوں کو ہمارے گھر والوں کو، خواتین کو جو یہاں آئی ہیں ان کو بھی، اُن کے گھر والوں کو بھی، آپ کو آپ کے گھر والوں کو اور جو ہم سے ادنیٰ تعلق بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرما کر نسبت اولیاء صدیقین عطا فرما دیں ۔ اے اللہ نفس و شیطان کی غلامی سے چُھڑا کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی نعمت سے مشرف فرما دیجئے ۔

طریق جذب کی ایک مثال

اب جذب کی ایک مثال سُناتا ہوں۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مریض کی عیادت کے لیے جانا تھا۔ راستہ میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے حضرت والا شاہ ابرار الحق سے فرمایا کہ ہمارے ایک دوست ہیں حکیم سلیمان صاحب ان کو بھی بلا لیتے ہیں اور حضرت ان کے گھر پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ سو رہے ہیں۔ فرمایا ان کو جگا دو کیوں کہ بعد میں جب وہ سُنیں گے کہ مجھے ساتھ نہیں لیا تو انہیں رنج ہو گا۔ ایسے وقت میں جگا دینا جائز ہے۔ کیوں کہ تکلیف کی وجہ سے نہیں جگاتے لیکن جب نہ جگانے سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کو اُٹھا دینا چاہیے۔ جب حکیم صاحب گھر سے نکل کر آئے تو حضرت والا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ حکیم سلیمان صاحب تو سو رہے تھے سوتے ہوئے کو جگا کر آپ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور اپنے ساتھ لے جا رہے

ہیں۔ یہی جذب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بنا لیتا ہے۔

؎ سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے گئے تھے پیغمبری مل گئی۔ ایسے ہی کسی اللہ والے کے پاس تعویذ لینے گئے تھے یا کسی ضرورت سے گئے تھے۔ لیکن اللہ والے بن گئے۔ اپنا بنانے کے ان کے پاس ہزاروں بہانے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں۔

طریقِ سلوک کی مثال

اس کے بعد حکیم صاحب کو لیکر جب حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کار کے پاس تشریف لاتے تو مالکِ کار ڈاکٹر ابرار صاحب نے فوراً کُنجی سے کار کا دروازہ کھول دیا اور سب لوگ کار میں بیٹھ گئے تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت! کار کے دروازے بند تھے۔ ہم لوگ تھوڑی سی کوشش کر کے کار تک آتے تو انہوں نے اپنی کار کا دروازہ کھول دیا۔ یہ طریق سلوک ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اُن کی راہ میں تھوڑی سی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے اللہ ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ حضرت والا کی ان مثالوں سے جذب و سلوک کے دونوں طریق خوب سمجھ میں آ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جذب کا واقعہ

اب اس سلسلہ میں کچھ واقعات پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے شروع کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے جذب فرمایا۔

صدیقِ اکبر سولہ سال کے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ سال کے ہیں۔ ایک نبی کی جوانی ایک صدیق کی جوانی، دونوں بزرگوں کی دوستی شروع ہوتی ہے۔ مکہ شریف میں دونوں کی روزانہ ملاقات ہوتی ہے، ایک بار بہ ضرورت تجارت حضرت ابوبکر صدیق شام تشریف لے گئے۔ وہاں جاکر ایک خواب دیکھا اور وہاں کے ایک راہب سے اپنا وہ خواب بیان کیا۔ راہب نے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو۔ فرمایا مکہ شریف سے۔ پوچھا کیا کام ہے؟ فرمایا تاجر ہوں، تجارت کے لیے آیا ہوں پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا قریش مکہ ہوں۔ راہب نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر سنو۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب تمہارے شہر میں ایک پیغمبر آنے والا ہے یُبْعَثُ نَبِیٌّ مِنْ قَوْمِكَ تمہاری قوم سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ تَكُوْنُ وَزِيْرَهٗ فِیْ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَتَهٗ بَعْدَ وَفَاتِهٖ تم اس کے زمانہ حیات میں اس کے وزیر رہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے پہلے خلیفہ بنو گے۔ فَاَسَرَّهَا اَبُوْبَكْرٍ مِنَ الْكَائِنَاتِ كُلِّهَا حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خواب کسی کو نہیں بتایا نہ اپنی بیوی سے نہ بچوں سے نہ اپنے دوستوں سے یہاں تک

کہ حضرت ابوبکر صدیق ۳۸ سال کے ہوگئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں نبوت سے مشرف ہوئے۔ اقرأ نازل ہوئی اور سارے مذاہب کی کتابیں اسی وقت منسوخ کردی گئیں۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ ہفت ملت بشست

جس یتیم بچہ نے ابھی قرآن کو مکمل نہیں کیا، جس یتیم پر ابھی قرآن پورا نازل نہیں ہوا، صرف اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ کی آیت نازل ہوئی کہ سارے مذاہب کے کتب خانے اور ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ توریت منسوخ ہوگئی، زبور منسوخ ہوگئی، انجیل منسوخ ہوگئی۔

آپ نے اعلان کیا کہ اے ابوبکر! میں نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے۔ عرض کیا یا محمد! ابھی ایمان نہیں لاتے تھے اس لیے خالی نام لیا جو نام دوستی کے زمانہ میں لیا کرتے تھے۔ لیکن ہم سب لوگ درود شریف پڑھیں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ جس چیز کا آپ دعویٰ کرتے ہیں اس کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ پرانا دوستانہ تھا اور دوستی میں آدمی بے تکلفی سے پوچھ لیتا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر جو دعویٰ نبوت کا میں کر رہا ہوں اس کی دلیل اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَأَیْتَ بِالشَّامِ (خصائص کبریٰ ص ۲۹ جلد ۱) تیرا وہ خواب ہے جو تو نے شام میں دیکھا تھا حالاں کہ انہوں نے اس خواب

کو سارے عالم سے چھپایا تھا۔ حضرت صدیق اکبر سمجھ گئے کہ آپ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دے دی ہے کہ ابوبکر نے کیا خواب دیکھا تھا اور دراصل اس طرح جان صدیق کو اپنی طرف اللہ تعالیٰ نے جذب کیا کہ پہلے ہی ان کو خواب میں دکھا دیا تھا۔ اسی کو کہتے ہیں۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عُریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس امت مسلمہ میں یہ سب سے پہلا جذب حضرت صدیق اکبر کو نصیب ہُوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ جذب، تجلیات اجتبائیہ کی شعاعیں سب سے پہلے جان صدیق پر پڑیں اور اس نعمت سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان کو مشرف فرمایا۔ اس وقت اپنے خواب کی تکمیل سے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھ کر مارے خوشی کے بے اختیار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ فَعَانَقَہٗ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرلیا۔ اس وقت مقام اُنس میں تھے۔ دونوں روحیں ایک دوسرے کی عارف تھیں۔ یہ وہ مبارک روحیں ہیں کہ دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ان کی قبریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں اور جہاں سے مٹی اُٹھائی جاتی ہے وہیں دفن ہوتی ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جس مٹی سے تعمیر ہُوا وہیں قریب کی مٹی سے ان حضرات یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تعمیر ہُوئی ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر نے معانقہ کرکے قَبَّلَ

مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے درمیان پیشانی مُبارک کا بوسہ لیا اور کلمۂ شہادت پڑھا۔ یہ وہ شخصیت ہے کہ جس نے بوقت اسلام پیشانی نبوت کا بوسہ لیا اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اس وقت بھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جذب کا واقعہ

اِس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سُنئے۔ ان کو بھی جذب نصیب ہُوا۔ کہاں تو اتنے دشمن تھے کہ قتل کی سازش کے ایک ممبر یہ بھی تھے کہ نبوت کا چراغ بجھا دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ان کو جذب فرمایا تو وہی تلوار لٹکائے ہُوئے اسلام لانے جا رہے ہیں۔ جس کو اللہ جذب کرتا ہے تو دُنیا کی کوئی طاقت اس کو اپنا نہیں بنا سکتی۔ ایک وزیر اعظم کی بلی کی گردن میں اگر پٹہ پڑا ہو کہ یہ وزیر اعظم کی بلی ہے یا کمانڈر انچیف کی بلی ہے یا جنرل صاحب کی بلی ہے تو کسی قصائی کی مجال نہیں کہ اس کو چھچھڑا دے کر چُرا لے۔ جانتا ہے کہ ایسا مقدمہ چلے گا کہ پھانسی سے کم سزا نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بناتا ہے واللہ اس کو حُسن کی دُنیا، مال و دولت کی دُنیا، تخت و تاج اور سلطنت کی دُنیا پوری کائنات اس کو اپنا نہیں کر سکتی۔ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کے چہرہ پر ایک ہیبت و رعب ڈال دیتا ہے، اس کے حوصلہ کو بلند کر دیتا ہے، وہ بکاؤ مال نہیں ہوتا، اگر کبھی خود بھی بکنا چاہے

توخدا اس کو بکنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے انتالیس آدمی ایمان لا چکے تھے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں پوشیدہ طور پر دعوت الی اللہ دیتے تھے۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے جب میں نے حج کیا تھا تو صفا کے پاس اس صحابی کا گھر تھا اور حکومت نے اس پر لکھوا دیا تھا ھذا دار ارقم یعنی یہ دارارقم ہے۔ اسی گھر میں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کمرے میں تھے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت عمر تلوار لٹکائے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ صحابہ ڈر گئے کیوں کہ ان کی بہادری مشہور تھی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابھی میں زندہ ہوں۔ اگر نگاہ بدلی ہوئی دیکھوں گا تو یہیں ڈھیر کردوں گا۔ وہ بھی اسد اللہ تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ دروازہ پر عمر آئے ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ نہیں کہ صحابہ سے کہتے کہ تم لوگ ان سے ملو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مَردوں کی طاقت دی گئی تھی یعنی دُنیا کے چار ہزار قوی مَردوں کی طاقت دی گئی تھی اس لیے کوئی مشہور سے مشہور پہلوان کبھی آپ سے جیت نہیں سکا۔ حضرت عمر ابھی ایمان نہیں لائے تھے، ننگی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے کھڑے ہیں مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ تو دیکھئے کہ آپ نے اُن کا دامن پکڑ کر کھینچا، چوں کہ رات میں دروازۂ کعبہ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ

چکے تھے کہ یا اللہ دو عمر میں سے ایک کو اسلام عطا فرمایا عمر ابنِ خطاب کو یا عمر ابنِ ہشام کو۔ اس وقت دائیں طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت عمر کو دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ دُعا قبول ہوگئی۔ نبی کو اپنی دُعاؤں کی قبولیت پر کتنا اعتماد ہوتا ہے۔ آپ نے ان کا دامن پکڑ کر ایسا جھٹکا مارا کہ گھٹنوں کے بل گر گئے ساری بہادری اور طاقت ناک کے راستہ سے نکل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے عمر کب تک جاہلیت میں رہو گے، کب تک اسلام قبول نہیں کرو گے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی غلامی ہی میں تو داخل ہونے کے لیے آیا ہوں اور کلمہ پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ نے خوشی میں اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ کعبہ تک آواز پہنچ گئی اور اسی وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱) آج عمر فاروق کے اسلام لانے سے فرشتوں میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور یہ وحی نازل ہوئی:

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ نمبر ۱۰، سورہ انفال) اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور یہ آپ کے تابعدار ایمان والے آپ کے لیے کافی ہیں یعنی کفایت حقیقیہ کے اعتبار سے آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور یہ ایمان والے جن میں حضرت عمر جیسا بہادر آپ کو دیا جا رہا ہے یہ کفایت ظاہرہ ہے کہ آج دشمن پر رعب پڑ گیا کیوں کہ

اُن کی بہادری اور طاقت پُورے عرب میں مشہور تھی۔ لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو اپنے اسلام کو پوشیدہ کیوں رکھیں اور بیس بیس صحابہ کی دو قطاریں بنائیں۔ ایک قطار میں سب سے آگے خود ہوئے اور دوسری میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رکھا اور درمیان میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبۃ اللہ آئے اور نماز ادا کی۔ اس کے بعد جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی تھی اور ان کو مشورہ دیا تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دو ان میں سے ایک ایک کے پاس گئے اور کہا کہ کم بختو! ایسی پاکیزہ شخصیت کے بارے تم قتل کی سازش کر رہے تھے اور مجھ کو اس میں شریک کرنا چاہتے تھے۔ اب تمہاری خیریت نہیں ہے اور ہر ایک کو اُٹھا کر پٹکا اور مُکا گھونسہ مار مار کر بھُوسہ بنا دیا اور جب ہجرت کی تو کفار کے مجمع کے سامنے تلوار دکھا کر کہا کہ آج عمر ہجرت کر رہا ہے اور تنہا جا رہا ہے جس کو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہو اور اپنے بچّوں کو یتیم کرنا ہو وہ آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ کیا شان تھی اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہاں سے کہاں پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیفۂ دوم بنایا۔ ساڑھے دس سال حکومت کی۔ یہ اُن کے جذب کا واقعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بناتا ہے اللہ تعالیٰ ہی نے جذب فرمایا ورنہ جو قتل کی سازش میں شامل ہو وہ کیسے اسلام لا سکتا تھا مگر بس وہی بات ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

ایک تابعی کے جذب کا واقعہ

اب تیسرا جذب ایک تابعی کا سُن لیجئے جذب تو بہت لوگوں کو ہُوا ہے کہاں تک بیان کروں گا۔ ایک تابعی جن کا نام زاذان ہے۔ یہ پہلے لکڑی بجا بجا کر گانا گاتے تھے مگر آواز غضب کی تھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اس طرف سے گذرے تو یہ لکڑی بجا بجا کر گا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: مَا اَحْسَنَ ھٰذَا الصَّوْت کیا ہی اچھی آواز ہے کاش کہ اس آواز سے یہ قرآن پڑھتا۔ اللہ تعالٰی نے یہ آواز اس کے کانوں تک پہنچادی جب کہ تماشائیوں کا مجمع لگا ہُوا تھا اور واہ واہ مرحبا مرحبا کے نعرے بُلند ہو رہے تھے لیکن جب اللہ تعالٰی ہدایت دیتا ہے تو خود راستے کھول دیتا ہے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

بس آواز کا پہنچنا تھا کہ انہوں نے گانا چھوڑ کر پوچھا کہ مَنْ ھٰذَا یہ کون ہے۔ تماشائیوں نے کہا ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللہِ یہ اللہ کے رسول کے ساتھی ہیں۔ یہ ہے صحبت کا مقام۔ ساتھ رہنے سے یہ انعام ملتا ہے صحابہ کا لفظ قرآن و حدیث میں ہمیشہ باقی رہے گا اور صحبت کی اہمیت کو ظاہر کرتا رہے گا۔

جو بنا ہے صحبت سے بنا ہے نبی کا صحبت یافتہ صحابی ہوتا ہے، صحابی کی صحبت اٹھانے والا تابعی اور تابعی کی صحبت اٹھانے والا تبع تابعی اتنی اہمیت تھی صحبت کی کہ لوگ صحابہ کو دیکھ کر کہتے تھے ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ جو اللہ والوں کے ساتھ رہتا ہے سُنّت صحابہ ادا کر رہا ہے۔

پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے۔ بتایا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ پوچھا ایش قال انہوں نے کیا کہا۔ تماشائیوں نے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ کاش اس پیاری آواز سے یہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا بس یہ سننا تھا کہ۔

؎ جی اُٹھے مردے تری آواز سے

اسی وقت لکڑی توڑ دی اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ کے قدموں میں آگئے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ بھی رونے لگے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جس گنہگار نے توبہ کر لی وہ اللہ تعالٰے کا محبوب ہوجاتا ہے اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ اللہ کا محبوب اور دوست روئے اور مَیں نہ روؤں اور جس سے اللہ محبت کرے اس سے مَیں محبت نہ کروں ؟ پھر یہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی خدمت میں رہ پڑے اور بہت بڑے عالم اور اللہ والے ہُوئے۔ ذرا سی دیر میں دل کا رُخ بدل جاتا ہے۔

؎ جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر صرف ولی اللہ نہیں ہوتا سیکنڈوں میں فخر اولیاء بن جاتا ہے ہندوستان کا ایک کافر ہندو اپنے بُت کے سامنے نوے سال سے صنم صنم کہہ رہا تھا ایک دن اچانک غلطی سے منہ سے صمد نکل گیا۔ صمد اللہ کا نام ہے جس کی تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ صمد کے معنی ہیں اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ اَلْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہو، کسی کی محتاج نہ ہو اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ بس منہ سے صمد کا نکلنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'لبیک' میں تو حاضر ہوں اے بندے' اس کافر نے اسی وقت ڈنڈے مار مار کر بُت کو توڑ دیا اور کلمہ پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ہندوؤں سے کہا کہ ظالمو نوے سال کا کافر ہوں نوے سال تک اس بُت کو پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ آج غلطی سے مسلمانوں کے خُدا کا نام منہ سے نکل گیا تو آسمان سے فوراً آواز آگئی 'لبیک' اے میرے بندے میں تو حاضر ہوں تو ہی مجھ کو چھوڑ کر پتھروں کو پکار رہا ہے جو اندھے گونگے بہرے ہیں۔

مثنوی میں ایک مجذوب چرواہے کا واقعہ

اب جذب کا چوتھا

قصہ سُنئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بکریوں کے ایک چرواہے کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا۔ وہ بکریاں چراتے چراتے اللہ سے باتیں کر رہا ہے کہ اے خدا تو اگر مجھے مل جاتا تو میں تیری خوب خدمت کرتا۔ اس پہاڑ

پر جہاں میں بکریاں چرا رہا ہوں اگر آپ تشریف لاتے تو جہاں آپ بیٹھتے میں وہاں جھاڑو لگاتا اور خوب آپ کے ہاتھ پیر دباتا اور آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلاتا اور دودھ آٹے میں ملا کر روغنی روٹی کھلاتا اور آپ کے بالوں میں چوں کہ بہت دنوں سے کنگھی نہ کی ہوگی نظام کائنات چلانے کی مصروفیت کی وجہ سے تو میں آپ کے بالوں میں جوئیں بھی ڈھونڈ لیتا اور آپ کی گدڑی بھی سی دیتا (چرواہے کی ان بھولی بھولی باتوں کو حضرت والا نے اردو مثنوی میں نظم کیا ہے۔ حضرت والا نے یہ اشعار دورانِ وعظ نہیں پڑھے لیکن افادۂ قارئین کے لیے یہاں درج کیے جاتے ہیں ۔ جامع)

ؔ تجھ کو گر پاتا خُدا وندا مرے
دابتا ہر روز دست و پا ترے
جس جگہ تو بیٹھتا اے شاہ جاں
روز دیتا شوق سے جھاڑو وہاں
تیری گدڑی بھی سیتا اے خُدا
ہر طرح خدمت کو میں لاتا بجا
روغنی روٹی کھلاتا میں تجھے
آبِ شیریں بھی پلاتا میں تجھے
اور پلاتا دودھ تجھ کو صبح و شام
بکریوں کا اپنی اے ربِ انام

اور کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگر آپ مجھے مل جاتے تو میں یہ اپنی ساری

بکریاں آپ پر قربان کر دیتا۔

اے فدایت ایں ہمہ بزہائے من
اے بیادت ہیو ہیو ہائے من

اے اللہ میری ساری بکریاں آپ پر قربان ہو جائیں اور بکریوں کو چراتے ہوئے جو میں ہیو ہیو کر رہا ہوں یہ بکریوں کے لیے نہیں ہے۔ حقیقت میں آپ کی محبت میں اور آپ کی جُدائی کے غم میں میری ہائے ہائے ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف گذر ہُوا اور چرواہے کی یہ گفتگو سُنی تو اس کو ایک ڈانٹ لگائی کہ اے ظالم تو یہ کیا کہہ رہا ہے ایسی باتوں سے تو کافر ہو گیا کیوں کہ اللہ تعالےٰ جسم سے پاک ہے۔ اس کے سَر میں جُوئیں کہاں پڑتی ہیں۔ جب سر ہی نہیں ہے تو جُوئیں کہاں سے آئیں گی اور ان کے ہاتھ پَیر کہاں ہیں جو تُو دبائے گا اور ان کے پیٹ نہیں ہے جو تو روغنی روٹی کھلائے گا۔ کیا خدا خدمت کا محتاج ہے جو تو خدمت کرے گا اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی بھی احتیاج نہیں ہے۔ ان باتوں سے توبہ کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات کو سُن کر وہ چرواہا ڈر کے مارے گریبان پھاڑ کر روتا ہُوا جنگل کی طرف بھاگ گیا کہ آہ میں تو محبت کر رہا تھا لیکن میری نادانی سے محبت کے خلاف معاملہ ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جُدا کر دیا۔ اے موسیٰ میرے اس دیوانہ کو تلاش کر کے لاؤ۔ میری بارگاہ اس کے دیوانہ پن کو اور اس کی بھولی بھالی باتوں کو

دوبارہ سُننا چاہتی ہے اس مضمون پر میرا شعر سُنئے ۔

؎ اپنے دیوانے کی باتیں موسیا
ڈھونڈتی ہے بارگاہِ کبریا

اے موسیٰ اپنے اس پاگل اور دیوانہ کی باتوں کو بارگاہِ کبریا دوبارہ سُننا چاہتی ہے۔

؎ موسیا آداب دانا دیگر اند

اے موسیٰ عقلمندوں کے لیے آداب دوسرے ہیں لیکن

؎ سوختہ جانے روانا دیگر اند

جو میرے عشق میں پاگل ہیں ان کے لیے دوسرے آداب ہیں۔

؎ جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو

جن کے لباس میرے عشق سے چاک چاک ہیں آپ ان کو رفو کا حکم نہ دیجئے۔

؎ تو ز سرمستان قلاوزی مجو

سرمست اور پاگلوں کو آپ رہنمائی اور رہبری کی تعلیم نہ دیجئے۔ وہ رہبر نہیں ہوسکتے۔

لیکن کوئی اس کا یہ مطلب نہ سمجھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین کا حکم سکھایا وہ نعوذ باللہ غلط تھا ہرگز غلط نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت تھے، بالکل حق پر تھے، جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل حق تھا اور پیغمبر ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں پر نکیر کرنا آپ کے ذمہ فرض تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ادب سکھایا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیغمبروں کی تربیت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہ سکھایا کہ ابتدائی مرحلہ میں تھوڑی پیار و محبت و شفقت سے سکھائیے۔ پہلے اس کو محبت سکھا کر بعد میں آہستہ آہستہ آپ اس کو یہ تعلیم دیتے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم سے منع نہیں فرمایا صرف اس عنوانِ تعلیم اور طریقۂ تعلیم میں اصلاح فرمائی کہ کسی کی تربیت میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن سوچئے کہ اس چرواہے کی محبوبیت کا بھی کیا مقام تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تلاش کیا۔ پھر وہ آپ کی صحبت و تربیت کی برکت سے بہت بڑا ولی اللہ ہو گیا۔

اہل اللہ کے تذکروں سے رحمت برستی ہے

اب بیان کا وقت ختم ہو گیا۔ بارہ بجکر ۳۵ منٹ ہو گئے۔ لہٰذا آیندہ ہفتہ ان شاء اللہ جذب کے کچھ مزید واقعات اس امید میں پیش کروں گا کہ جن بزرگوں کو اے اللہ آپ نے جذب فرمایا ان کے صدقے میں ہماری جانوں کو بھی جذب فرما لیجئے کیونکہ جب کسی پر رحمت دیکھئے تو اپنے لیے بھی مانگ لے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب محراب میں دیکھا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے جنت سے پھل آرہے ہیں هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ (پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران) وہیں دُعا کی کہ اس بڑھاپے میں مجھے اولاد عطا کیجئے۔ تو معلوم ہُوا کہ جب اللہ والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تذکرے ہو رہے ہوں وہاں بھی دُعا مانگ لیں۔ محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ اللہ والوں کے تذکرہ سے رحمت برستی ہے

فَضْلاً عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ چہ جائیکہ جہاں وہ خود موجود ہوں وہاں کتنی رحمت برسے گی۔ اسی لیے میں کہتا ہوں یہاں اتنے نیک بندے دُور دُور سے آتے ہیں ہر شخص ان کے صدقہ میں دُعا کرے کہ یا اللہ جتنے بندے آپ کی محبت میں آئے ہیں ان کی برکتوں سے ہماری دعا کو قبول فرمالیجئے

دُعا

دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ہم میں سے جس کو جو مشکل پیش ہو جس کے گھر میں کوئی بیماری ہو، مصیبت ہو، جسمانی مصیبت ہو یا روحانی اسی طرح بعض لوگ گناہ سے توبہ کرکے ولی اللہ بنا چاہتے ہیں مگر نفس و شیطان کی غلامی سے اپنی جان کو چھڑا نہیں پا رہے ہیں اللہ تعالےٰ سے دُعا کیجئے کہ یارب العالمین ہم میں سے جس کو جو جسمانی تکلیفیں ہیں، اپنی بیماری یا اپنے بچوں کی بیماری یا اپنے گھر والوں میں کوئی بھی بیمار ہو سب کو شفاء عطا فرما اور جس کو کسی گناہ کی عادت ہو ہم میں سے ہر ایک کو خدا گناہوں سے پاک فرما دے۔ جسمانی شفاً بھی دے رُوحانی شفاء بھی دے اور جس کو جو جائز حاجت ہو ہم سب کی تمام جائز حاجتوں کو یارب العالمین جلد سے جلد پُورا فرما دے اور جو مقروض ہوں اللہ تعالےٰ ہمارے قرضوں کو جلد سے جلد ادا فرما دے۔ زمین و آسمان کے خزانوں کے آپ مالک ہیں اور اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کو اپنے خزانوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے خزانے ہم فقیروں کیلیے وقف ہیں۔ بِحَقِّ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے اللہ اس

آیت کے صدقہ میں اختر پر، اس کی اولاد پر اور اس کے دوستوں پر اپنا خزانہ برسادے اور اپنی مرضی کے مطابق خرچ کی توفیق عطا فرما اور سارا قرضہ بھی ہم سب کا ادا فرمادے اے اللہ آپ کی شان وہ ہے کہ مٹی کو آپ سونا بنا دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ اے مبدل کردہ خاکے را بہ زر

اے اللہ بعض مٹی کو آپ سونا بناتے ہیں اور

؎ خاک دیگر را نمودہ بوالبشر

اور کسی مٹی کو آپ انسان بنا دیتے ہیں۔ کسی مٹی کو سونا اور کسی مٹی کو انسان اتنی بڑی قدرت والے ہیں۔ اپنی اس قدرت قاہرہ کے صدقہ میں ہم سب کو تمام قرضوں سے نجات اور ہماری روزیوں میں برکت کے ساتھ ساتھ وسعت بھی عطا فرما خاص کر جو بوڑھے ہیں بڑھاپے میں ان کی روزی بڑھا دے کیونکہ آپ کے پیغمبر سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ بڑھاپے میں ہماری روزی کو بڑھا دے۔ معلوم ہُوا کہ بڑھاپے میں روزی زیادہ مانگنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو عافیت نصیب فرمائے چوروں سے ڈاکوؤں سے ہر قسم کی بلاؤں سے پورے پاکستان کو بلکہ پورے عالم کو عافیت نصیب فرمائے مجھ کو عافیت دارین نصیب فرمائے اور آپ سب کو اور سارے عالم کے ہر مومن کو ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ عافیت دارین نصیب فرمائے۔ اہلِ کُفر کو اے خُدا اہلِ ایمان بنا دے، اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنا

دے ، اہلِ بلا کو اہلِ عافیت بنا دے ، اہلِ مصیبت کو اہل راحت بنا دے اہلِ مرض کو اہلِ شفاء بنا دے ۔ چیونٹیوں پر رحم کر دے بلوں میں ، مچھلیوں پر رحم دے دریاؤں میں اور سمندروں میں اے خدا اپنی رحمت کی بارش کی بارش فرما دے ۔ اے اللہ رحمت والی بارش فرما دے اور گمراہوں کو ہدایت دے کر اولیاء صدیقین میں شامل فرما دے ۔ اے اللہ اس وعظ کے ایک ایک لفظ میں اپنی شان اجتبائیہ کی تجلی ڈال دیجئے کہ جو اس کو پڑھے وہ آپ کا بن جائے ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔

نقل ارشاداتِ مُرشد میکنم
آنچہ مردم میکند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب
نقل میں بھی ہو وہی فیض اتم

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظِ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصّہ دوم

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——— تجلیاتِ جذب حصہ دوم
واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
جامع، مُرتب ——— سیّد عشرت جمیل میر
کتابت ——— محمد علی نساہد

ناشر
کُتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست



تجلیاتِ جذب

حصہ دوم

مرشدی و مولائی حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا دوسرا بیان متعلق بہ جذبِ الٰہیہ مؤرخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۲ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح بمقام مسجد اشرف خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی - جامع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ○

پچھلے جمعہ کو اسی آیت کی تلاوت کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تک بندہ کے پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جس بندہ کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وَ یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور جو اللہ کی طرف چلتا ہے، انابت اور توجہ کرتا ہے، اللہ کی تلاش میں محنت و مشقت اُٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت دے دیتا ہے

تو دو راستے ہو گئے ۔ پہلے کا نام جذب ہے اور دوسرے کا نام سلوک لیکن اللہ تعالیٰ نے صفتِ جذب کو مقدم فرمایا کیونکہ اس میں بندہ مراد ہوتا ہے مراد کے معنی ہیں جس کا ارادہ کیا جائے اور دوسرے راستہ یعنی راہِ سلوک میں بندہ مُرید رہتا ہے بس جس کو حق تعالیٰ صفتِ جذب عطا فرماتے ہیں یعنی اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا مراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا بنانے کا ارادہ فرما لیا اور جو من ینیب ہے اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے، اللہ کو تلاش کرتا ہے، اللہ کے راستہ میں محنت و مشقت اٹھاتا ہے، بزرگوں کی خدمت میں جاتا ہے، اللہ اللہ کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے، یہ مرید ہے، اللہ کا ارادہ کرنے والا ہے اس کو بھی بعد میں جذب نصیب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ بغیر جذب کے کوئی اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جس پر ابتدا میں جذب غالب ہو یعنی جس کو پہلے اللہ تعالیٰ جذب کرے، بعد میں وہ خدا کا راستہ محنت مشقت سے طے کرے اس کا نام مجذوب سالک ہے یعنی اس کو جذب پہلے نصیب ہُوا سلوک بعد میں نصیب ہُوا اور جو پہلے سلوک شروع کرے، عبادت کی محنت مشقت شروع کرے بعد میں اللہ اس کو جذب کرے، اپنی طرف کھینچ لے اس کا نام سالک مجذوب ہے یعنی پہلے یہ اللہ کے راستہ میں چلا، محنت مشقت کی، پھر خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ بہر حال جذب ہو یا سلوک دونوں راستے اللہ تک پہنچتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ بعضوں کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور بعضوں کو سلوک کی توفیق پہلے ہوتی ہے بعد میں اللہ تعالیٰ ان کو جذب کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کے جذب کے کوئی

حق تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

طریقِ جذب کی ایک اور مثال

اب اس کی ایک مثال حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی کہ ایک فقیر کسی بادشاہ کے محل شاہی کے سامنے سے جارہا تھا۔ بادشاہ نے بالاخانہ سے ایک کمند پھینکی اور کہا کہ اے فقیر اس میں بیٹھ جائیں تجھ سے ملنا چاہتا ہوں اور سپاہیوں سے کہا کہ اس کو اُوپر کھینچ لو۔ وہ فقیر جب بادشاہ سے ملا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچے اس نے کہا کہ جناب جیسے میں آپ تک پہنچا۔ آپ نے کمند پھینکی میں اس پر بیٹھ گیا۔ آپ نے سپاہیوں سے کھنچوا لیا۔ تو جس طرح میں آپ تک پہنچا ایسے ہی جس بندہ کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتے ہیں اس کو زمین پر توفیقات کی کمند بھیجتے ہیں، اپنی طرف کشش اس کے دل میں پیدا کر دیتے ہیں اور وہ اللہ کا ہوتا چلا جاتا ہے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

نہ مَیں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عُریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرتا ہے تو آپ سوال کرسکتے ہیں کہ کیا اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ یاد فرما رہے ہیں۔ ایک بزرگ ہیں حضرت

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ کون ہیں ؟ تابعی ہیں ۔ اپنے خادم سے کہتے ہیں کہ اس وقت مجھ کو اللہ تعالیٰ یاد فرما رہے ہیں ۔ خادم نے پوچھا کہ آپ کو کیسے اطلاع ہوئی کہ اللہ آپ کو یاد فرما رہا ہے ۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم ہم کو یاد کرو ہم تم کو یاد کریں گے اور مجھ کو اس وقت اپنی یاد کی توفیق دے دی ہے تو میں فَاذْكُرُونِي میں شامل ہو گیا اب أَذْكُرْكُمْ کا وعدہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا لہٰذا یقیناً وہ مجھے یاد فرما رہے ہیں ۔ جو بندہ زمین پر اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان پر اس کو یاد فرماتے ہیں ۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ اگر تم ہم کو دل میں یاد کرو گے تو ہم تم کو اپنے دل میں یاد کریں گے ۔ اگر تم مجمع میں یاد کرو گے تو ہم تم کو فرشتوں کے مجمع میں یاد کریں گے ۔ (مشکوٰۃ ۱۹۶) یادِ تنہائی میں یادِ تنہائی ملے گی ۔ یادِ اجتماعی میں یادِ اجتماعی ملے گی ۔ اس وقت یہاں بھی یادِ اجتماعی ہو رہی ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فرشتوں کے درمیان ہماری آپ کی یاد ہو رہی ہو گی ۔ وعدہ ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ۔

تفسیر فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

یہاں ایک ضروری بات عرض کرنا ہے کہ ایسے وقت جب کہ دین کی اجتماعی عبادت ہو رہی ہو اس وقت صلوٰۃ التسبیح پڑھنا یا نفل پڑھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ دین کا اگر ایک مضمون سیکھ لیا تو ایک ہزار رکعات نفل سے افضل ہے ۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حیاۃ المسلمین میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ بتایئے کیا آپ ایک ہزار رکعات پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں گیارہ بجے بیان کا وقت ہے۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ اس وقت یہاں نفل پڑھتے رہتے ہیں۔ ایسے وقت نفل پڑھنا مناسب نہیں گویا آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو روک رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت میں خلل ڈال رہے ہیں۔ ایسی نماز پر بجائے قبولیت کے ناراضی کا خطرہ ہے۔

تو ذکر کے کیا معنی ہیں۔ حکیم الامتؒ تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ فاذکرونی یعنی تم مجھ کو یاد کرو اور یاد کیسے کرو گے بالاطاعۃ میری اطاعت کرو۔ اگر ماں باپ بیمار ہیں تو اپنی نفلیں، تلاوت اور وظیفے چھوڑ کر جاؤ اور ان کے لیے دوا لاؤ۔ اس وقت یہی اللہ کا ذکر ہے۔ بیوی بیمار ہے اور دوا اس لیے نہیں لاتے کہ آپ مراقبہ میں آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اگر آسمان پر بیٹھنا ہوتا تو زمین پر کیوں پیدا کرتے اس وقت فوراً جا کر اس کے لیے دوا لاؤ ورنہ اگر مراقبہ میں رہے تو دس جگہ ڈھنڈورا پیٹے گی کہ خبردار صوفیوں سے نکاح مت کرنا یہ آنکھ بند کر کے عرش پر رہتے ہیں فرش والوں کا حق جانتے ہی نہیں۔ ہم بیمار تھے تو وہ مراقبہ میں آنکھ بند کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر صوفیوں کے لیے آپ مشکل کر دیں گے ان کا نکاح مشکل ہو جائے گا۔ ایسے وقت میں بندوں کا حق ادا کرو، ماں باپ کی دوا لاؤ، بیوی بچوں کے لیے دوا لاؤ۔ ایسے وقت میں یہی ذکر ہے، یہی عبادت ہے۔ ذکر در اصل اطاعت کا نام ہے۔ اس لیے حضرت حکیم الامتؒ نے، علامہ آلوسیؒ نے اور جملہ مفسرین متقدمین ومتاخرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کو حکیم الامت نے بیان القرآن میں نقل

فرمایا کہ فَاذۡكُرُوۡنِيۡ تم ہم کو یاد کرو۔ کس طرح ؟ بالاطاعة میری اطاعت و فرماں برداری سے اذکرکم میں تم کو یاد کروں گا۔ کس بات سے ؟ بالعنایة اپنی عنایت سے۔ حضرت نے تفسیری جملہ ایک جگہ بالاطاعة بڑھا دیا اور ایک جگہ بالعنایہ جس سے آسانی سے بات سمجھ میں آگئی کیوں کہ یاد تو اللہ تعالیٰ سب کو رکھتا ہے، خدا بھولتا نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ کافر نافرمان بدمعاش قاتل اور ڈاکوؤں کو بھی یاد کرتا ہے لیکن غضب اور قہر کے ساتھ یاد کرتا ہے اور جو فرماں بردار ہیں ان کو اپنی رحمت اور عنایت کے ساتھ یاد کرتا ہے، اُن پر اپنی رحمت کی بارش کرتا ہے۔

علاماتِ جذب

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس کو حق تعالیٰ جذب فرماتے ہیں، اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں، اپنا بنا رہے ہیں ارے میاں اگر چھوٹا سا بچہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ رہا ہو تو کیا آپ کو پتہ نہیں چل جاتا ؟ تین من کا تگڑا ابا اور چھوٹا سا دس کلو کا بچہ اگر اس کا دامن پکڑ کر کھینچ رہا ہے تو اس تگڑے باپ کو محسوس ہوتا ہے یا نہیں کہ میرا بچہ مجھ کو کھینچ رہا ہے ؟ اتنی بڑی طاقت والا اللہ تعالیٰ جس کو جذب فرماتے گا کیا اسے پتہ نہ چلے گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ یاد فرما رہا ہے، کھینچ رہا ہے، اپنا بنانا چاہتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے تو اس کا دل خود فیصلہ کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ چاہ رہے ہیں۔ اگر وہ چاہے بھی کہ نماز کو نہ جاؤں تو بے چینی پیدا ہو جاتی ہے، اگر وہ چاہتا بھی

ہے کہ اللہ والوں کے پاس نہ جاؤں تو دل میں گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے حضرت فرماتے تھے کہ دل کو بالکل پتہ چل جاتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے جون پور میں حضرت حکیم الامت سے پوچھا تھا کہ حضرت جب کوئی اللہ والا بنتا ہے. صاحبِ نسبت بنتا ہے، اس کو جذب نصیب ہو جاتا ہے تو کیا اس کو پتہ چل جاتا ہے۔ اب سُنیئے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب۔ فرمایا کہ خواجہ صاحب جب آپ بالغ ہُوئے تھے تو آپ کو پتہ چلا تھا یا نہیں کہ مَیں بالغ ہو گیا یا دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا۔ جسم جب بالغ ہوتا ہے تو رگ رگ میں ایک جان آجاتی ہے یا نہیں، ایک طاقت جدید محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتا ہے، اس کے دل کو اپنی نسبت نصیب فرماتا ہے تو اس کی روحانیت میں ایک جدید طاقت عطا ہوتی ہے۔ پھر وہ سارے عالم کو چیلنج کرتا ہے، سارے عالم کو اعلان کرتا ہے کہ اے دُنیا والو! تم میرے پاؤں کو دنیاوی زنجیروں سے نہیں جکڑ سکتے ہو جس کو مولانا جلال الدین رومیؒ نے اس شعر میں تعبیر فرمایا کہ

؎ سر نگوں نم ہیں رہا کن پائے من

اے دُنیا والو! جلال الدین رومیؒ سر جھکا چکا ہے، میرے پاؤں کو مت جکڑو، میرے قدموں کو تم دُنیاوی زنجیروں میں مت گرفتار کرو۔ جو لوگ جانور پالنے والے ہیں ان سے پوچھو کہ جب جانور رسی تُڑانا چاہتا ہے تو سر جُھکا لیتا ہے۔ اس طرح اپنی طاقت کو مجتمع کر کے زیادہ کرتا ہے۔ جانور پالنے والوں

سے پوچھو کہ مولانا نے کیا نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اب اپنا سر جھکا لیا ہے اب میں دنیاوی زنجیروں سے اپنا دامن اور اپنے پَیر چُھڑانا چاہتا ہوں۔

سر نگونم ہیں رہا کن پائے من
فہم کو در جملۂ اجزائے من

اب میرے پَیروں کو چھوڑ دو اے دُنیا والو۔ اب تمہاری باتیں سمجھنے کی میرے اندر سمجھ نہیں ہے۔ اب مجھے نصیحت مت کرو کہ اگر بالکل مُلا بن جاؤ گے تو کھاؤ گے کہاں سے۔ اگر اللہ کو زیادہ یاد کرو گے، داڑھی رکھ لو گے تو سب تم کو بے وقوف سمجھیں گے۔ اے دُنیا والو! اسی بے وقوف کو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ روزی ملے گی کہ بزعم خود بڑے بڑے عقل مند ایسی روزی نہ پاسکیں گے۔ جس کو تم بے وقوفی سمجھتے ہو وہ تو عین عقل ہے۔ بیوقوف تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو عقل مند سمجھتے ہیں۔ یہ عقل مند نہیں ہیں، چالاک ہیں اور روزی عقل اور چالاکی سے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے بعضے بھولے بھالوں کو اتنی زیادہ روزی دیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقل مند اور اہل دانش حیران رہ جاتے ہیں۔

رزق کا مدار عقل پر نہیں ہے

ایک دیہاتی جارہا تھا۔ اس کے اونٹ پر ایک طرف دو من گندم تھا اور ایک طرف دو من مٹی، ایک عقل مند منطقی پیٹ سے بیزار بھوک سے پریشان، روزی سے پریشان نے دیکھا اور پوچھا کہ بھائی صاحب

یہ آپ کے اونٹ پر کیا ہے۔ اس دیہاتی نے کہا کہ ایک طرف دو من گندم ہے اور دوسری طرف دو من مٹی ہے۔ پوچھا کہ یہ دو من مٹی کیوں رکھی ہے کہا تاکہ توازن یعنی بیلنس قائم رہے۔ اس نے کہا کہ بھائی عقل کی بات یہ ہے کہ ایک من گندم ادھر رکھو اور ایک من ادھر اور دو من مٹی کا جو بوجھ لادے ہوئے ہو اس کو پھینک دو اور اس کی جگہ تم بیٹھ جاؤ۔ آرام سے جاؤ۔ بیکار پیدل چل رہے ہو۔ دیہاتی نے کہا کہ اچھا۔ بڑی عقل کی بات ہے اور پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں اور کہاں جارہے ہیں۔ کہا میں تو روزی سے سخت پریشان ہوں، رزق کی تلاش میں جارہا ہوں گھر میں کھانے کو نہیں ہے، دیہاتی نے کہا کہ میں تیری یہ بات نہیں مانوں گا۔ تو منحوس معلوم ہوتا ہے۔ تیری عقل پر اگر میں عمل کروں گا تو تیری طرح پریشان ہو جاؤں گا۔

؎ بہ ناداں آں چنیں روزی رساند
کہ دانا اندریں حیراں بماند

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نادانوں کو خدا ایسی روزی دیتا ہے کہ بڑے بڑے عقل مند حیران رہ جاتے ہیں کہ ارے ہم نے تو ایم ایس سی کیا، میں تو امریکہ سے ڈگری لایا اور میری چپل پھٹی ہوئی ہے اور یہ تو دستخط بھی نہیں کرسکتا، انگوٹھا لگاتا ہے اور اس کی فیکٹری چل رہی ہے ایسے فیکٹری مالک کو میں نے دیکھا ہے کہ میٹرک بھی پاس نہیں اور بی اے، ایم اے نوکر رکھے ہوئے ہے۔ رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔

وضعِ صالحین کا اثر

یہ مت سوچو کہ داڑھی رکھنے کے بعد سب ہم کو مُلّا اور بے وقوف سمجھیں گے، ہم سے بات کرنے کو جرمن اور جاپان کا وفد نہیں آئے گا، ہم کو حقیر سمجھیں گے ارے جاپان جرمن والے آپ کی داڑھی دیکھ کر اور زیادہ آپ سے مال خریدیں گے آپ پر زیادہ اعتماد کریں گے' اوروں سے زیادہ عزت کریں گے۔ مَیں جب فرانس (ری یونین) جا رہا تھا تو فرانس ایئر لائن پر ہم چار آدمی تھے اور چاروں داڑھی والے۔ ممتاز بیگ صاحب، قاضی خدا بخش صاحب، اختر اور میر صاحب، میر صاحب کی داڑھی تو سب سے نمایاں تھی۔ جہاز کے عملہ کا عیسائی افسر آیا اور پوچھا کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کے پادری ہیں۔ میر صاحب نے انگریزی میں اس کو جواب دیا بس پھر ہم لوگوں کی جتنی خدمت کی ہے کہ ہر وقت پوچھتا تھا کہ کوکا کولا لاؤں' سیون اپ لاؤں کیا چاہیے جہاز پر بڑے بڑے اپ ٹوڈیٹ، کوٹ پتلون والے داڑھی منڈائے ہُوئے ٹائی لگائے ہُوئے تھے کسی کی وہ خدمت نہیں کی جیسی ہم لوگوں کی خدمت کی یہاں تک کہ نماز کا وقت بتانے کے لیے تین چار مرتبہ آیا کہ اب سُورج نکلنے میں اتنی دیر رہ گئی ہے، اب اتنی دیر رہ گئی ہے آپ لوگ نماز پڑھ لیجئے اور چلئے ہم آپ کو نماز کے لیے اُوپر فرسٹ کلاس میں لے چلتے ہیں اور نماز کے لیے کپڑا بھی اس نے دیا۔ آہ! یہی کہتا ہوں دوستو کہ نیک بندوں کی نقل میں یہ اثر ہے اگر صحیح معنوں میں اللہ کے بن جاؤ سارا جہاں آپ کا ہوگا۔

؎ جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے بس سمجھ لیجئے کہ وہ گر گیا۔

؎ اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا مَیں آسماں سے

جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا بس سمجھ لو کہ اس کی قیمت ایسی گرتی ہے کہ مچھر بھی اس سے زیادہ ہے اور ذلت ایسی ہوتی ہے کہ کہیں عزت نہیں ملتی۔

؎ نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا
نظرِ اک اُن کی کیا بدلی کہ کُل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اس کی بیوی بھی دشمن ہوجاتی ہے بچے بھی دشمن ہوجاتے ہیں، اس کے گدھے اور گھوڑے بھی دُشمن ہوجاتے ہیں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو میرا گدھا بھی میرا کہنا نہیں مانتا انسان کہاں سے مانے گا یہ معمولی بات نہیں ہے۔

عقل مندی تقاضا

لہٰذا عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دو۔ بین الاقوامی عقل کا تقاضا ہے کہ بڑی طاقت والے سے ٹکر مت لو۔ کتنے واقعات سُن رہے ہیں کہ گردے بیکار ہوگئے، ہڈی کے گودے میں کینسر ہوگیا، دل کا مرض پیدا ہوگیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں گڑگڑاتے رہیں، دُعا کرتے رہیں۔ حدیثِ پاک میں وعدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو سکھ میں یاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔

جذب کی ایک اور علامت

خیر تو یہ بات میں عرض کر رہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتے ہیں تو اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنا بنا رہے ہیں، اسکے دل میں خود بخود ایک کشش اللہ تعالیٰ کی طرف پیدا ہو جاتی ہے۔

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اور ایک علامت اور پیدا ہوتی ہے۔ سُن لیجئے۔ جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرتا ہے وہ سارے عالم کی دولت، سارے عالم کے حُسن کو نگاہ سے گرا کر ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ میں اپنے اللہ کو راضی رکھوں یہ علامت ہے جذب کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ کھینچے وہ بھلا کھنچ جائے کسی اور طرف! اور جو کسی اور طرف کھنچ جائے تو معلوم ہوا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے نہیں کھینچا آپ بتائیے کہ محمد علی کلے یا کوئی اور تگڑا پہلوان کسی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچے ہُوئے ہو اور اسی کو ایک کمزور اپنی طرف کھینچ رہا ہو تو بتلایئے وہ کھنچے گا کمزور کی طرف؟ آدمی اسی طرف کھنچتا ہے جس طرف طاقت زیادہ ہوتی ہے بتایئے اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور کون ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لے وہ کسی اور طرف نہیں کھنچ سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں میں مُبتلا ہو رہا ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ابھی یہ ظالم جذب سے محروم ہے اپنی نافرمانی کے تسلسل اور ظلمات اور لعنت و نحوست کی زندگی کے سبب اس کو اللہ تعالیٰ نے جذب نہیں فرمایا۔

لہٰذا رو کر اللہ تعالیٰ سے اس صفت کی بھیک مانگیے۔ اگر خدائے تعالیٰ کو نہ دینا ہوتا تو قرآن میں اس آیت کو نازل نہ فرماتے۔ ابا جب کوئی چیز دینا نہیں چاہتا تو بچوں کو بتاتا بھی نہیں کہ کہیں مانگ نہ بیٹھیں۔ ان کا قرآن شریف میں یہ اعلان کردینا کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں گویا سارے عالم کو اللہ تعالیٰ نے خبر کردی کہ میری یہ صفت، میرا یہ خزانہ، میرا یہ موتی تم بھی مانگ سکتے ہو۔ بچہ ابا سے مانگتا ہے بندہ ربا سے مانگے۔ بس جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچ لیا بتائیے پھر وہ کسی اور طرف کھنچ سکے گا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی ہے دونوں جہان میں؟ یہ دُنیا کے مرنے والے حسینوں کی کیا حقیقت ہے جنت کی حوریں بھی نہ کھینچ سکیں گی جنت میں جس دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو بوقت دیدار الٰہی کوئی حور بھی یاد نہیں آئے گی۔ ارے کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔

ع چراغ مُردہ کجا شمع آفتاب کجا

کہاں آفتاب اور کہاں مُردہ چراغ۔ مخلوق کی کیا حقیقت ہے۔

مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ اُستاد جگر نے جذب کی ایک اور علامت بیان کی ہے۔

ع اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

غور سے سنو دوستو! اختر درد بھرے دل سے پیش کر رہا ہے، پندرہ سال شاہ عبد الغنی صاحب کی غلامی کا نچوڑ پیش کر رہا ہوں۔ یوں ہی مفت میں نہیں پائی ہے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ فرماتے ہیں۔

ے اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہُوا ہوں میں حُسن کی بارگاہ میں

ایک علامت یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مست رہتا ہے۔ مخلوق کی بھیک نہیں دیکھتا، بھیک دینے والے کو دیکھتا ہے۔ لیلیٰ کو نہیں دیکھتا لیلیٰ کو نمک دینے والے کو دیکھتا ہے۔ دولت کو نہیں دیکھتا جس نے مالداروں کو مال دیا ہے اس مالک کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ غرض ساری کائنات سے وہ مستغنی ہوجاتا ہے۔ وہ حُسن کا عالم ہو کہ مال کا عالم کسی کو اپنے دل میں نہیں آنے دیتا۔ جس دل میں اللہ آتا ہے۔ اور اس کو جذب نصیب ہوتا ہے تو کیا علامت ظاہر ہوتی ہے۔ سُنئے۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ فرماتے ہیں۔

ے یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

ساری کائنات اس کی نگاہوں سے گر جاتی ہے۔ چاند سُورج جیسی شکلوں کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حسینوں سے نظر بچانے کی اس کو توفیق ہوجاتی ہے یہ خاص علامت ہے جذب کی اور کیا ہوتا ہے خواجہ صاحب فرماتے ہیں

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اسکے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

یہ دونوں اشعار وہ ہیں جو میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ اکثر نہایت محبت سے پڑھا کرتے تھے۔

بس اللہ سے رو رو کر مانگئے کہ اے خدا میں اپنے نفس اور شیطان کی

لڑائی میں بار بار شکست کھا رہا ہوں۔ یہ علامت ہے کہ میں کمزور پڑ رہا ہوں جب بچہ اپنے دشمنوں سے کمزور پڑتا ہے تو ابا کو رحم آتا ہے۔ آپ ہمارے ربا ہیں۔ اب ہم پر رحم کر دیجئے کب تک ہم گناہوں کی زندگی گذاریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آجائے اور میری آخرت بھی خراب ہو جائے لہٰذا اے ماں باپ کی رحمتوں سے بے شمار زیادہ رحمتیں رکھنے والے اللہ آپ نے اپنی رحمت کا ۱/۱۰۰ حصہ یعنی سواں دُنیا میں نازل کیا ہے اور اس کو سارے عالم میں تقسیم کر دیا ہے جس سے ساری دُنیا کے ماں باپ اپنے بچوں پر رحم کر رہے ہیں، جانور اپنے بچوں کو پیار کر رہے ہیں، انسان ایک دوسرے محبت کر رہے ہیں مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہیں بابا محنت سے کما کر بچوں کو پال رہے ہیں، اسکول کی فیس ادا کر رہے ہیں جب آپ کے ذرۂ رحمت کا یہ اثر ہے تو اے بے شمار رحمت رکھنے والے اللہ مجھ پر بھی رحم فرما دیجئے اور نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اپنا بنا لیجئے۔

گناہ کرنا شرافت بندگی کے خلاف ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوواں حصہ پوری دُنیا میں تقسیم ہُوا ہے اور ننانوے حصۂ رحمت میدانِ محشر میں ظاہر ہو گی تب دیکھنا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کیسے کیسوں کی مغفرت ہو گی جن کو ہم آپ پکا جہنمی سمجھتے ہیں وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ پھُر سے اُڑیں گے اور جنّت میں پہنچیں گے۔ کوئی ایمان والا ان کی رحمت سے محروم نہ رہے گا۔ لیکن رحمت کے بھروسہ پر گناہ کرنا بڑی بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے

اور شرافت کے خلاف ہے۔ اب خود فیصلہ کرلیں کہ ہم شریف انسان بننا چاہتے ہیں یا بے غیرت انسان بننا چاہتے ہیں جو نفس سے مغلوب ہو کر بار بار گناہ کرتا ہے وہ شریف انسان نہیں ہے کیوں کہ انسان کا نفس خود غنڈہ ہے اگر غنڈہ نہ ہوتا تو شریف انسان اور تمام فضیلتیں رکھنے والا انسان کیوں گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا نفس غنڈہ اس کو دبوچ لیتا ہے

راہِ سلوک کا سب سے بڑا رہزن

بعض لوگ سلوک طے کرنے کے لیے، اللہ تک پہنچنے کے لیے چلے لیکن ان کا کیا حشر ہوا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ آج ہرن کا شکار کرنا ہے اور وہ ہرن کے شکار کے لیے نکلا لیکن اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کی اور وہ اکڑتا اور جھومتا ہوا جارہا ہے کہ آج ضرور ہرن ماروں گا۔ اتنے میں جھاڑی سے ایک جنگلی سُور نکلا اور اس نے ہرن کے شکاری کو مُنہ میں دبالیا اور اپنے بڑے بڑے دانتوں سے اس کو چبا رہا ہے وہ دل میں کہہ رہا ہے کہ یا اللہ میں تو ہرن کے شکار کے لیے نکلا تھا۔ کیا خبر تھی کہ یہ جنگلی سُور مجھے دبا لے گا۔ یہی نفس کا حال ہے۔ بہت سے لوگ اللہ والے ہو جاتے ، صدیقین کی نسبت کو پہنچ جاتے لیکن نفس کے جنگلی سُور نے ان کو ایسا دبوچا کہ گناہوں کے ارتکاب سے آج ان کی ذلت و خواری کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ جنگلی نفس ان کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ نکلے تھے اللہ کی تلاش میں لیکن نفس سے مغلوب ہو کر گناہ میں مبتلا ہو گئے۔ اس لیے اصلی پہلوان وہی ہے جو نفس کو گرادے۔ یوں تو اپنی طاقت سے سب پر ہیبت طاری کیے ہوئے

ہیں کہ آپ لوگ سمجھتے نہیں میں کون ہوں، ایک جھانپڑ ماردوں تو ابھی بیہوش ہو جاؤ گے لیکن خود نفس کے جنگلی سور کے منہ میں چبائے جا رہے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں کہ مجھ جیسا بودا اور کمزور کائنات میں کوئی نہیں ہے۔

آسان تہجد

لہٰذا نفس دشمن کو مغلوب کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔ روزانہ دو رکعات صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر مانگیں کہ اے خدا گناہوں سے توبہ کرتا ہوں لیکن بار بار میری توبہ ٹوٹ جاتی ہے آپ اپنی مدد بھیج دیجئے۔ بار بار عرض کر چکا ہوں کہ وتر سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ توبہ، صلوٰۃ حاجت، صلوٰۃ تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں اس کا کیا فائدہ ہے؟ یہ مستند بات پیش کر رہا ہوں کہ بروایت حدیث شریف بروئے فقہ شامی، بروے امداد الفتاویٰ حکیم الامت تھانویؒ قیامت کے دن آپ تہجد گذاروں میں اٹھائے جائیں گے لیکن جو لوگ آدھی رات کے بعد اُٹھ کر پڑھتے ہیں وہ قابل مبارک باد ہیں وہ اسی وقت پڑھیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ سستا سودا پا کر مہنگا والا چھوڑ دو۔ دو قسم کی مٹھائی ہے ایک دس روپے کلو ہے اور دوسری پچاس روپے کلو ہے جو بہت مزیدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو ہمت و توفیق دی ہے وہ مہنگی والی کھائے۔ میں تو ان کے لیے کہتا ہوں جو کم ہمت ہیں یا صحت کمزور ہے کیوں کہ اکثر لوگوں کی صحت آج کل اس قابل نہیں ہے کہ آدھی رات کو اُٹھ سکیں لہٰذا وہ وتر سے پہلے دو نفل پڑھ کر تہجد کی نعمت حاصل کر لیں تاکہ قیامت کے دن ناقص نہ اُٹھیں کیوں کہ محدثین فرماتے ہیں کہ جو قیام لیل نہیں کرے گا ہمیشہ ناقص

رہے گا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے: لَیْسَ مِنَ الْکَامِلِیْنَ مَنْ لَّا یَقُوْمُ اللَّیْلَ (مرقاۃ صفحہ ۱۴۸ جلد ۳) میری تمنا ہے کہ ہمارا ایک دوست بھی ناقص نہ رہے۔ سونے سے پہلے چند رکعات پڑھ کر کاملین میں اٹھائے جائیں۔ علامہ شامی روایت نقل فرماتے ہیں وَمَا کَانَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ فَھُوَ مِنَ اللَّیْلِ (صفحہ ۵۰۶ جلد ۱) لہٰذا علامہ شامی ابن عابدین کا فقہی فیصلہ ہے کہ فَاِنَّ سُنَّتَہُ التَّھَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ یہ علامہ شامی کی عبارت نقل کر رہا ہوں جس سے ساری دُنیا کے مفتی فتوٰی دیتے ہیں کہ اس شخص کی سنت تہجد ادا ہو جائے گی جو بعد نماز عشاء وتر سے پہلے چند نفلیں پڑھ لے گا۔ وتر کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے لیکن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر وتر کو آخر میں پڑھتے تھے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ سُنّت کے مطابق نفل وتر سے پہلے پڑھ لیں لیکن اگر کبھی بعد میں بھی پڑھ لیں تو جائز ہے افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھے اور بعد میں پڑھ لے تو جائز وہ بھی ہے۔

کسی پر انعاماتِ الٰہیہ دیکھ کر دُعا مانگنا

بھائی اب ہم آگئے اپنے اُس پُرانے مطلب پر یعنی کچھ بندوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا ان کی داستان شروع کر رہا ہوں تاکہ اُن کے صدقہ میں دُعا کر لوں جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مائی مریم علیہا السلام پر جنت کے کھانے اور پھل آرہے ہیں تو:

ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ (پ ۳ آل عمران) تو آپ نے بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کر لی کہ اے اللہ جیسے آپ نے مریم پر فضل فرمایا مجھ پر بھی فضل فرمائیے

بڑھاپے میں مجھے اولاد دے دیجئے، اللہ تعالیٰ ناممکن کو ممکن کر دیتا ہے۔ تو میں بھی آپ کو ان بزرگوں کے حالات سُنا کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آپ نے ان پر فضل کیا ہے ہم سب پر بھی فضل کر دیجئے، ہم سب کو جذب نصیب فرما دیجئے۔ قرآن پاک کی روشنی میں، قرآن پاک کے اسلوب پر میری دُعا ہوگی کیوں کہ اُن کی بڑی شان ہے، کوئی چیز ان کے لیے ناممکن نہیں ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ میں ولی اللہ نہیں ہو سکتا، بعضوں کے حالات اتنے خطرناک ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے۔ میں واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن خدائے تعالیٰ نے اپنی مشیت اور فضل کا ارادہ فرما لیا اُسی دن آپ دیکھیں گے کہ ارے یہ چوہا کہاں سے شیر بن گیا، یہ لومڑی کیسے شیر بن گئی۔ اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے۔ وہ ذرہ کو آفتاب کرتا ہے اور سُورج کو گرہن لگا کر غائب کر دیتا ہے۔ ذرہ کو آفتاب کی طرح روشن کرنے پر قادر ہے اور آفتاب کو گرہن میں مبتلا کر کے اس کو روشنی سے محروم کر سکتا ہے۔

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ

پہلے حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنے بڑے قاتل ہیں جنگ اُحد میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اور بہت بے دردی سے قتل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن اتنا دُکھ ہُوا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا اور خُدا کی قسم کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

کی، وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ بدلہ لیں تو اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنی آپ کو تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ بھی کسی ایک کافر کے ساتھ ایسا کریں۔ ایک یا چند کے بدلہ میں ستر کافروں کو نہیں مار سکتے لیکن وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (پ۱۴ النحل) اگر آپ صبر کریں تو یہ بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کو میرے لیے خیر فرمایا۔ اے صحابہ سُن لو مَیں صبر اختیار کرتا ہوں اب کسی ایک سے بھی بدلہ نہیں لوں گا اور مَیں قسم توڑتا ہوں اور آپؐ نے قسم کا کفارہ ادا فرمایا (معارف القرآن صفحہ ۴۲۲ جلد ۵ مصنفہ مفتی اعظم پاکستان) اور کچھ عرصہ بعد حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب اسلام پیش کیا جارہا ہے۔ اس واقعہ کو تفسیر خازن کے مصنف علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ۴ صفحہ ۵۹ پر، تفسیر معالم التنزیل کے مصنف محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی نے جلد ۴ صفحہ ۸۳ پر اور محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ پر بیان فرمایا ہے

رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچازاد بھائی ہیں روایت کرتے ہیں بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَحْشِىٍّ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ سرورِ عالم صلی علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینے کے لیے پیغام بھیجا کہ اے وحشی ایمان لے آؤ فارسل الیه تو انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جواب بھیجا۔ ذرا دیکھئے پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں۔ کیا پیغام بھیجا کہ آپ جانتے ہیں ان من قتل او اشرك اوزنی جو شرک کرے گا، قتل کرے گا، زنا کرے گا

آپ جانتے ہیں کہ اس کے بارے میں آپ کے خُدا نے یہ نازل کیا ہے :
یَلْقَ اَثَامًا یُضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ وہ اللہ کے یہاں مجرم ہے۔ اس کو سزا بھگتنا پڑے گی اور اس کو ڈبل عذاب دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ کافر بھی قرآن شریف کو پڑھا کرتے تھے۔ حضرت وحشی حالتِ کُفر میں قرآن پاک کا حوالہ دے رہے ہیں۔ کَیْفَ تَدْعُوْنِیْ اِلٰی دِیْنِکَ آپ مجھے اسلام کی طرف کیسے دعوت دے رہے ہیں۔ وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ میں نے تو ان میں سے کوئی کام بھی نہیں چھوڑا۔ قتل بھی ایسی شخصیت کو کیا جو اسلام میں سب سے محترم شخصیت تھی۔ میں اُس کا قاتل ہوں اور گناہ کے سب کام کیے۔

اللہ تعالیٰ نے وحشی کے اسلام کے لیے دوسری آیت نازل فرمائی ۔ دیکھیے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ایسے مبغوض، ایسے مجرم، رسول خُدا کے چچا کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس کے حلم کا ! دو آیت نازل ہو رہی ہے ان کے اسلام کے لیے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اے رسُولِ خدا وحشی کو آپ پیغام دے دیں کہ اگر وہ توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور صالح عمل کرتے رہیں تو میں ان کے ایمان اور اسلام کو قبول کرتا ہوں۔ دُنیا میں ہے کوئی ایسا حلم والا جو اپنے محبوب عزیز کے قاتل کو اس طرح بخشے گا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو جب اُن کے پاس بھیجا تو اس پر ان کا پیغام سُنیے۔ کہتے ہیں ھٰذَا شَرْطٌ شَدِیْدٌ یہ تو بڑی سخت شرط ہے کیوں کہ میں توبہ کر سکتا ہوں، ایمان لا سکتا ہوں۔ لیکن وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا۔ ساری زندگی نیک عمل کرتا ہوں اس میں ذرا مجھے اپنے بارے میں

اعتماد نہیں ہے لَعَلِّیْ لَا اَقْدِرُ عَلَیْہِ میں شاید اس پر قادر نہ ہوسکوں۔ اب تیسری آیت نازل ہو رہی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اسلام کے لیے، بدترین مجرم کے لیے آیت پر آیت نازل فرما رہے ہیں اور یہ ناز نخرے دکھا رہے ہیں۔ ہے کوئی ایسا دل گردہ والا جو اپنے مجرم کے ناز نخرے برداشت کرے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتِ غیر محدود کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا کہ یہ ایمان لانے کے لیے شرطیں لگا رہے ہیں، پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں، اُن کے لیے قرآن کی آیات لے کر جبرئیل علیہ السلام کی آمد و رفت ہو رہی ہے۔ اللہ اکبر کیا ٹھکانہ ہے ان کی رحمت کا۔ تیسری آیت کیا نازل فرمائی۔ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف کرے گا لیکن اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں سب معاف کر دے گا جس کے لیے چاہے گا۔ یعنی وحشی اگر ایمان لائیں اور شرک سے توبہ کریں تو عمل صالح کی بھی قید اُٹھ رہی ہے۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا جس کے لیے چاہے گا۔

اب ان کا جواب سُنئے۔ پھر پیغام کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں اَرَانِیْ بَعْدُ فِیْ شُبْہَۃٍ میں ابھی شُبہ میں ہوں کیوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی آزادی نہیں دی بلکہ مغفرت کو اپنی مشیت سے مقید کر دیا کہ جس کو میں چاہوں گا اس کو بخش دوں گا۔ مجھے کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میرے لیے ہوگی یا نہیں، وہ میرے لیے مغفرت چاہیں گے یا نہیں فَلَا اَدْرِیْ یَغْفِرُ لِیْ اَمْ لَا؟ پس میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔

بتائیے پیغامات کے تبادلے سُن رہے ہیں آپ لوگ۔ کیا یہ حق تعالےٰ کا جذب نہیں ہے؟ یہ اُنہیں کا جذب ہے۔ حضرت وحشی کو بھی ابھی خبر نہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جذب فرما رہے ہیں۔

؎ کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اب چوتھی آیت نازل ہو رہی ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۵۳) یہ آیت اتنی قیمتی ہے کہ جب یہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ (مشکوٰۃ) یہ آیت مجھے اتنی محبوب ہے کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے پوری کائنات مل جائے تو وہ عزیز نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے گنہگار بندوں کو بتا دیجئے کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کرلیں، ظلم کرلیے، بے شمار گناہ کرلیے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تم میری رحمت سے نا امید نہ ہو اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اب مشیت کی بھی قید نہیں ہے۔ اس قید کو بھی میں ہٹا رہا ہوں تاکہ میرے گناہ گار بندے مایوس نہ ہوں۔ اِنَّ تاکید ہے، اَلذُّنُوْبَ پر الف لام استغراق کا ہے یعنی کوئی گناہ ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ نہ بخش دے اور جَمِیْعًا میں تاکید ہے۔ تین تاکیدوں سے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمام گناہوں کو بخش دیں گے۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

یہ جملہ تعلیلیہ ہے، معرض علت میں ہے یعنی وجہ بھی بتادی کہ ہم کیوں بخش دیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا، بڑا ہی رحمت والا ہے اور اپنے نام پاک غفور کو رحیم پر مقدم فرمایا کہ معلوم بھی ہے ہم بندوں کو کیوں بخش دیتے ہیں ؟ بوجہ رحمت کے۔ اپنی شان رحمت کی وجہ سے ہم تمہاری مغفرت فرماتے ہیں۔ تمہارے گناہ محدود ہیں۔ میری مغفرت محدود نہیں ہے۔ تمہارے گناہ محدود ہیں۔ میری رحمت محدود نہیں ہے۔ میری غیر محدود رحمت کے سامنے تمہارے گناہ ایسے ہیں جیسے ایک چڑیا سمندر سے ایک قطرہ اُٹھالے۔ جو نسبت اس قطرہ کو سمندر سے ہے اتنی بھی تمہارے گناہوں کو میری غیر محدود رحمت و مغفرت سے نہیں۔ بقول حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ کراچی کے ایک کروڑ انسانوں کا پیشاب پاخانہ کراچی کے سمندر میں جاتا ہے لیکن ایک لہر آتی ہے اور سب اٹھا کرلے جاتی ہے اور سب پاک کر دیتی ہے۔ یہ سمندر تو محدود ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت کے غیر محدود سمندر کا کیا عالم ہوگا۔ ایک موج آئے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہوں کو بہالے جائے گی۔

اِس آیت کے نزول کے بعد کیا ہُوا۔ اب تبادلۂ پیغامات کا نقشہ بدل گیا حضرت وحشی کا کام بن گیا۔ کہا نعم ھذا یہ بہت اچھی آیت ہے فَجَاءَ وَاَسْلَمَ پھر آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا لَهٗ خَاصَّةٌ اَمْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّةٌ کیا یہ آیت وحشی کے لیے خاص ہے یا سارے مسلمانوں کے لیے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بَلْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّةٌ قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے لیے اللہ کا یہ فضل عام ہے۔

نادم گنہگار کی رُسوائیوں کی تلافی

ابا جب بچہ کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے تو باپ کی ناراضی سے اس کی جو ذلت اور رُسوائی ہوتی ہے' ہر طرف چرچا ہوتا ہے کہ بڑا نالائق بیٹا ہے تو پھر باپ یہی کہتا ہے کہ میرا بیٹا لائق ہے، اس نے معافی مانگ لی اور اس کو کوئی عہدہ دے دیتا ہے' یا کلفٹن کا کوئی بنگلہ دے دیتا ہے' یا کوئی زبردست مرسڈیز کار دے دیتا ہے یا کوئی فیکٹری اس کے نام لکھ دیتا ہے جس سے لوگ سمجھ جائیں کہ باپ نے اس کو پیار کر لیا۔ اب اللہ تعالیٰ بھی حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک فیکٹری لکھ رہے ہیں۔ وہ کیا؟ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا مسیلمہ کذاب جس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاد کرنا پڑا اس کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتل کرا دیا۔ اس وقت بہت سے بڑے بڑے صحابہ جرنیل تھے لیکن یہ نعمت حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھی، یہ شرف اللہ تعالیٰ کو حضرت وحشیؓ کو دینا تھا کہ میرا یہ بندہ قاتلِ حمزہؓ ہے اسی کے ہاتھوں سے اب ایک ذلیل ترین شخصیت کو قتل کرا دیا جائے تاکہ اس کی عزت قیامت تک امت کے اندر قائم ہو جائے' ہم اپنے اس رسوا اور ذلیل بندہ کی قسمت کو بدلنا چاہتے ہیں ہم اس کی تاریخ بدلنا چاہتے ہیں، ہم اس کی تاریخ کو سنہرے حروف سے لکھوانا چاہتے ہیں لہٰذا اس مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے قتل کرا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ قَتَلْتُ فِیْ جَاهِلِیَّتِیْ خَیْرَ النَّاسِ وَفِیْ اِسْلَامِیْ شَرَّ النَّاسِ (روح المعانی صفحہ ۱۶۱ جلد ۶) میں نے اپنے زمانۂ کفر میں زمانہ

جاہلیت میں دُنیا کے ایک بہترین انسان کو قتل کیا تھا اور اپنے زمانہ۔ اسلام میں مَیں نے بدترین انسان کو قتل کیا جو نبوت کا دشمن تھا اور جھوٹا نبی بنا ہُوا تھا جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کی بگڑی کو بنانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آہ! ذلت کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے عزت سے تبدیل کر دیا۔ اس لیے دُعا کر لیا کیجئے کہ اے خدا ہماری رسوائیوں اور ذلتوں کے اندھیروں پر اپنے آفتاب عِزت کی کچھ شعاعیں ڈال دیجئے تاکہ ہماری ذلتیں عزتوں سے تبدیل ہو جائیں۔

پیر چنگی کے جذب کا قصّہ

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک چنگ یعنی سارنگی بجانے والے کا قصہ لکھا ہے کہ یہ سارنگی بجایا کرتے تھے، بہترین آواز تھی، ہر وقت گانا گا رہے ہیں، سارنگی بجا رہے ہیں، آواز ایسی کہ بچے اور جوان، مَرد اور عورت ہر وقت گھیرے رہتے ہیں۔ کوئی حلوہ لا رہا ہے، کوئی بریانی لا رہا ہے، کوئی کباب لا رہا ہے، پیسے برس رہے ہیں۔ لیکن جب بڈھے ہو گئے اور آواز خراب ہو گئی تو ساری دُنیا ہٹ گئی، سب لوگ بھاگ گئے کہ اب یہ بھوٹا رہا بنہ کوّے کی سی آواز کون سنتا ہے۔ اب کوئی پوچھتا نہیں یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی، بھوکوں مرنے لگے تب مدینہ پاک کے قبرستان میں جا کر ایک ٹوٹی ہُوئی قبر میں لیٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا بھجن سنانا شروع کیا۔ سارنگی بھی بج رہی ہے اور بھجن بھی سُنا رہے ہیں اور کیا سُنا رہے ہیں کہ اے اللہ جب میری

آواز اچھی تھی تو آپ کے بندے مجھے حلوہ دیتے تھے، مَرد و زن، بوڑھے، بچے سب گھیر لیتے تھے اب میری آواز خراب ہوگئی تو آپ کی مخلوق نے مجھ سے بے وفائی کی۔ مَیں ساری دُنیا سے مایوس ہو کر اب آپ کے دروازہ پر آ پڑا ہوں اِس قبرستان میں اب مَیں آپ کو اپنی آواز سُناؤں گا۔ اگر بچہ پر فالج گر جائے، لنگڑا لولا ہو یا اندھا ہو لیکن ماں باپ اس کو رد نہیں کرتے ہم نے کبھی نہیں سُنا کہ کسی ماں باپ نے لنگڑے لولے بچّہ کو پھینک دیا ہو۔ آپ نے مجھے پیدا کیا ہے میری آواز کے خریدار آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آج آپ ہی کو سُناؤں گا آپ کی مرضی، چاہے تو جِلا دیجئے یا قبر میں سُلا دیجئے، میں تو پہلے ہی سے لیٹا ہُوا ہوں اگر آپ چاہیں تو بھوک سے روح نکال لیں۔ میں تو قبرستان ہی میں ہوں میرے لیے تو کسی کو قبر بنانے کی بھی ضرورت نہیں۔

بروایت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھایا کہ اے عُمر! میرا ایک بندہ قبرستان میں لیٹا ہُوا ہے۔ گنہ گار زندگی ہے، سارنگی لیے ہُوئے ہے اور مجھے رو رو کے یاد کر رہا ہے۔ اس کو جا کر میرا اسلام کہیے اور بیت المال سے اس کا ماہانہ مقرر کر دیجئے اور اس سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری خراب آواز کو قبول کر لیا ہے اور آیندہ سے تم کو بھیک مانگنے کی، گانے بجانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قبر کو جھانکا جس قبر میں یہ لیٹے ہُوئے تھے اس میں جھانکا تو یہ کانپنے لگے کیوں کہ حضرت عمرؓ کا رُعب بہت تھا۔ میرے شیخؒ نے سُنایا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جا رہے تھے اور پیچھے صحابہ چل رہے تھے کہ اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو سارے صحابہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ ایسی ہیبت تھی۔ لہٰذا پیر چنگی کانپنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ڈرو مت۔ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام لایا ہوں۔ تمہیں خدائے تعالیٰ نے سلام کہلایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں تمہارے لیے وظیفہ مقرر کردوں۔ ہر مہینہ تم کو سرکاری خزانہ سے وظیفہ ملتا رہے گا۔ اب تم کوئی فکر مت کرو۔ پیر چنگی نے فوراً پتھر اُٹھایا اور سب سے پہلے سارنگی توڑی اور حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور کہا کہ اے عمر گواہ رہنا میں آج کی تاریخ سے کوئی نافرمانی نہیں کروں گا جو اللہ مجھ جیسے ناپاک، روسیاہ، بدکار اور گانا بجانے والے پر اتنی رحمت کر رہا ہے کہ آپ جیسے خلیفۃ المسلمین کو، ایسی مقدس شخصیت کو جس کے اسلام پر فرشتوں نے خوشیاں منائی تھیں، مجھ جیسے نالائق کے پاس بھیج رہا ہے اور سلام کہلوا رہا ہے اور بیت المال سے میرے لیے وظیفہ بھی مقرر کرا دیا میں ایسے اللہ کو کیسے ناراض کروں؟

اس موقع پر میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مثنوی کا ایک شعر مست ہو کر پڑھا کرتے تھے اور جس انداز سے پڑھتے تھے میں اسی انداز سے آپ کے سامنے پڑھوں گا۔ شیخ کے پڑھنے کا انداز بھی شانِ جذب رکھتا تھا اور شعر بھی شان جذب کا ہے جب چنگ بجانے والا ایک فاسق توبہ کر کے ولی اللہ ہو گیا اس وقت حضرت رومی نے یہ شعر پیش کیا ہے۔

؎ پیر چنگی کے بود خاصِ خدا

سُنیے جب حضرت پڑھتے تھے تو اس طرح سے ہاتھ پھیلا لیتے تھے۔

ؔ پیر چنگی کے بود خاص خدا

یہ چنگ بجانے والا کب خُدا کا خاص بندہ ہو سکتا تھا۔

ؔ حبذا اے جذب پنہاں حبذا

اے خدا تیرے جذب کی صِفت کی کروڑ ہا کروڑ ہا تعریف کہ آپ نے پوشیدہ طور پر اس کی روح کو جذب کیا۔ جب ہی تو اس نے قبرستان میں آپ کو یاد کیا ورنہ آپ کو کہاں یاد کر سکتا تھا۔ یہ شعر میرے شیخ بڑے مست ہو کر پڑھتے تھے۔ کیسے پڑھتے تھے پھر سُنیئے۔

ؔ پیر چنگی کے بود خاص خدا
حبذا اے جذب پنہاں حبذا

سارنگی بجانے والا کب خُدا کا خاص ولی ہو سکتا تھا لیکن اے خُدا بیشمار تعریفیں ہوں تیری صِفتِ جذب کی، عجیب شان ہے تیری صفتِ جذب کی کہ جس نے پوشیدہ طور پر اس کو آپ تک پہنچایا۔ جس کو تو چاہے تو سو برس کے کافر کو جذب کر کے فخرِ اولیاء بنا سکتا ہے۔

ؔ جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

اگر خدا ارادہ کرے اور اپنی رحمت کا دریا بہا دے تو سو برس کا کافر خالی ولی ہی نہیں فخرِ اولیاء ہو سکتا ہے۔

اب میرے دل میں پھر پچھلے جمعہ کی طرح بریک لگ رہی ہے۔ مولانا رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب

میری مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہو چکے مگر میرے دل کی کھڑکی کے سامنے جس آفتاب سے مجھے علم آرہا تھا اللہ کے فیض کا وہ آفتاب غروب ہو گیا۔

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

تو میری مثنوی ختم ہو رہی ہے۔ بس میری تقریر بھی اب ختم ہو رہی ہے جذب کا بیان ابھی باقی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ جمعہ کو جذب کے بہت اہم واقعات پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میری زندگی میں اور آپ کی زندگی میں برکت دے، صحت و عافیت کے ساتھ اور اس نیت سے میں یہ حالات پیش کر رہا ہوں کہ میرے اللہ کو ہم نالائقوں پر رحم آجائے کہ یہ ہمارے جذب کی داستان سُنا رہا ہے، میرے جذب کے کمالات بیان کر رہا ہے، میری شانِ جذب کے گیت گا رہا ہے تو کیوں نہ میں اس کو اور اپنے ان بندوں کو صفتِ جذب سے نوازش کر دوں۔

دُعا

اب دُعا کیجئے، اللہ جن بندوں کے تذکرے ہوئے اپنی رحمت سے آپ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچایا۔ ہم گنہگاروں کو بھی جذب فرمالے۔ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی جذب فرمالے۔ اختر کو اور اس کے گھر والوں کو، آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو یا اللہ اپنی صفت جذب سے ہم سب کو جذب فرمالے تاکہ ہمیں پھر کوئی

کھینچ نہ سکے۔ اے خدا ہمارے قلب و جاں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجئے جیسے ماں چھوٹے بچے کو چپکا لیتی ہے اور اس پر دوپٹہ بھی ڈال دیتی ہے اور ٹھوڑی اسکے سر پر رکھ دیتی ہے اور محبت سے اس کو دبا لیتی ہے۔ اے خدا ہمارے قلب و جاں کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجئے کہ ہماری روح آپ سے ایسی چپک جائے کہ حُسن کی دُنیا، مال و دولت کی دُنیا، تکبر و عزت کی دُنیا، پوری دُنیا ہمیں آپ سے ایک اعشاریہ نہ کھینچ سکے، ایک بال کے برابر کوئی ہمیں آپ سے الگ کر نہ سکے۔ بس اپنی رحمت سے ہماری اس دُعا کو قبول فرمالیجئے یا اللہ ہمارے قلب و جان کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ چپکا لیجئے، جذب فرمالیجئے آپ کے جذب کے بعد پھر کسی کی طاقت نہیں جو ہمیں آپ سے کھینچ سکے۔ ماں سے بچے چھینے جا سکتے ہیں کیوں کہ ماں کمزور پڑ سکتی ہے۔ اگر کوئی تگڑا غنڈہ آجائے تو ماں سے اس کا بچہ چھین سکتا ہے چاہے کتنا ہی جذب کیے ہو۔ کتنا ہی دبائے ہوئے ہو لیکن کوئی زیادہ طاقت والا غنڈہ ماں کو دو طمانچہ مار کر بچہ چھین سکتا ہے لیکن اے خُدا آپ جس کو اپنی رحمت کی گود میں چھپا لیں، اپنا تحفظ عطا فرمادیں، اپنی حفاظت مقدر فرمادیں تو اس کو کوئی شیطان، کوئی نفس، کوئی گمراہ کن اجنبی کسی قسم کے نمکین اور حسین، نہ حسین عورتیں نہ حسین لڑکے اس کو اے خُدا آپ سے ایک اعشاریہ الگ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اختر آپ سے اپنے درد دل کے ساتھ اور قلب و جاں کے ساتھ اور نہایت ہی عاجزانہ الحاح اور گڑگڑا کر یہ دُعا کرتا ہے کہ اے خُدا جانِ اختر کو بھی جذب فرمالے جان مظہر کو بھی، جانِ منظر کو بھی، میرا خاندان مختصر سا ہے اے خدا ہم سب کو جذب فرمالے

مع ہمارے بال بچوں کے اور جو میرے دوست احباب یہاں ہیں اور جو آپ حضرات یہاں تشریف لائے ہیں اور جو عورتیں یہاں آئی ہیں ان سب کو بھی اور ان کے گھر والوں کو بھی اپنی رحمت سے جذب فرمالے اور اس طرح اپنا بنالے کہ ہم یہ کہہ سکیں۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

ہمیں ایسا جذب فرمائیے کہ ہم اس شعر کو پڑھ کر مست رہیں اور اے اللہ ہم سب کو صحت و عافیت بھی عطا کردے۔ ہم میں سے جو بیمار ہیں، اختر ہو یا کوئی اور جس کو جو بیماری ہو اے اللہ اس کو شفائے عاجلہ، کاملہ مستمرہ عطا فرما۔ جس کو جس گناہ کی عادت ہو، جو روحانی بیماری ہو اس کو اس روحانی بیماری سے شفا عطا فرما اور گناہوں سے حفاظت مقدر فرما دے۔ جس کو جو جائز حاجت ہو، پورا فرمادے، بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا ہو، اس کو رشتہ عطا فرما دے۔ جو شوہر ظالم ہو اس کو توفیق دے دے کہ وہ اپنی بیوی کو نہ ستائے جو بیویاں ظالم ہوں ان کو توفیق دے دے کہ اپنے شوہروں کو نہ ستائیں۔ یا رب العالمین غفلت سے ہم جو اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں، اپنی عزت و آبرو کا گناہوں کے خبیث مقامات کے عوض سودا کر رہے ہیں، اے خدا ہم سب کو جملہ نافرمانیوں سے حفاظت نصیب فرما، ایمان پر خاتمہ مقدر فرما۔ سلامتیٔ اعضاء اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ زندگی نصیب فرما اور سلامتیٔ اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اٹھا اور ایمان پر خاتمہ کے بعد میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت فرما کر جنت میں اس طرح اکٹھا فرمادے جیسے کہ یا اللہ ہم سب آپ کے نام پر جمع ہیں۔

اس اجتماع میں زبان کا سوال نہیں، کتنے سندھ کے ہیں کتنے پنجاب کے ہیں یا اللہ نہ یہاں کوئی وطنیت ہے نہ لسانیت ہے، صرف آپ کی محبت کے نام پر یہ اجتماع ہے۔ اپنے نام کے صدقے، اپنی عزت کے صدقے، اپنی عظمت کے صدقے اس اجتماع کو قبول فرما۔ اس اجتماع کو بعینہٖ جنت میں اکٹھا کر دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ اَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ وَکُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ ھَمِّ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ہمیں نقشِ قدم اشرف علی ملحوظ رکھنا ہے
وہ جو فرما گئے ہیں بس اسے محفوظ رکھنا ہے

حضرت شاہ عبد الغنی
پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہ نگاہِ حضرت تھانوی کا اثر ہے اسعد لے نوا
نظر آرہی ہیں حقیقتیں تجھے اس جہانِ مجاز میں

مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
مظاہر علوم سہارنپور

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصہ سوم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ———— تجلیاتِ جذب حصّہ سوم
واعظ —— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
جامع، مُرتب ———— سیّد عشرت جمیل میر
کتابت ———— محمد علی نراہد

ناشر
کُتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

عارفانہ کلام

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جاں بازئ عشق

جان دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مرتب

پیشِ نظر وعظ تجلیاتِ جذب عارف باللہ مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا وہ عظیم الشان وعظ ہے جو حضرت والا دامت فیوضہم نے مسجد اشرف گلشن اقبال کی محراب سے بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح سالکین طریق کے ہفتہ واری اجتماع میں مسلسل چار جمعہ بیان فرمایا جس کے پہلے دو حصے حصہ اوّل مورخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۳ء اور حصہ دوم مؤرخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء کافی عرصہ پہلے شایع ہو چکے ہیں۔ آخری دو حصے (سوم و چہارم) حصہ سوم مورخہ ۲ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء اور حصہ چہارم مورخہ ۹ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۹۳ء شایع ہونے سے رہ گئے تھے جو الحمد للہ تعالیٰ اب شایع کیے جا رہے ہیں۔

حضرت والا نے اس وعظ میں قرآن پاک کی آیت اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ سے حق تعالیٰ کی صفت جذب کی تفسیر و تشریح فرماتے ہوئے ان بندوں کے حالات بیان فرمائے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا، ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل اور دُور تھے کہ اچانک ان پر صفت جذب کا ظہور ہوا اور وہ ولی اللہ ہو گئے جو اس وعظ کو پڑھے گا خواہ کتنا ہی غافل اور گنہگار مایوس و پسماندہ و مردہ دل ہو انشاء اللہ تعالیٰ رگ رگ میں حق تعالیٰ کی رحمت سے امیدوں کی ایک حیات تازہ محسوس کرے گا ایک ایک لفظ میں جذب حق کی ایک برقی رو دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

آخر میں حضرت والا دامت برکاتہم نے حدیث پاک اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ سے ثابت فرمایا کہ تجلیاتِ جذب کا زمانہ اسی دنیا کے شب و روز ہیں جس کو یہ تجلی مل گئی فَلَا تَشْقَوْنَ بَعْدَھَا اَبَدًا اس کے بعد وہ شقی و بدبخت نہیں رہ سکتا اور بخاری شریف کی حدیث ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ سے ثابت فرمایا کہ ان تجلیات کا مکان اہل اللہ کی مجالس ہیں جہاں یہ تجلیاتِ مقربات نازل ہوتی ہیں اور یہ علمِ عظیم اہل علم کے لیے قابل وجد ہے اور اس بارے میں مختلف ممالک کے اہل علم حضرات کا تاثر یہ ہے کہ حضرت والا نے تصوف کو اس طرح مدلل بالقرآن والحدیث فرمایا ہے کہ تصوف کے عینِ قرآن و حدیث ہونے میں گنجائشِ انکار باقی نہیں رہی۔

فالحمد للہ تعالی علی ذالک واطال اللہ بقاء مرشدی دام اللہ برکاتہ الی یوم القیامۃ

وعظ کے چاروں حصوں کو برادر عزیز مکرمی جناب سہیل احمد صاحب انجینئر، مجاز بیعت حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے ٹیپ سے نقل فرمایا اور احقر راقم الحروف نے اس کو مرتب کیا، عناوین و حوالہ جاتِ کتب درج کیے اور اس کا نام تجلیاتِ جذب تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور حضرت مرشدی دامت برکاتہم اور جملہ معاونین کے لیے صدقۂ جاریہ اور ذریعۂ نجات بنادیں۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والتسلیم

مرتب : احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ
خادم : حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

تجلیاتِ جذب

حصّہ سوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ (پ۲۵ شوریٰ)

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ تیسرا جمعہ ہے کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ کی ایک صفت کا بیان ہو رہا ہے جس کا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو محنت کرتے ہیں ان کو بھی اللہ اپنا بنا لیتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جس کو چاہتا ہوں اور میری مشیّت اور میرا فیصلہ اور میرا ارادہ جس بندے کے متعلق یہ ہو جاتے کہ میں اس کو اپنا ولی بنالوں ساری دُنیا کی طاقت میرے راستہ میں اس کے رواں دواں ہونے میں اور اس کے ارتقا میں حائل نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''عزیز'' ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام عزیز کے معنی

عزیز اللہ کا ایک نام ہے۔ عزیز کا ترجمہ مفسرین اور محدثین نے کیا ہے۔ اَلْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ جو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہو۔ وَلَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ فِیْ اِسْتِعْمَالِ قُدْرَتِہٖ نکرہ تحت النفی ہے یعنی کوئی طاقت اللہ کے ارادہ میں اور استعمالِ قدرت میں حائل نہ ہو سکے، نہ کوئی روڑا اٹکا سکے۔ بس اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہماری ہدایت کا اور ہمیں اپنا ولی بنانے کا ارادہ فرمالیں انشاء اللہ کام بن گیا۔

کیونکہ حق تعالیٰ کے ارادہ میں اور مراد میں کوئی تخلف ناممکن اور محال ہے۔ جس چیز کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اس کے ارادہ پر مراد کا ترتب لازم ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کا ارادہ فرمائیں اور ان کی مراد میں تخلف واقع ہو جائے لہٰذا اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی اس صفت سے آگاہ فرمایا۔ یہ دلیل ہے کہ وہ ہم کو دینا چاہتے ہیں۔ اگر ابا چاہتا ہے کہ یہ خزانہ بچوں کو نہ دوں تو بچوں کو بتاتا بھی نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ پاک نے اپنے خزانے بتائے ہیں وہ ہمیں دینے کے لیے ہیں اور اگر سارے عالم کے ایک ایک فرد کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی بنالے تو اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ کریم ہے۔

کریم کی تعریف

کریم کی دو صفت پیش کرتا ہوں ایک یہ کہ جو نالائقوں پر مہربانی کردے لہٰذا اس مجمع میں کوئی اپنی نااہلیت اور نالائقیت کی وجہ سے مایوس نہ ہو کیونکہ ہمارا اور آپ کا پالا کریم مالک سے ہے اور کریم کی تعریف محدثین نے یہ کی ہے اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ کریم وہ ہے جو بلا حق بلا قابلیت بلا اہلیت عطا کردے اور دوسری یہ کہ وَلَا یَخَافُ نَفَادَمَا عِنْدَہٗ جو اپنے خزانے کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ کرے لہٰذا سارے عالم کو اگر اللہ تعالیٰ ولی بنالیں تو اللہ کے خزانۂ کرم میں ایک ذرہ کمی نہ ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک ذرہ اضافہ بھی نہ ہو گا۔ اگر ساری دنیا شیطان ہو جائے اور کفر میں مبتلا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ایک ذرہ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارے سجدوں سے ہمیں عزت ملتی ہے۔ ہمارے سُبحان اللہ سے ہم پاک ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تو پاک ہیں ہی لیکن جو اُن کی پاکی بیان کرتا ہے، سُبحان اللہ، سُبحان اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تسبیح

بیان کرنے کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

من نہ گردم پاک از تسبیح شاں

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے دنیا والو! میں تمہارے سُبحان اللہ کہنے سے پاک نہیں ہوتا، میں تو پاک ہی ہوں لیکن جب تم سُبحان اللہ کہتے ہو اور میری پاکی بیان کرتے ہو تو اس کے صدقے میں ہم تم کو پاک کر دیتے ہیں ؎

پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں

جو سبحان اللہ کہتے ہیں وہ پاک ہوتے ہیں، ہم تو پاک ہیں ہی تمہارے پاک کہنے سے ہم پاک ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کا کیا کہنا ہے!

حصولِ رحمت کا ذریعہ گریہ وزاری ہے

اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اس خزانہ کو ہم سب مانگتے رہیں کہ اے خدا ہم نے اپنے دست و بازو کو بہت آزمالیا، ہم نے اپنے ارادوں کی طاقت کو آزمالیا، بار ہا توبہ کی بار ہا توبہ شکنی کی۔ ہمارے عزم کی رُسوائیاں آپ کی عظمت اور برتری کی دلیل ہیں ؎

تیری ہزار رفعتیں تیری ہزار برتری
میری ہر اک شکست میں میرے ہر اک قصور میں

کیونکہ جب بندہ دیکھتا ہے کہ پکا ارادہ کرتا ہوں پھر بھی توبہ ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا سوائے آہ وزاری کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لیے مولانا رومی نے نصیحت فرمائی کہ

زور را بگذار و زاری را بگیر

اے لوگو! طاقت سے اللہ تک نہیں پہنچو گے، زاری اختیار کرو۔

رحم سوئے زاری آید اے فقیر

اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے جب بندہ روتا ہے، جب بچہ روتا ہے ماں کی چھاتی سے دودھ اترتا ہے ؎

چو نہ گرید طفل کے جوشد لبن

جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتی سے دودھ نہیں اترتا۔ ماں کی چھاتی میں خون بھرا ہوتا ہے۔ جب پیدا ہوکر بچہ نے رونا شروع کیا تو وہی خون فوراً دودھ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش سے ایک سیکنڈ پہلے ساری چھاتی خون سے بھری ہوئی ہے اور جیسے ہی بچہ پیدا ہوا اور رویا اس کے رونے میں کیا کرامت اللہ نے رکھی ہے کہ اسی وقت ماں کا سارا خون جو چھاتیوں میں ہے دودھ سے مستحیل اور متبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی یہی شان ہے۔ ایک نافرمان ہے، صفتِ غضب کے تحت ہے لیکن ذرا سا رو دیا کہ مالک مجھ کو معاف کر دیجئے۔ مجھ سے خطا ہوئی اسی وقت حق تعالیٰ کی صفتِ غضب صفتِ رحمت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ ابھی تو سزا کا مستحق تھا اب عطا کا مستحق ہو گیا۔ مستحق سزا پر عطائیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

جب اللہ کی رحمت کے دریا میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر فخرِ اولیاء بن جاتا ہے۔

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ کا واقعہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ ہے دو بجے رات کو حکم ہوا کہ بغداد سے موصل جاؤ۔ وہاں

سے موصل پہنچے ایک ابدال کا انتقال ہو رہا تھا، سارے ابدال جمع تھے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اپنے زمانہ کے غوث تھے۔ علماء اور محدثین نے لکھا ہے کہ غوث کو روزانہ اللہ تعالیٰ سے ایک وقت خاص قرب کا عطا ہوتا ہے کہ پوری دُنیا میں ایسا قرب کسی کو نہیں عطا ہوتا۔ جب شیخ عبد القادر جیلانی کا وہ وقت آیا کہ جس وقت روئے زمین پر اتنا مقرب کوئی نہیں تھا، اس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یہ جو ابدال انتقال کر گیا اب دوسرا ابدال کہاں سے لاؤں، اب کس کو آپ اس کرسی پر بٹھانا چاہتے ہیں..... اور ابدال کون ہیں ؟ اس پر ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک گاؤں کے آدمی نے کہا کہ میں ابدال ہو گیا ہوں حالانکہ جو اصلی ابدال ہوتا ہے وہ اپنے کو جتاتا نہیں ہے۔ یہ نقلی تھا اس لیے جب حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی گئی کہ ایک گاؤں میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں ابدال ہو گیا ہوں تو فرمایا کہ یہ ظاہر کرنے والا اور اکڑنے والا ابدال ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں پہلے گوشت تھا اب دال ہو گیا ہے یعنی تکبر کی نحوست سے اب دال ہو گیا یعنی اس کا درجہ گر گیا۔

تو پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ آپ جائیے ایک بستی ہے اور وہاں ایک عیسائی ایک گرجا گھر میں اپنے عیسائی مذہب پر ذوالنار پہنے ہوئے مشغولِ عبادت ہے آپ جائیے اور اس سے کہئے ذوالنار توڑ دوالنور بن۔ ذوالنار توڑ دے اور کلمہ پڑھ اور اس کو ابدال کی کرسی پر بٹھا دیجئے۔ اس بڑے ولی اللہ کے درجہ پر اس کو بٹھا دو جو ابھی حالت کفر میں ہے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

اللہ کی رحمت کے دریا میں جب جوش آتا ہے تو سو برس کے کافر کو فخرِ اولیاء بنا رہے ہیں۔ بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو گرجا گھر میں جا کر پکڑا اور فرمایا جلدی توبہ کر عیسائی مذہب سے۔ اب اسلام کے سوائے کوئی مذہب قبول نہیں۔ اللہ کے نزدیک اسلام ہی مقبول دین ہے۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (پ۳ آلِ عمران) اسلام کے سوا اگر کوئی عیسائیت، یہودیت، ہندویت یا کوئی بھی مذہب اختیار کرے گا، اللہ کے یہاں اس کی قبولیت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ وہ دین مردود ہے جو اسلام کے علاوہ ہو۔ جلد عیسائیت سے توبہ کر اور ذوالنار توڑ دے۔ اس نے فوراً توڑ دیا۔ یہ اس نے اتنی جلدی ہدایت کیوں قبول کرلی؟ اللہ میاں نے پہلے ہی اس کا کام بنا دیا تھا اور اس کے دل کو ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت عطا فرما دی تھی۔ پھر اس نے کہا کہ اب کیا پڑھوں؟ فرمایا پڑھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو پیغمبر ماننا بھی ضروری ہے، ہمارے ذمہ ہر نبی کو نبی ماننا فرض ہے، کسی نبی کی توہین حرام اور کفر ہے لیکن تعمیلِ احکامِ نبوت اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چلے گی۔ قیامت تک اب ان کی شریعت ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری نبی نہیں مانے گا وہ کافر اور مردود ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ اب کیا کروں؟ فرمایا اب کرنا کیا ہے چل ایک ابدال کا انتقال ہوگیا ہے اس کی کرسی پہ جا کے بیٹھ جا ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

لبیک یا عبدی

شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ہندو ایک بُت کے سامنے کہتا تھا صنم صنم صنم۔ایک دن غلطی سے نکل گیا صمد۔ بس فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی لَبَّیْكَ یَا عَبْدِیْ اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔اس نے ڈنڈا اُٹھایا اور اپنے بتوں کے سر پر دے مارا اور کہا ظالمو! نوے سال سے تمہارا نام لے رہا ہوں اور تم نے کوئی جواب نہیں دیا، آج غلطی سے مسلمانوں کے خدا کا نام یا صمد نکل گیا تو اللہ تعالیٰ نے لبیک فرمایا، وہاں سے جواب آگیا۔ یہ کیا بات ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہے یہی جذب ہے یہ سب جذب کے قصے اس لیے سُنا رہا ہوں تاکہ حق تعالیٰ کی رحمت ہم لوگوں پر بصورتِ جذب نازل ہو جائے اور ہمارے دل و جان جذب ہو جائیں کیونکہ ہم نے اپنے دست و بازو کو آزما لیا ہے، کتنی توبہ کر کے توڑ چکے ہیں؟ ہرن کا شکار کرنے نکلے تھے لیکن افسوس کہ جنگلی سوٴر کے منہ میں یعنی نفس کی بری خواہشات کے منہ میں جکڑے ہوئے ہیں اور ذلت و خواری کے ساتھ پسے جا رہے ہیں، نکلنا چاہتے ہیں نکل نہیں پاتے اس لیے دوستو آخر یہی معاملہ کرو جو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ ؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری

اے میرے خریدنے والے آپ ساری دُنیا کے حسینوں کے جذب پر مال و دولت کے جذب پر الیکشن وزارتِ عظمیٰ کے جذب پر آپ سب پر غالب ہیں آپ جس کو اپنا بنانا چاہیں گے پھر اس کو کوئی اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہوا جا رہا ہوں

جذب کے متعلق ایک لطیفہ

بس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنا یہ جذب نصیب فرمائیں لیکن بعض لوگ جذب کے معنی نہیں سمجھتے۔ ایک دیہاتی تھا وہ روزانہ یہی کہتا تھا یا اللہ مجھ کو جذب کرلے، ایک مسخرے مذاقی آدمی نے سُنا تو یہ کیا کہ جس درخت کے نیچے وہ دُعا مانگتا تھا کہ یا اللہ مجھے کھینچ لے اسی پیڑ پر رسی لے کر بیٹھ گیا۔ بے چارہ بھولا بھالا آدمی جب اس نے کہا کہ اے خدا مجھے جذب کرلے تو اس نے رسی لٹکا دی اور عجیب وغریب آواز میں کہا کہ اے شخص تیری دُعائیں نے قبول کرلی۔ اس رسی میں اپنی گردن باندھ لے آج میں تجھ کو جذب کرتا ہوں۔ اس نے جلدی سے خوشی میں باندھ لیا کہ اب تو راستہ طے ہو جائے گا لیکن جب اس نے رسی کو کھینچا تو گردن دبنے لگی آنکھیں باہر اُبلنے لگیں تو اس نے کہا اے اللہ میں تیرے جذب سے باز آیا مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کے کھینچنے میں اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ آنکھیں بھی نکلی آرہی ہیں گردن دبی جارہی ہے میں تو مر ہی جاؤں گا۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ مجھ کو سالک ہی رہنے دیجئے، مجھ کو جذب نہ کیجئے۔ کھینچنے والے کو ہنسی آگئی اور اس نے رسی چھوڑ دی۔ وہ گردن سے رسی کھول کر بھاگا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اتنا ڈر گیا کہ اس کے بعد اس درخت کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا کہ کہیں پھر اللہ تعالیٰ جذب نہ کرلیں۔

اثرِ جذب کو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں

لیکن یہ نادانی ہے اللہ تعالیٰ کو رسی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتا ہے تو اس کے قلب و جاں اس جذب کو محسوس کرتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

جب اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے تو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ہم کو یاد کر رہا ہے، کوئی ہمیں مسجد کی طرف بلا رہا ہے، کوئی ہمیں اللہ والوں کے پاس جانے کی توفیق دے رہا ہے، گناہوں سے نفرت اور کراہت کے مضامین دل میں آرہے ہیں کہ چند دن میں یہ سارے حسین، لڑکا ہے تو بڈھا ہو جائے گا لڑکی ہے تو بڈھی ہو جائے گی۔ اس کا مراقبہ اس کو ایسا قوی دے دیتے ہیں کہ ان چیزوں سے دل لگانا وہ اپنی حماقت اور اپنی نادانی اور اپنے وقت کو ضایع کرنا سمجھتا ہے۔ وہ خوب سمجھ جاتا ہے کہ یہ آنکھیں اور یہ گال ہمیں گندے مقامات کی طرف لے جاتے ہیں۔ ابلیس شیطان مردود دھوکہ باز بزنس مین ہے گال اور آنکھیں دکھا کر اچھا سودا دکھا کر خبیث اور گندے مقامات پر آبرو ریش مبارک کی پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ان چیزوں کی بُرائی کو یقین کے ساتھ ڈال دیتا ہے۔ ہر وقت اس کو جذب میں رکھتے ہیں، وہ کہاں جا سکتا ہے جس کو خدا کھینچے ہوئے ہو۔

اب جذب کے واقعات سُناتا ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ آج اس مضمون کو ختم کر دوں گا لیکن میری کوئی ضمانت نہیں ہے کیونکہ زبان تابع ہے رحمٰن کے، عبد کی زبان تابعِ رحمٰن ہے۔ دیکھتا ہوں کہ کہاں تک گاڑی چلتی ہے جتنے اسٹیشن آسکیں گے آسکیں گے ورنہ پھر انشاء اللہ آئندہ۔

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

کو اس لیے مَیں ترجیح دے رہا ہوں کہ یہ بادشاہ تارکِ سلطنت تھے اور ان کا تذکرہ علامہ آلوسی السیّد محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں کیا ہے تو جن کے تذکرے تفسیروں میں آرہے ہوں بقول شاعر کہ ؎

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

ان کو ترجیح کیسے نہ دوں۔ جو اللہ پر مرتا ہے تو جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ آپ بتائیے دنیا کے کتنے بادشاہ قبروں میں سوئے ہُوئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں، ایک سلطان ابراہیم ابن ادھم ہیں جن کو علامہ آلوسی اپنی تفسیر پارہ ۴ کی ایک آیت کی تفسیر میں پیش کر رہے ہیں۔

ماکسبوا کی تفسیر

اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کی نحوست سے شیطان اس کے دل پر اپنا اڈہ جما لیتا ہے کیونکہ گناہ سے اندھیرا پیدا ہوتا ہے چمگادڑ اندھیرے میں رہتا ہے شیطان کس چمگادڑ سے کم ہے وہ بھی اندھیرے دل میں فوراً اپنا مرکز وہیڈ کوارٹر بنا لیتا ہے۔ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ ہر وقت شیطان اس کو پھسلاتا رہتا ہے۔ ایک گناہ سینکڑوں گناہ کا ذریعہ بنتا ہے

بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا شیطان کو کوئی قدرت اللہ نے اپنے خاص بندوں پر نہیں دی لیکن۔ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اپنے بُرے کرتوت کی وجہ سے شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے کیونکہ جب کوئی بچہ نافرمانی کرکے اپنے ابا سے دُور ہوتا ہے تو غنڈے بدمعاش اس کو قابو میں لے آتے ہیں ورنہ اگر کوئی شخص مضبوطی کے ساتھ اللہ سے وابستہ ہو تو شیطان کی کوئی طاقت نہیں کہ اس کو اپنے قابو میں لاسکے

ایک معمولی بچہ اگر اپنے ابا کی گود میں ہو تو ہے کسی کی مجال جو باپ سے چھین لے۔ باپ جان دے دے گا مگر بچے کو نہیں چھوڑے گا۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کو مضبوطی سے پکڑے ہوتے ہے تو کیسے کوئی ظالم غنڈہ اسے چھین سکتا ہے۔ لہٰذا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب دل میں اندھیرے چھا گئے اور شیطان نے اسے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا تو پھر اسے بھگانے کا کیا طریقہ ہے؟ فرماتے ہیں کہ اندھیرے کو نور سے بدل دیجئے شیطان روشنی میں نہیں رہتا لہٰذا جلدی سے توبہ کر لو۔ اللہ سے معافی مانگ لو کیونکہ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا مَجَالَ لَہٗ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے دل پر وہ اسی وقت طاقت سے قبضہ جماتا ہے جب کہ وہ گناہوں سے اندھیرا پیدا کرلیں اور جب ندامت اور شرمندگی ہو جائے، توبہ کرلے تو اس کے انوار سے پھر دل میں اجالا ہو جاتا ہے اور اجالا دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ چمگادڑ کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ سورج سے آنکھ ملا سکے ظلمت پرست ہے، شیطان بھی ظلمت پرست ہے بھاگ جاتا ہے وہاں سے اِذَا اسْتَنَارَۃِ الْقُلُوْبُ بِاَنْوَارِ التَّوْبَۃِ وَالنَّدَامَۃِ نور تقویٰ سے اور نور توبہ سے جب روشنی دل میں آئی جب قلوب متنیر ہو گئے تو شیطان کی طاقت ختم ہو گئی اور وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد پھر علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی جلد ۱۴ میں حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ میں اش اش کر گیا کہ واہ رے خدا کے عاشق ایک سلطنت کیا چھوڑی کہ سلطنت دائمی مل گئی کہ ان کا تذکرہ تفسیروں میں آرہا ہے ؎

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

ورفعنالک ذکرک کی تفسیر

جب یہ آیت نازل ہوئی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اللہ نے آپ کا نام بلند کر دیا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اس کی تفسیر کیا ہے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ فَإِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرا نام لیا جائے گا تو میرے ساتھ آپکا نام بھی لیا جائے گا۔ اگر کوئی ساری زندگی لا الٰہ الا اللہ پڑھے گا اور (آپ کا نام) محمد رسول اللہ نہیں پڑھے گا تو کافر مرے گا اُسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ مجھے آپ اتنے زیادہ محبوب ہیں کہ آپ کے بغیر کوئی لاکھ میری پوجا کرے عبادت کرے ساری زندگی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے لیکن اگر محمد رسول اللہ نہیں کہے گا تو اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا یہ ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی بیان القرآن میں بحوالہ تفسیر الدر المنثور یہی لکھا ہے اَیْ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرا نام زمین پر لیا جائے گا تو آپ کا نام بھی لیا جائے گا میں نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام لازم کر دیا ہے۔ اذانوں میں بھی جہاں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہیں اشھد ان محمداً رسول اللہ بھی ہوگا۔

شہادتِ باطنی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو بھی یہ درجہ ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نبی پاک کی سنت اور شریعت پر انسان جان دیتا ہے ہر وقت دیکھتا ہے کہ سنت کا کیا تقاضا ہے؟ ہر وقت دیکھتا ہے کہ حق تعالیٰ کی شریعت کا کیا حکم ہے؟ اللہ و رسول کی مرضی کے سامنے اپنے نفس کو کچل کر رکھ دیتا ہے تو اس کا نام بھی اللہ و رسول سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

ترے حکم کی تیغ سے مَیں ہوں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

کافروں کی تلوار سے تو بہت سے لوگ قتل نہیں ہوئے لیکن اللہ کے حکم کی تلوار سے ہر وقت قتل ہُوتے ہیں، یہ بھی قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کی بُری بُری خواہشوں کو کچل رہے ہیں اور گندی خواہشات پر عمل نہیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو شہیدوں کا درجہ ملے گا۔ ان کی شہادت باطن میں ہے، انہوں نے بُری خواہش کا خون کیا ہے، یہ خون دل کے اندر بہا ہے اور اندر کے خونِ شہادت کو خدا ہی دیکھتا ہے، دُنیا نہیں دیکھتی۔ میدانِ محشر میں ان کا درجہ دیکھنا انشاء اللہ۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

قبر پر لاکھوں من مٹی ڈال دو مگر اللہ والوں کے زخمِ دل جو انہوں نے خدا کو راضی کرنے کے لیے کھائے ہیں قیامت کے دن مثلِ آفتاب چمکیں گے۔

اے ترا خارے بپا نہ شکستہ کے دانی کہ چیست

اے دُنیا والو! اے معترضین! اے بدگمانی کرنے والو! تمہیں تو ایک کانٹا بھی خدا کے راستہ میں نہیں چبھا، تمہیں کیا پتہ ہے جو اللہ والوں کا حال ہے؟

حالِ شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

ان شیروں کا حال تمہیں کیا معلوم جو ہر وقت اپنے سر پر شمشیر بلا کھا رہے ہیں، ہر وقت اللہ کے حکم کی تلوار اپنی خواہشات پر چلا رہے ہیں تم کو تو ایک کانٹا بھی کبھی نہیں چبھا، ایک

کانٹا بھی کہیں چبھ گیا تو تم بھاگ نکلے دائرۂ خانقاہ سے اور دائرۂ عشق و محبت سے ؎

اے ترا خارے بپا نہ شکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

جنھوں نے کانٹا بھی نہیں چبھنے دیا اللہ کے راستے میں وہ ان کا مقام کیا جانیں جو بلاؤں کی تلواریں کھا رہے ہیں۔ افسوس ہے اس مٹی کے تودے پر افسوس ہے اس مٹی کے جسم پر جو وزن میں ڈھائی من ہو لیکن جب خدا کا حکم آجاتا ہے تو ننگ روباہ بن جاتا ہے۔ اپنی باہ کی خاطر ننگ روباہ بن جاتا ہے۔ جو باہ کا تابع ہوتا ہے وہی روباہ بھی ہوتا ہے روباہ معنی لومڑی۔ ایسے شخص کے حال پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے اور ایسا شخص جتنا بھی اپنے حال پر روئے کم ہے خون کے آنسو بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتے، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو خریدا ہے گو بعد میں توبہ سے معافی ہو جائے گی لیکن جب گرہ لگ جاتی ہے اس کے اثرات بہت دن کے بعد جاتے ہیں۔ ہاں توبہ وندامت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی کرامت اس کو نصیب ہو جائے تو ان شاء اللہ وہ گرہ بھی ختم ہو جائے گی بہت بڑے مالک ہیں وہ بلکہ بعضے مقدسوں سے بھی نادم گنہگاروں کو بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت فضیل ابن عیاض کا واقعۂ جذب

اب درمیان میں دوسرا واقعہ یاد آگیا۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ گنہگار تھے، ڈاکہ مارتے تھے۔ ایک گھر میں ڈاکہ مارنے کے لیے اپنے ڈاکوؤں کے گروہ کے ساتھ چار دیواری پر کھڑے تھے کودنے کے لیے اس گھر میں ایک ولی اللہ تلاوت کر رہا تھا، تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا۔ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا کیا ایمان والوں کے لیے ابھی یہ وقت نہیں آیا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ

کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں نرم پڑ جائیں، پس چوٹ لگ گئی، وقت آگیا؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

چوٹ لگ گئی، فوراً اُتر آئے کہا کہ اے اللہ میرا دل نرم ہوگیا آپ کی یاد کے لیے وقت آگیا، بس تمام ڈاکوؤں سے کہا کہ میرے اللہ نے مجھے جذب کرلیا ہے اب میں کِسی کا نہیں ہوسکتا ہوں؎

چسکا لگا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا ہم نفسو رہا نہیں

اے ڈاکوو! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔ جہاں جہاں ڈاکہ مارا تھا وہاں پیسے واپس کیے اور جہاں نہیں کرسکے پیر پکڑ کر روئے کہ ہم کو معاف کردو قیامت کے دن نہ پکڑنا۔ آج اتنے بڑے ولی اللہ ہوئے کہ مناجات مقبول میں ہمارے چاروں سِلسلوں کے اولیاء اللہ کا جو شجرہ ہے اس میں ان کا نام آتا ہے آج ان کے وسیلہ سے دُعائیں مانگی جاتی ہیں؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہاں سے کہاں پہنچا دیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا کرم۔ اب دوسرا واقعہ سُنئے۔

مثنوی میں نصوح کے جذب کا واقعہ

ایک شخص تھا، نصوح نام تھا اس کا۔ مَیں سلطان ابراہیم ابن ادھم کے واقعہ کا آغاز کر کے اب اس میں دوسرے قصے داخل کر رہا ہوں۔ یہ ہے ہمارے پیر و مرشد مولانا رومی کا طرزِ بیان۔ دیکھتے یہ ہمارے بچپن کے پیر و مرشد ہیں میں بالغ بھی نہیں ہوا تھا جب ہی سے مثنوی مولانا روم دیکھ رہا ہوں وہ اثر اور فیضان ان کا آرہا ہے تو مَیں کیسے ترتیب سے بیان کر سکتا ہوں؟ مثنوی میں ایک قصہ میں دوسرا، دوسرے میں تیسرا اور پہلا قصہ آخر میں پچاس ورق کے بعد بیان کیا ہے۔ لہٰذا اب حضرت نصوح کا واقعہ سُنیے جو ایک گنہگار زندگی گذار رہے تھے۔ بڑے خوبصورت تھے گورے چٹے تھے اور آواز بالکل عورتوں کی سی تھی۔ آواز بعضوں کی نرم ہوتی ہے۔ ہوتے مرد ہیں اور بہت وزنی بھی لیکن آواز بالکل ایسی جیسے کوئی ٹیڈی بول رہی ہو۔ ایک صاحب میرے یہاں ہیں انھوں نے جب ٹیلیفون اُٹھایا اور کہا ہیلو تو اس نے کہا کہ بیٹی اپنے ابو کو بلاؤ حالانکہ وہ خان ہے اور بہت تگڑا خان ہے۔ اس نے کہا کہ میں بیٹی نہیں ہوں میں تو بیٹا ہوں۔ آواز ذرا نرم سی ہے۔ تو اس کی آواز عورتوں کی سی تھی اور گال پر بال بالکل نہیں آتے تھے۔ گال تھے فارغ البال، پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ بس اس نے شہزادیوں کو اور بادشاہ کی بیویوں کو نہلانے دھلانے اور مالش کرنے کی نوکری کر لی۔ برقع اوڑھا کرتا تھا۔ اس میں ذرا بھی مردانہ ضعف اور کمزوری نہیں تھی۔ لہٰذا تمام عورتیں جتنی بیگمات کو نہلاتی دھلاتی تھیں سب سے نمبر ون پاس ہو گیا یہ۔ کیونکہ یہ مرد تھا لہٰذا یہ زیادہ طاقت اور زیادہ قوت اور ساتھ ساتھ اندر کی شہوت کے سبب ایسی مالش کرتا تھا کہ بیگمات نے سب خواتین نوکرانیوں سے کہہ دیا تھا کہ بیبیو تم مالش مت کرو۔ یہ جو بڑی بی بی آتی ہے بس ہم اسی سے

مالش کروائیں گے۔ جنگل وہیں قریب تھا بیگمات کی مالش کرنے کے بعد اس جنگل میں جاکر رویا کرتا تھا کہ اے خدا ایک دن موت آئے گی پھر آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ ادھر توبہ بھی کرتا اور ادھر مالش کا کام پھر کرکے اپنے نفس کو خوب مزہ لینے کا موقع دیتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس کا نفس اتنا کافر یعنی اس قدر بدمعاش اور خبیث ہوچکا تھا کہ ادھر توبہ کرکے آتا اور ادھر پھر وہی کام شروع کردیتا، ہزاروں بار اس نے توبہ توڑ دی لیکن ایک دن اللہ تعالیٰ کے جذب کا وقت آگیا۔ دیکھئے جب جذب کا وقت آتا ہے تو اس کے راستے خود بخود کھلنے لگتے ہیں ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب جذب کا وقت آگیا، اسی جنگل سے ایک عارف باللہ گذر رہے تھے اسی وقت نصوح کو تقاضا ہوا کہ جنگل چل کر آہ و فغاں کریں اور روئیں اللہ سے۔ دیکھا کہ ایک عارف جارہے ہیں ؎

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار

وہ بدکار مرد جو عورت بنا ہوا تھا۔

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار

وہ گنہگار ایک عارف باللہ کے پاس پہنچا اور کیا کہا اس نے ؎

در دُعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دُعاؤں میں ہم کو بھی یاد رکھیے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں اسی وقت اس اللہ والے نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور ساتوں آسمانوں کو اس کی دعا پار کرگئی۔ جذب کا وقت

آگیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوگیا کہ اسے ولی اللہ بنانا ہے۔ اللہ نے اس کو جذب کرلیا اور غیب سے اس کے لیے ایک راستہ نکالا اور ایک انتظام کیا ؎

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

اب جو واپس گیا تو بادشاہ کی جتنی بیبیاں تھیں ان میں سے ایک نوجوان بیوی کا ہار گم ہوگیا اب ہار تلاش کرنے کے لیے اعلان کیا گیا کہ سب نوکرانیوں کے لباس اتار کر تلاشی لی جائے گی سب کو ترتیب وار ننگا کیا جارہا ہے اور ہار کی تلاشی لی جارہی ہے اب ان نصوح صاحب کا کیا حال ہوا جب آٹھ دس لڑکیاں رہ گئیں اور اس کی باری آنے والی تھی تو اس کے دل میں اتنا خوف طاری ہوا کہ بس اللہ تعالیٰ سے دُعا شروع کردی اور رونا شروع کردیا کہ اے خدا آج اگر میری تلاشی لے لی گئی تو میں مرد ثابت ہوجاؤں گا اور مجھے گردن تک زمین میں گاڑھ کر بادشاہ کتوں سے نچوا دے گا اور مجھے ہلاک کروا دے گا، اتنی سخت سزا دے گا جو میری برداشت سے باہر ہے لہٰذا اس کا مضمون سُنئے جو یہ خدا سے دُعا میں کہہ رہا ہے ؎

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن

اے خدا اس بندہ کو رسوا نہ کیجئے آج ننگی تلاشی ہورہی ہے آج اگر میں پکڑا جاؤں گا تو بادشاہ مجھے موت سے کم سزا نہیں دے گا۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سِرِّ من پیدا مکن

اگرچہ میں نالائق و بدکار ہوں لیکن آج میرا راز آپ چھپا دیجئے، پردۂ ستاریت میں مجھ کو پناہ دے دیجئے اگر آپ نے دامنِ ستاریت مجھ پر وا نہیں کیا تو آج میری وہ سزا ہوگی

کہ تاریخ اس کو یاد رکھے گی۔ دوسرے شعر میں اس نے کہا کہ اب میں وعدہ کرتا ہوں اے خدا کہ جان دے دوں گا لیکن آپ کو ناراض نہیں کروں گا ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی

اگر آج آپ نے میری پردہ پوشی کرلی، ستاری کی اور میرا عیب چھپادیا ؎

توبہ کردم من ز ہر ناکردنی

جتنے گناہ ہیں آج سے میں توبہ کرتا ہوں کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا اور اگلا شعر اس کا مضمون یہ ہے ؎

توبہ کردم حقیقت یا خدا
نشکنم تا جاں شود از تن جدا

اگر آپ نے آج مجھ کو معاف کردیا اور بچادیا تو میں جان دے دوں گا اے اللہ مگر گناہ نہیں کروں گا۔ ہے کوئی آج ہمارے اس مجمع میں جو آج اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمت کرلے کہ اے خدا ہم جان آپ پر فدا کردیں گے مگر آپ کو ناراض نہیں کریں گے، نفس کی بات نہیں مانیں گے ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

اور لذت ملعونہ خبیثہ پر یہ کہیں گے ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

ہے کوئی نصوح کی راہ پر چلنے والا جو آج اس مسجد میں یہ عہد کرے کہ ہم جان دے دیں

گے مگر اے خدا تیرے غضب اور قہر اور ناراضگی والے اعمال نہیں کریں گے نفس دشمن کی بات نہیں مانیں گے۔ کون ہے اس میں جو میرے ساتھ کہے، ہم بھی کہیں آپ بھی کہو کہ اے اللہ آج سے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ناراض نہیں کریں گے اگرچہ جان چلی جائے۔ گناہ نہ کرنے سے اگر جان بھی چلی جاتے ہم جان دے دیں گے مگر گناہ نہیں کریں گے، آپ کو ناراض نہیں کریں گے اور جان دے کر یہ شعر پڑھیں گے ؎

جان دی دی ہُوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

پھر اس نے کہا ؎

اے عظیم از ما گناہان عظیم

اے اللہ تیری عظمت بہت بڑی ہے اگر حرمِ کعبہ میں بھی ہم سے گناہ ہو جاتا تو بھی آپ معاف کرنے پر قادر ہیں اور اس جنگل میں مجھ سے جو گناہ ہُوتے تو یہ کوئی چیز نہیں، لہٰذا اپنی عظمت کے صدقے میں آپ میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے ؎

اے عظیم از ما گناہان عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

حریمِ کعبہ میں بھی آپ گناہ کبیرہ معاف کر سکتے ہیں۔ میرے گناہ آپ کی عظمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا اور اس کو بے ہوش کر دیا۔ اس خوف سے بے ہوش ہو کر گر گیا اور بے ہوشی میں اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت و دوزخ کا معائنہ کرا دیا۔ اتنے میں ایک عورت کے پاس سے اس کا ہار مل گیا اور اعلان ہو گیا کہ ہار مل گیا، ہار مل گیا۔ یہ بے ہوش پڑا ہوا ہے اب ساری بیگمات اس کو پنکھا جھل رہی

ہیں اپنی پیاری خادمہ کو یعنی حضرت خادم کو پنکھا جھل رہی ہیں اور اس کو جب ہوش آیا تو سب نے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگی کہ ہم لوگوں کی نالائقی معاف کر دو کہ تم کو اتنی تکلیف ہوئی کہ تم بے ہوش ہو گئیں۔ وہ تو عورت ہی سمجھ رہی تھیں، لیکن اس نے کہا اے بیبیو میں تمہارے کام کی اب نہیں ہوں میرے ہاتھ پیر سے طاقت خدمت کی اب ختم ہو گئی۔ اس بے ہوشی سے مجھے ایک ضعف آگیا جس سے ہم تمہاری خدمت کے اب قابل نہیں رہے۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت دوزخ دکھا کر میرے ایمان کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ اب میں نافرمانی کے قابل نہیں رہا اب اگر میں نافرمانی کرنا بھی چاہوں تو مجھ پر اتنی عظمت اور اتنا خوف طاری ہے کہ اب ہمت نہیں کہ میں اللہ کے غضب کو اپنی حرام لذتوں سے خرید سکوں۔ میرا ایک مصرعہ ہے جو اس وقت یاد آیا ؎

لذّت عارضی ملی عزت دائمی گئی

ذلّت دائمی گناہ کا دنیوی عذاب

گناہ کی لذت عارضی ہوتی ہے لیکن گناہ کی ذلت دائمی ہوتی ہے زندگی بھر لاکھ وہ تہجد پڑھتا رہے حج و عمرہ کرتا رہے لیکن اس ظالم خبیث الطبع اور خبیث العمل کی رسوائیوں کی تلافی نہیں ہو سکتی جب وہ اس کو دیکھے گا جس کے ساتھ اس نے گناہ کیا ہے تو اس کی نگاہوں میں ویسے ہی نظر آئے گا کہ کہاں سے خنزیر اور سور خصلت پھر نظر آگیا۔ معمولی عذاب ہے یہ! حکیم الامّت فرماتے ہیں کہ فاعل اور مفعول دونوں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کی نظر میں ذلیل ہو جاتے ہیں اور فرمایا عشق مجازی، غیر اللہ سے عشق، عذابِ الٰہی ہے جس نے دوزخ کو نہ دیکھا ہو وہ غیر اللہ

سے دل لگا کر دوزخ دنیا میں دیکھ لے ۔ غیر اللہ سے دل لگانا عذابِ الٰہی ہے اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رنگ و روپ اور صورتوں کا عشق جو ہے آخری انجام اس کا نفرت و عداوت ہے جب حُسن بگڑ گیا پھر ایک دوسرے کی خیریت بھی نہیں پوچھتے ۔ پہلے تو ایک تل کے بدلہ میں سمرقند و بخارا دے رہے تھے ۔ جب حُسن ختم ہو گیا تو معشوق نے کہا کہ آپ تو میرے ایک تل پر سمرقند اور بخارا دے رہے تھے اب ہمیں کیا دیتے ہیں آپ ؟ اس نے کہا کہ سمرقند و بخارا تو بڑی چیز ہے اب ایک آلو بخارا بھی نہیں دوں گا کیونکہ تم کو دیکھ کر تو بخار آرہا ہے، آلو بخارا کہاں سے دوں گا ؟

ترکِ معاصی دلیلِ رحمت اور معصیت ذریعۂ شقاوت

چند دن کی فانی لذتوں کے لیے اپنے اللہ کو غضب ناک نہ کرو دوستو ! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر رحم کرے بہت بڑی رحمت ہے جو گناہ سے بچ جائے ۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استقامت کے لیے دو دعائیں سکھائیں آپ لوگ یاد کرلیجئے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اے اللہ ہم پر وہ رحمت نازل کر دے جس سے گناہ چھوڑنے کی توفیق عطا ہو جائے ۔ اے اللہ وہ رحمت دے دے ہم کو جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں آپ کو ناراض کرنے کا سلسلہ ختم ہو جائے ۔ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ اور اپنی نافرمانی سے مجھ کو بدنصیب اور بدبخت نہ بنائیے ۔ یہ دعا بتا رہی ہے کہ گنہگار انسان سخت خطرے میں ہے اور کسی وقت وہ بدنصیب اور سوئے خاتمہ میں مبتلا اور خدا کے قہر میں گرفتار ہو سکتا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ کیوں استعمال فرماتے ؟ اہلِ علم سے پوچھتا ہوں، آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں یہ مضمون کیا بتا رہا ہے؟ کہ

اے خدا مجھ کو اپنی نافرمانی سے بدبخت نہ بنائیے۔ معلوم ہوا کہ گناہ میں خاصیت موجود ہے بدبختی اور بدنصیبی کی اگر توبہ نہ کی تو کتنے لوگ بصورت بایزید ننگ یزید ہو کر مر گئے وہیں دھر لیے گئے، فرشتوں نے عذاب میں انہیں دبا لیا۔ یہ دو دُعائیں یاد کر لیجئے۔

(۱) اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اے خدا ہم پر وہ رحمت نازل کر دے جس سے معصیت کو گناہ کو چھوڑنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے روباہیت شیریت سے بدل جائے ہمت میں ہم لومڑی ہیں اگرچہ صورت میں شیر ہیں۔ دنیاوی معاملات میں تو ایسا غصہ آئے گا کہ ان سے بڑھ کر کوئی طاقت والا نہیں لیکن نفس کی اتباع اور غلامی میں اس شخص سے بڑھ کر کوئی بزدل نہیں ہے ایسے لوگوں سے اگر اللہ تعالیٰ ستاریت کا پردہ ہٹا دے تو پتہ چل جائے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی کمینہ کوئی بزدل نہیں ہے۔ لہٰذا پھر کہیے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اے خدا اس مجمع کی یہ دُعا قبول فرما لے! خواتین بھی اس کو پڑھیں اے اللہ مجھ پر وہ رحمت نازل کر دے جس سے آپ گناہ چھوڑنے کی ہمت عطا کرتے ہیں۔ لومڑیوں کو شیر بنا دیتے ہیں روباہ طریق کو شیر طریق بنا دیتے ہیں اور دوسری دعا کیا ہے وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ۔ اور اپنی نافرمانی اور گناہوں سے ہم کو بدنصیب نہ بنا معلوم ہوا کہ گناہ میں شقاوت اور بدبختی کی خاصیت ہے ورنہ اگر معصیت میں یہ خاصیت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عنوان سے کیوں پناہ مانگی؟ دوستو ہمت سے کام لو، ڈھیلے مت بنو، ڈھیلا ہوا کہ ڈھیلا ہوا۔ اللہ نے ہمت دی ہے ہمت چور نہ بنو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے ہمت کو استعمال کیا اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آ جاتی ہے۔ بعضے لوگوں کو چالیس چالیس برس تک ایک گناہ کی عادت تھی ہمت سے کام لیا، نجات پا گئے۔ بارہ سال تک پان

تمباکو کھایا ابھی میر صاحب نے توبہ کر لی پوچھ لیجئے۔ یاد تو آتی ہے مگر ایسی یاد نہیں آتی جو ان کو تمباکو تک پہنچا دے۔ یاد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ یاد جو محبوب تک پہنچا دے تمباکو محبوب تھا ان کو یاد آتی ہے مگر اتنا بے چین نہیں ہوتے۔ آج الحمدللہ ان کا منہ ہر وقت خدا کے نام کے لیے خالی ہے۔ ورنہ تمباکو پان منہ میں لیے بیت اللہ میں بیٹھے ہیں۔ اذان ہو گئی اب منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کا نام لے سکیں۔ اب بیت اللہ سے ان کو پان تمباکو خارج کر رہا ہے۔ پان خدا کے گھر سے نکال رہا ہے، جا کے کلی کر رہے ہیں وہاں، حدودِ حرم سے نکل کر۔ ایسی چیزوں کو کیا کہنا چاہیے۔

سگریٹ مجموعۂ سگ و ریٹ ہے

اور سگریٹ تو جانتے ہی ہیں آپ۔ سگریٹ میں تو دو لفظ ہیں۔ سگ اور ریٹ۔ سگ معنی کتا فارسی میں اور ریٹ معنی چوہا انگریزی میں سگریٹ دو لفظوں سے بنا ہے۔ سگ پلس (Plus) ریٹ، سگ معنی کتا اور ریٹ معنی چوہا۔ سگریٹ کی بدبو تو اس قدر آتی ہے کہ کہیں رات کو ایک طالب علم نے سگریٹ پیا ہر دوئی میں، حضرت صبح جا کر معائنہ کر رہے تھے، بیت الخلا کا دروازہ کھولا، فرمایا کس نے رات کو سگریٹ پیا ہے اس میں۔ جو لوگ سگریٹ پیتے ہیں اگر پاس میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو جو نہیں پیتے ہیں ان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لاکھ مسواک کریں پھیپھڑا جو بدبو کا خزانہ بنا ہوا ہے جب اندر سے سانس آتی ہے سگریٹ کی بو لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں جب رکھا اور نو مہینہ ماں کا حیض بند کر دیا اور حیض سے اعضاء بناتے تو منہ کو محفوظ رکھا۔ اس منہ سے ماں کا حیض جانے نہیں دیا۔ ایک دوسری رگ لگائی جس کو نال کہتے ہیں جس کو دائی کاٹتی ہے۔ اس نال سے حیض کا خون جسم میں جا

رہا ہے اعضاء بن رہے ہیں لیکن اپنے بندے کے منہ کو محفوظ رکھا، ورنہ اس خونِ حیض کو اپنے بندے کے منہ سے بھی جاری کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے میرا بندہ کبھی میرا نام لے گا تو اس کے منہ کو پاک رکھنا چاہیے۔ خدا نے تو ماں کے پیٹ میں ہم کو پاک رکھا لیکن زندہ ہو کر ہم اپنا منہ بدبودار کر رہے ہیں۔ سگریٹ، نسوار اور پان تمباکو کھا کر اور کچی پیاز کھا کر بھی مسجد میں آنا جائز نہیں ہے۔ پیاز کو پکا لو گھی میں تل لو، لال ہو جائے بدبو ختم ہو جائے۔ کچی پیاز کھانا ہے تو مسجد جانے سے دو تین گھنٹہ پہلے کھاؤ، سرکہ ڈالو اس سے بو مر جاتی ہے پھر بھی الائچی وغیرہ چبا لیا کرو۔

نصوح ولی اللہ ہو گیا

تو وہ جو تھا مالش کرنے والا نصوح پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوا؟ یہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہوا۔ بچپن میں ہم لوگوں نے ایک کتاب پڑھی تھی توبۃ النصوح۔ اس کا نام پہلے ہی سے نصوح تھا۔ کیونکہ اللہ کو اسے خالص توبہ نصیب فرمانی تھی۔ نصوح کے معنی خالص کے بھی آتے ہیں بس جذب کی برکت سے ولی اللہ ہو گیا۔ وہ ہار ایسے نہیں گم ہوا تھا بلکہ گم کیا گیا تھا ؂

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں
سمجھتا لاکھ اسرارِ محبت
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

اس ہار کو گم کرایا تھا اس کو بے ہوش کرنا تھا جنت و دوزخ دکھانا تھا مگر وسیلہ کیا بنا ؂

گفت پیشِ عارفے آں زشت کار

ایک عارف باللہ کی دعا لگی۔ اس نے عارف باللہ سے کیا کہا تھا ؂

در دعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھتے ۔ جانتا تھا کہ کام بنے گا بزرگوں کی دعاؤں سے۔ اللہ نے اس کو ہمت بھی دے دی۔

حضرت بشر حافی کا واقعۂ جذب

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ محدث عظیم، فقہ حنبلی کے امام کے زمانے میں ایک شخص تھے جن کا نام بشر حافی ہے شراب پیا کرتے تھے۔ شراب کی حالت میں ایک دن راستہ میں ایک کاغذ ملا جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی۔ حالتِ نشہ میں ہیں، بے ہوش ہیں، بے حد پیئے ہوئے ہیں مگر اس کاغذ کو اٹھا کر جلدی سے صاف کیا، عطر لگایا، چوما، بوسہ لیا اور جا کر گھر میں بہت اونچے طاق پر ادب سے رکھ دیا۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بشر تم حالت بے ہوشی میں تھے شراب پیئے ہوئے تھے، لیکن تم نے میرا نام ادب سے زمین سے اٹھا لیا اور عطر لگایا اور اس کا بوسہ لیا اس وقت بھی تم مجھ سے بے ہوش نہ تھے دنیا سے بے ہوش تھے۔ شراب کی بے ہوشی تو تھی لیکن اس بے ہوشی میں تم نے ہم کو یاد رکھا اس کے صدقہ میں ہم تم کو آج سے اپنا ولی بناتے ہیں اور تمہاری روح کو جذب کرتے ہیں اور اس کے بعد جب انہوں نے ولایت کا مقام پالیا تو ایک دن یہ آیت تلاوت کی اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۔ کیا زمین کو ہم نے فرش نہیں بنایا۔ حضرت بشر نے جوتا اتار دیا کہ اے خدا میں تیرے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا۔ لیکن یہ مسئلہ نہیں ہے خوب سمجھ لیجئے بس ان پر ایک حال غالب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدر دانی وبندہ نوازی

اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ قدر کی کہ زمین کو حکم دے دیا کہ اے زمین بشر کی گذرگاہ سے نجاست کو نگل جایا کرتا کہ میرے بشر کے پاؤں میں نجاست نہ لگے۔ چنانچہ وہ جہاں کہیں سے گذرتے اگر نجاست پڑی ہوئی ہوتی تو حضرت بشر کے قدم رکھنے سے پہلے زمین پھٹ جاتی اور اس نجاست کو نگل لیتی ۔ یہ ہے انعام! جو اللہ تعالیٰ پر مرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو عزت دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کرامت عطا فرمائی ۔

حسینوں کی بے وفائی

اور ذرا حسینوں پر مرکر دیکھو، ذرا ایسے لوگ گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کتنے حسینوں کے ناز اٹھائے ذلت کے سوا کیا ملا اور اگر کہیں پیسہ زیادہ مل گیا تو عاشق صاحب کو چھوڑ کر ادھر بھاگ گئے ۔ عاشق یعنی فاسق کو چھوڑ کر، ایسے لوگ عاشق نہیں ہوتے فاسق ہوتے ہیں، نافرمان ہوتے ہیں مطلبی یار ہوتے ہیں ۔

حضرت بشر حافی کو اللہ نے جذب کیا حالتِ شراب میں، حالتِ نشہ میں ان کا یہ عمل قبول ہوا۔ اللہ تعالیٰ تاثر سے پاک ہیں، مغلوب نہیں ہوتے ۔ عین گناہ کی حالت میں ان پر رحمت نازل کر دی اور اسی وقت ولی اللہ بنا دیا اور اتنا بڑا ولی اللہ بنایا کہ جدھر سے گذرتے تھے وہاں کی زمین نجاست نگل جاتی تھی اور ان کے پَیر گندے نہیں ہوتے تھے ۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں اہل اللہ کی عظمت

امام احمد بن حنبل

کی خدمت میں جانے لگے ایک عالم محدث سمجھ کر۔ امام احمد بن حنبل حدیث پڑھاتے تھے۔ مسند امام احمد ان کی مشہور کتاب ہے حدیث کی۔ حضرت بشر حافی کو دیکھ کر امام صاحب کھڑے ہو جاتے تھے، حالانکہ حضرت بشر حافی عالم نہیں تھے مگر اللہ کو جانتے تھے ایک بار امام احمد بن حنبل جب کھڑے ہونے لگے تو ان کے طلبا نے کہا کہ حضرت آپ محدث ہیں اور یہ صاحب عالم بھی نہیں پھر آپ ان کے لیے کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو کتاب کا عالم ہوں اور یہ اللہ کا عالم ہے اللہ کو جانتا ہے۔ تمہیں کیا پتہ کہ اس کا کیا مقام ہے۔ دوستو سب کے لیے راستہ کھلا ہے، مسٹر بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے۔

ولایت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم صرف نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے بڑے سے بڑے اولیاء کا دروازہ کھلا ہوا ہے پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بادل اب بھی برس رہا ہے اللہ کی رحمت کے خزانے اب بھی کھلے ہوئے ہیں۔ وہ رحمت کا بادل اب بھی موتی برسا رہا ہے۔

خم و خمخانہ با مہر و نشان است

اللہ کے خم خانے یعنی شراب معرفت و محبت کے مے خانے اب بھی اللہ تعالیٰ کے پاس بے شمار ہیں۔ عمل کر کے دیکھو جو شخص کہتا ہے کہ اب پہلے زمانے کی طرح ولی اللہ نہیں ہو سکتے وہ جاہل ہے نادان ہے، قرآن پاک کی اس آیت سے ناواقف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو ولی اللہ بنو لیکن ولی اللہ

کہاں بنوگے؟ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ میرے اولیاء کی صحبت سے بنوگے، ان کے ساتھ رہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا تو بتاؤ کہ قرآن پاک چند صدیوں کے لیے ہے یا قیامت تک کے لیے ہے؟ تو ولی اللہ بننے کا دروازہ قیامت تک کے لیے اس آیت میں ہے یا چند زمانے کے لیے ہے؟ قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ بننے کا دروازہ کھولا ہوا ہے اور اسی درجہ کے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اللہ کے یہاں کوئی کمی نہیں بلکہ پہلے اولیاء اللہ سے بھی بڑے اولیاء اللہ پیدا کرسکتا ہے۔

تو آپ نے حضرت بشر حافی کے جذب کا واقعہ سُن لیا اور حضرت نصوح کا قصہ بھی سُن لیا، اب اس کے بعد وقت ختم ہونے کے قریب ہے بس ایک واقعہ اور پیش کرکے آج کا مضمون ختم باقی ان شاء اللہ آئندہ۔ بیان جذب ان شاء اللہ ابھی چلے گا۔ میرا خیال تھا کہ میں اسے آج پورا کرلوں گا، ریل کو تیز چلایا مگر اسٹیشن بڑھتے چلے گئے، اسٹیشن نئے پیدا ہوتے جارہے ہیں اب کیا کروں۔

ایک شرابی رئیس زادہ کے جذب کا واقعہ

ایک شرابی رئیس زادہ، شہزادہ جیسا

خوب صورت جوان دریائے نیل کے کنارے اتنی شراب پی لی کہ قے ہوگئی، وہیں زمین پر لیٹ گیا۔ دریائے نیل کے دوسرے کنارے پر حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کپڑے دھو رہے تھے دیکھا کہ ایک کچھوا آیا اور دریا کے کنارے لگ گیا۔ ذوالنون مصری نے دیکھا کہ یہ کچھوا دریائے نیل کے ساحل پر کیوں آیا ہے، دیکھا کہ ایک بچھو جنگل سے تیزی سے آرہا ہے، اتنا بڑا کالا بچھو اور وہ کچھوے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور پھر وہ کچھوا واپس

چلنے لگا اُس پار۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑا دھونا چھوڑ دیا۔ سوچا کہ عالمِ غیب سے کوئی عظیم الشان واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ آپ بھی کشتی پر بیٹھ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ کچھوے صاحب جا رہے ہیں اور بچھو صاحب اس کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بچھو کتنی دور سے آیا عین وقت پر اس کے لیے سواری بھیجی گئی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب جناب دریائے نیل کے اس ساحل پر کچھوا لگ گیا، بچھو صاحب بھی پہنچ گئے۔ دیکھا کہ ایک کالا سانپ اس رئیس زادہ کو ڈسنے کے لیے آ رہا ہے جو شراب پی کر بے ہوش لیٹا ہوا تھا تقریباً ایک گز کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اتنے میں بچھو نے کود کر اس کے پھن میں اپنا ڈنک مارا جس سے سانپ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سانپ مرا پڑا ہوا ہے۔ بچھو اپنے کچھوے پر تھوڑا سا آرام کر رہا ہے کیونکہ بڑی محنت سے اس نے ڈنک مارا، بہت دور سے آیا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جوان کو دیکھا اور اس کا نشہ ختم ہو چکا تھا۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ حضرت ذوالنون مصری کھڑے ہیں، کہا کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ ہیں مصر کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، آپ یہاں کہاں آ گئے مجھ جیسے بدکار اور شرابی کے پاس۔ فرمایا صاحبزادے سنو! تم شراب پی کر مست اور بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے لیکن تمہاری جان بچانے کے لیے

اللہ تعالیٰ نے غیب سے کتنے اسباب پیدا کیے ذرا اس کی رحمت کو سُن۔ کہا کیا بات ہے؟

تو اللہ کو بھولا ہوا تھا لیکن اللہ نے تجھے نظر انداز نہیں کیا

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ یہ سانپ جو مرا ہوا ہے تجھے ڈسنے کے لیے ایک گز کے فاصلے تک آچکا تھا، یہ بچھو دریائے نیل کے اس پار سے آیا ہے اور کچھوے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ اپنی پیٹھ لگا کر اس کے لیے کشتی بنا اتنی دور سے یہ بچھو آیا تیرے دشمن کے مقابلہ کے لیے اور تیرے سانپ کو مار دیا اور تیری جان اللہ نے بچا لی۔ تو تو اللہ سے بے ہوش ہے مگر اللہ تعالیٰ تجھ سے بے پرواہ بے خبر نہیں ہے۔ تم اللہ کو بھولے ہوئے ہو حق تعالیٰ تمہیں یاد فرما رہے ہیں۔ اتنا سارا انتظام دیکھ کر وہ رئیس زادہ رونے لگا اور کہا حضرت بس ہاتھ بڑھایئے میں توبہ کرتا ہوں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑا ولی اللہ بنا دیا۔

جذب کے یہ سب واقعات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ میں اردو ڈائجسٹ سے نہیں بیان کر رہا ہوں بڑی بڑی کتابوں سے پیش کر رہا ہوں۔ پہلے میں نے قصہ پیش کیا تھا حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا اور مسلسل آیات کے نزول کا اور ان کے ناز و نخرے کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا۔ اس قصے کو سُن کر آہ نکل جاتی ہے۔ وہ قصہ کہاں کہاں پر ہے اس کا حوالہ سُن لیجئے۔

۱/ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے شرح مشکوٰۃ جس کا نام مرقاۃ ہے اور جو گیارہ جلدوں میں ہے اس کی پانچویں جلد کے صفحہ ۱۴۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

۲/ دوسرا حوالہ تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صفحہ ۸۳ پر ہے۔

۳، تیسرا حوالہ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر خازن کی جلد ۴ صفحہ ۵۹ پر ہے۔

مَیں نے ارادہ کرلیا ہے کہ بیان جذب کو سب ملا کر ایک وعظ میں ان شاء اللہ چھپوا دوں گا تاکہ اس کو قیامت تک جو بھی پڑھے اے خدا آپ اس کو جذب فرمالیں اپنے ان مجذوبوں کے صدقے میں، جن کو آپ نے جذب فرمایا اپنی اس رحمت جذب کے صدقے میں اس کتاب اور وعظ کو چھپوا دیجئے۔ اے اللہ اور اس کے چھاپنے میں جو تعاون بھی کرے اللہ اس کو بھی جذب فرمالے اور اللہ تعالیٰ اس کو بہترین طباعت سے آراستہ فرمائیں، جذب کی شان کے مطابق اس کی بھی شان ہو۔ اب باقی قصے جذب کے ان شاء اللہ آئندہ جمعہ کو۔ اگلے جمعہ کا آغاز بتا دیتا ہوں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ابھی باقی ہے اسی سے ان شاء اللہ تعالیٰ ابتدا کروں گا۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بیانِ جذب کب تک چلے گا؟

اب دُعا کرلیجئے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا کے تحت یا اللہ ہم سب آپ سے رحمتِ جذب کی فریاد کرتے ہیں اور اس رحمت کی درخواست کرتے ہیں جس سے گناہ چھوڑنے کی توفیق عطا ہوتی ہے اور اس رحمت کی درخواست کرتے ہیں جس سے بدبختی اور شقاوت سے نجات ملتی ہے۔ اے خدا ہم سب کو سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما اور ہم سب کو بھی سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان سے دُنیا سے اٹھا۔ مرتے دم تک بلڈ کینسر نہ ہو گردے بے کار نہ ہوں فالج نہ گرے لقوہ نہ گرے تقویٰ نہ ٹوٹے یعنی آپ کی نافرمانی میں منہ کالا نہ ہو۔ اپنی رحمت سے ہم سب کو روسیاہی سے بچالے۔ آپ کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی مصیبت دُنیا میں نہیں ہے اے خدا ساری دنیا کی مصیبت اگر جمع کر کے کسی ترازو کے پلڑے میں رکھ دی جاتے اور

کسی بندے سے آپ ناراض ہوں تو سب سے بڑی اور سخت مصیبت میں وہ ہے جس سے آپ ناراض ہوں۔ اس لیے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ اے خدا ہم آپ سے آپ کی خوشنودی کی درخواست کرتے ہیں اور جنت مانگتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو جنت سے پہلے بیان کیا ہے وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ اور تیری ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔ ناراضگی کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے زیادہ اہمیت دی اس لیے اس کو پہلے بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری عقل و ایمان کو درست فرما دے اور ہمیں جسمانی روحانی صحت عطا فرمائے۔ جو مقروض ہو اس کا قرضہ دُور فرما جو بے روزگار ہو اس کو روزگار عطا فرما۔ جس کی بیٹی کو رشتہ نہ مل رہا ہو اس کی بیٹی کو اچھا رشتہ عطا فرما دے جس کو داماد ظالم ملا ہوا ہے اس کو ظلم سے توبہ نصیب فرما کر مہربان کر دے، رحمت سے شفقت سے معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ بیوی ستا رہی ہو تو اس ظالمہ کا دل بھی نرم کر دے اسے اپنے شوہر کی خدمت اور عزت کی توفیق عطا فرما اور جن کو اللہ والوں سے محبت نہ ہو تو ان کی جانوں میں اپنی رحمت سے اپنے مقبولین کی محبت عطا فرما اور ہم سب کو اپنے مقبول و محبوب بندوں کی محبت نصیب فرما دے اور اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے ہم سب کو اپنی رحمت سے وہاں تک پہنچا دے اور جو نہیں مانگ سکے اے اللہ بغیر مانگے سب کچھ عطا فرما دے۔ یا اللہ جس کو جو پریشانی ہے سب اپنی اپنی پریشانیوں کو دل میں سوچ لیجئے یا رب العالمین جس کو جو پریشانی ہو غم ہو سب کے غم اور پریشانیوں کو سکون اور خوشیوں سے تبدیل فرما دیجئے اور ہم سب کی تمام جائز حاجتوں کو پوری فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

حسرتیں دل کی ہیں دل میں میہماں

حسرتوں کے زخم سے ہے خوں رواں
عشق کا ہوتا ہے یوں ہی امتحاں

میرے خونِ آرزو کا یہ سماں
رو رہا ہے دیکھ کر کے آسماں

ہیں زمیں پر ایسی بھی کچھ ہستیاں
رشک جن پر کرتے ہیں کروبیاں

جس جگہ گرتا ہے خونِ آرزو
لے نہ لے بوسہ کہیں خود آسماں

بستیاں حسرت زدوں کی دیکھ لو
ان کی ویرانی میں ہے جنت نہاں

حسرتوں کے زخم سے ہے خوں رواں
اب نہ لو یارو ہمارا امتحاں

عشرتیں اختر ہیں دل سے دُور دُور
حسرتیں دل کی ہیں دل میں میہماں



سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلّیاتِ جذب

حصہ چہارم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——— تجلیاتِ جذب حصہ چہارم

واعظ ——— عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع ومرتب ——— سیّد عشرت جمیل میر

کتابت ——— محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ——— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

تجلیاتِ جذب

حِصّہ چہارم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ
فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ○
(پ ۲۵، سورہ شوریٰ)

گذشتہ تین جمعہ سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ اللہ سُبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جس بندے کو چاہتے ہیں اپنی طرف اس کو جذب فرما لیتے ہیں۔ اجتباء جَبّیٌ سے ہے جَبّیٌ کے معنی جذب کے ہیں اور جو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ سُبحانہ وتعالےٰ کی طرف ہدایت کی تلاش میں قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اپنا بنا لیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کسی کو پہلے جذب عطا ہوتا ہے بعد میں اس کا سلوک طے ہوتا ہے وہ مجذوب سالک ہے اور کوئی پہلے سے سلوک طے کرتا ہے بعد میں اللہ تعالےٰ اس کو جذب فرماتے ہیں وہ سالک مجذوب ہے۔

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول

علامہ آلوسی السیّد محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس آیت کے بارے میں لکھا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غم تھا کہ کفارِ مکہ ایمان کیوں نہیں لا رہے ہیں۔ اکثر ان میں ایسے تھے جو ایمان لانے سے منکر تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کو السید محمود بغدادی آلوسی نے لکھا ہے کہ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم دُور کرنے کے لیے اور آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ غم نہ کریں۔ اگر یہ کافر ایمان نہیں لاتے تو آپ غم نہ کریں دو وجہ سے کہ ہدایت کے دو ہی راستے ہیں یا تو میں ان کو اپنی طرف جذب کروں یا یہ خود محنت کریں، حق کو تلاش کریں اور یہ دونوں سے محروم ہیں، نہ تو میں نے ان کافروں کو اپنی طرف جذب کیا نہ یہ آپ کی طرف متوجہ ہیں اور آپ کی باتوں کو غور سے سُنتے بھی نہیں۔ اس لیے ہمارے بننے کے دونوں راستوں سے یہ محروم ہیں۔ یہ جو ہمارے نہیں بن رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ دو ہی راستے ہیں جن سے بندے ہمارے بنتے ہیں ؎

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اس کے دو ہی راستے تھے کہ یا تو میں ان کو جذب کرتا یا یہ میری تلاش و جستجو کرتے اور یہ دونوں ہی سے محروم ہیں۔

جذب کی دو نعمتیں

علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے اس کو دو نعمتیں عطا کرتا ہے:

۱، توفیق: نیکی کے اسباب اللہ اس کے پاس کردیتا ہے تَوْجِیْهُ الْاَسْبَابِ نَحْوَ الْمَطْلُوْبِ الْخَیْرِ خیر کے اسباب اس کے سامنے آجاتے ہیں۔
۲، وَتَسْدِیْدُ طَرِیْقِ الشَّرِّ وَتَسْهِیْلُ طَرِیْقِ الْخَیْرِ خیر کے راستے آسان اور گناہوں کے راستے اس کے لیے مشکل کردیے جاتے ہیں بلکہ بند کردیے جاتے ہیں تو توفیق اور تسدید یہ دو نعمتیں اللہ تعالیٰ صاحبِ جذب کو عطا فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے کو اس کا دل چاہنے لگتا ہے اور شر کے راستوں کو گناہوں کے راستوں کو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بند کردیتا ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ایک دوسری آیت بھی کرتی ہے۔ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ (پ ۲۳ سورہ ص) یعنی ہم نے ان کو آخرت کے کاموں کے لیے خالص کرلیا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور صدیقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو آخرت کے کاموں کے لیے خالص فرمالیا۔

جذب کی ایک خاص علامت

نبیوں کے صدقے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں امت کے افراد کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے خالص فرماتا ہے اور جس کو دین کے لیے خالص کرتا ہے پھر دُنیا کے کسی کام میں اس کا جی نہیں لگتا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح فرماتے ہیں ؎

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند

یقین کرلو کہ جس کو خُدا اپنا بنانا چاہتا ہے ؎

از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

اس کو ساری دُنیا کے کاموں سے بے کار کر دیتا ہے، کہیں اس کا دل نہیں لگتا۔ بس اس کی تمنا یہ ہوتی ہے ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال بچوں کو بھول جاتا ہے اور روزی نہیں کماتا نہیں، ایسے لوگ اللہ کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا بھی مگر کاروبار میں بھی وہ یار کے ساتھ مشغول رہتے ہیں، دُنیا کے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا قلب مشغول رہتا ہے ؎

دُنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخُدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب سنو! جب میں اپنے دوستوں سے باتیں کرتا ہوں تو یہ نہ سمجھو کہ میرا دل بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے، میرا دل اس وقت بھی خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ لہٰذا آپ فیض کا مراقبہ کرتے رہیں کہ میرے قلب سے آپ کے قلب میں نور داخل ہو رہا ہے۔

وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ سلوک ہے

اور اللہ والا بننے کا دوسرا راستہ

ہے وَیَھۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ جو اللہ کو تلاش کرتا ہے اس کو ضرور خدا ملتا ہے۔ حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی ہے کہ خدا کی قسم جس نے اللہ کو دل

سے تلاش کیا اس کو یقیناً اللہ ملا ہے۔ انہیں کو خدا نہیں ملا جنہوں نے دل سے اللہ کو نہیں چاہا ؎

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است
خم و خمخانہ با مہر و نشان است

اللہ کی رحمت کے بادل اب بھی برس رہے ہیں، جس نے اللہ کو چاہا اللہ اس کو ضرور ملا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

یعنی تمہیں اللہ کی محبت کا درد اگر ہوتا تو آج بھی مشایخ موجود ہیں جو تمہیں اللہ تک پہنچا دیتے کوئی ایسا بندہ نہیں گذرا جس نے اللہ کو چاہا ہو اور اللہ نے اس پر نظرِ عنایت نہ کی ہو۔

شرحِ حدیث قدسی من تقرب منی شبرا الخ

حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں ایک حدیث قدسی نقل کی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً (مسلم کتاب الذکر، و تفسیر کبیر)

جو بندہ اللہ کی طرف ایک بالشت چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ بڑھتے ہیں اور جو اللہ کی طرف چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر اس کو اُٹھا لیتے ہیں۔ اس حدیث کی شرح حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جیسے چھوٹا بچہ ابھی چل نہیں سکتا لیکن ابا کہتا ہے کہ میں تمہاری چال دیکھنا چاہتا ہوں۔ چلو!

اب بے چارہ چلتا ہے اور لڑکھڑانے لگتا ہے، جب گرنے لگتا ہے تو گرنے سے پہلے بابا دوڑ کر کے اس کو اٹھا لیتا ہے۔ بالکل یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ٹوٹی پھوٹی کوشش بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت سے نواز دیتے ہیں مگر حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ہائے ہم تو اپنی جگہ سے کھسکتے ہی نہیں کچھ تھوڑی سی تو ہمت کرو، محنت کرو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خود دوڑ کر بندوں کو اٹھا لیتے ہیں، اپنی خاص مدد شامل کر دیتے ہیں۔ ہر ذرّۂ کائنات سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی

ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اللہ جس کو جذب کرتا ہے تو اس کی سوئی ہوئی زندگی جاگ اٹھتی ہے اور اپنے ہر ہر بال سے وہ آواز سنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔

جذب کے آج تک کچھ واقعات ہو چکے آج چار جمعے ہو جائیں گے اور آج مَیں چاہتا ہوں کہ میرا مضمون پُورا ہو جائے کیونکہ اس کو چھاپنا بھی ہے۔ دوستوں کی خواہش ہے کہ یہ بیان جذب جَلد چَھپ جائے۔

لہٰذا اب میں شروع کرتا ہوں۔ برکت کے لیے ان بندوں کے واقعات پیش کرتا ہوں جن کو اللہ نے جذب فرمایا۔ بہت سے واقعات ہیں مگر چند پیش کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کی برکت سے ہم کو بھی جذب فرما لے۔

لہٰذا سب سے پہلے

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم کا واقعۂ جذب

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ کا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ ایک دن شاہی محل میں آرام فرما رہے تھے ۔ اللہ تعالےٰ نے کچھ فرشتوں کو یا صالحین جنوں کو یا رجال غیب کو بھیجا، چھوٹا سا ایک وفد تھا۔ سلطان ان کی آہٹ سے جاگ اٹھے اور فرمایا کہ تم لوگ شاہی محل کے اُوپر کیسے آ گئے جب کہ پہرہ لگا ہُوا ہے اور یہاں تک پہنچنا ناممکن ہے ۔ تم لوگ کیسے پہنچ گئے اور قصہ کیا ہے ۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کو اپنا بنانا چاہتا ہے تو غیب سے اسباب پیدا کرتا ہے ؎

بہت ابھاگن مر گئیں جگت جگت بورائے
پیو جیکا چاہیں تو سوتنت لیے جگائے

یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے تو سوئے ہوئے کو جگا لیتا ہے ۔ بتایئے کہ سو رہے ہیں مگر اللہ تعالےٰ کا جذب آ گیا ۔ وہ رجال غیب تھے، عالم غیب سے اللہ نے بھیجا تھا خواہ وہ جن رہے ہوں یا فرشتے رہے ہوں پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیسے آ گئے اور کس لیے آئے ؟ انھوں نے کہا کہ ہم اپنا اونٹ تلاش کر رہے ہیں ۔ بادشاہ نے کہا کہ واہ شاہی بالاخانے پر اونٹ کیسے آ جائے گا پہرہ لگا ہوا ہے پھر سیڑھیاں ہیں ۔ اونٹ یہاں تلاش کرنا نادانی ہے تو اُن فرشتوں نے جواب دیا کہ اگر شاہی محل میں اونٹ تلاش کرنا نادانی ہے اور وہ بھی بالاخانے پر، تو اس سلطنت کے شور و غل میں اللہ تعالےٰ کو تلاش کرنا بھی نادانی ہے ۔ یہاں آپ کو خدا نہیں مل سکتا ۔

ترکِ سلطنت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

اب آپ لوگ کہیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی تو ساڑھے نو برس سلطنت کی

تھی۔ان کو کیسے خدا مل گیا اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں خدائے تعالیٰ سے اتنا قوی تعلق نصیب تھا کہ ان کے لیے سلطنت اور فقیری میں کوئی فرق نہیں تھا۔سلطنت کی حالت میں انھوں نے ۱۴ پیوند لگائے ہوئے ملک شام کو فتح کیا ہے۔ ۱۴ پیوند لگے ہوئے تھے غلام اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور خود نیچے چل رہے تھے عدل وانصاف کا یہ عالم تھا۔راستہ میں اونٹ پر باری باری بیٹھتے تھے۔جب شام پہنچے تو غلام کی باری تھی۔لہٰذا اس کو اُوپر بیٹھایا اور خود اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔چونکہ توریت اور انجیل میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مسلمانوں کا خلیفہ جب آئے گا تو اس کے لباس میں ۱۴ پیوند لگے ہوں گے اور نیچے چل رہا ہوگا اور غلام اوپر بیٹھا ہوگا یہ دیکھ کر عیسائیوں نے بیت المقدس کا دروازہ کھول دیا کہ آئیے ہم آپ سے جنگ نہیں کریں گے کیونکہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے۔ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رُتبہ ہے کہ تمام آسمانی کتابوں میں ان کے حالات بیان فرماتے ہیں۔

جسمِ شاہی آج گدڑی پوش ہے

سلطان ابراہیم بن ادھم نے فوراً دوسرے دن ایک فقیر سے گدڑی مانگی، آدھی رات کو اُٹھے، شاہی لباس اتارا، گدڑی پہنی اور سلطنت بلخ کی حدود سے نکل گئے۔جس وقت وہ شاہی لباس اُتار رہے تھے اور گدڑی پہن رہے تھے اس وقت زمین وآسمان میں کیا غلغلہ مچا ہوگا کہ آہ یہ بادشاہ اللہ کے عشق ومحبت میں آج شاہی لباس اتار رہا ہے، سلطنت کو استعفیٰ دے رہا

ہے، تخت و تاج شاہی کو اللہ پر فدا کر رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

شاہی و شہزادگی در باختہ

سلطان ابراہیم بن ادھم نے شاہی اور شہزادگی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فدا کر دیا ؎

از پئے تو درغریبی ساختہ

اے اللہ آپ کی محبت میں سلطان ابراہیم آج غریب الوطن ہو رہا ہے اور پردیس جا رہا ہے یعنی دریائے دجلہ اور نیشاپور۔ جنگل میں فقیری لینے جا رہا ہے۔

اس نقشہ کو میں نے اپنے ان اشعار میں پیش کیا ہے جو میری کتاب معارف مثنوی میں شایع ہو چکے ہیں۔ مثنوی مولانا روم کی جو شرح اختر نے لکھی ہے اس پر بڑے بڑے علماء کی تقاریظ ہیں۔ اس کے اندر میں نے بیس پچیس شعر لکھے ہیں جس میں سے دو تین سُنا رہا ہوں۔ جب وہ گدڑی پہن رہے تھے اور شاہی لباس اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتار رہے تھے، اس وقت کا میں نے یہ نقشہ کھینچا ہے اور میں نے کیا کھینچا ہے، اللہ تعالیٰ نے اشعار کہلا دیئے ؎

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہ شاہی فقر میں روپوش ہے

الغرض شاہ بلخ کی جان پاک
ہو گئی جب عشق حق سے دردناک

فقر کی لذت سے واقف ہو گئی
جانِ سلطاں جانِ عارف ہو گئی

جان سلطان جان عارف باللہ ہو گئی۔ دس سال غار نیشاپور میں عبادت کی۔

مہربانی بہ قدر قربانی

جس جنگل میں تشریف لے گئے اس میں ایک فقیر بھی رہتا تھا، وہ بھی مجذوب تھا۔ اس نے دُعا کی تھی کہ اللہ میاں میں گھاس چھیلتا ہوں اور بیچتا ہوں روزانہ دس بارہ آنے کما لیتا ہوں لیکن میرا اتنا وقت ضایع ہوتا ہے کیا آپ دو روٹی اور چٹنی ہم کو نہیں دے سکتے کہ میں یہ گھاس چھیلنا چھوڑ دوں اور آپ کی یاد میں اتنا وقت لگا دوں۔ کام میں میرا دل نہیں لگتا، آپ کے بغیر کہیں چین نہیں ہے۔ آسمان سے آواز آئی کہ اپنی کھرپی اور اپنی کھانچی جس میں یہ گھاس رکھتا ہے ایک درخت کے کنارے ڈال دے، اب روزانہ تجھ کو چٹنی روٹی ملے گی۔ دس سال تک چٹنی روٹی کھاتا رہا۔ سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جب اس جنگل میں عبادت کے لیے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے بریانی بھیجی۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور جن کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی انہوں نے فرمایا کہ سارا جنگل خوشبو سے مہک گیا جب غیب سے بریانی آئی تو اس مجذوب نے نادانی اور سادگی طبع سے اللہ تعالیٰ سے ایک بات کہی جو اعتراض نہیں تھا سادگی طبع تھی اس نے کہا کہ اللہ میاں میں دس سال سے اس جنگل میں آپ کی عبادت کر رہا ہوں اور آپ نے دس سال تک مجھ کو چٹنی روٹی دی اور یہ ایک کل کا دیوانہ آیا ہے ؎

یہ کل عاشق ہوا میں ہوں ترا دیوانہ برسوں سے

تو اس کل کے دیوانہ کو آپ نے بریانی بھیجی ہے جس کی خوشبو سارے جنگل میں

پھیل گئی۔ آسمان سے آواز آئی اے نادان تو نے میری راہ میں ایک کھرپی جس سے گھاس چھیلی جاتی ہے اور ایک کھانچہ جس میں گھاس رکھی جاتی ہے قربان کیا ہے یعنی کل بارہ آنے تو نے میری راہ میں قربان کیے ہیں اور میں نے دس سال تک تجھے چٹنی روٹی کھلائی ہے۔ اپنی قیمت دیکھ جو تو نے مجھے دی ہے اور دس سال تک جو تو نے چٹنی روٹی کھائی ہے اس کی قیمت بھی لگالے۔ میرا یہی ایک احسان تجھ پر بھاری رہے گا بس اے مجذوب اس چٹنی روٹی کو غنیمت سمجھ ورنہ یہ بھی بند کردوں گا۔ تیری جتنی قربانی تھی اس سے زیادہ میں نے تجھ پر مہربانی کی ہے لیکن یہ آدمی جو کل آیا ہے یہ سلطان بلخ ہے۔ سلطنت بلخ کا بادشاہ ہے اس نے میری محبت میں بادشاہت چھوڑی ہے تخت و تاج چھوڑا ہے، وزیروں کی سلامی چھوڑی ہے، مخمل کے گدے چھوڑے ہیں وہ آج جنگل کے ریت اور کنکریوں پر سو رہا ہے تو جیسی جس کی قربانی ویسی میری مہربانی۔ اس کی قربانی بھی تو دیکھ، سلطنت فدا کی ہے مجھ پر۔ اسی لیے ہمارے شیخ فرماتے تھے اس کے جرے تو کس نہ بسائے۔ جو اپنے کو جلا کر خاک کرتا ہے یعنی دل کی بُری بُری خواہشات کو جلا کر خاک کرتا ہے، گناہ کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتا اور گناہ نہ کرنے کا غم اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس پر اپنی رحمت کی بارش کر دیتے ہیں۔

گناہ سے بچنا دلیل محبت ہے

بری بری خواہشات کو جلانا ہی تو ایمان ہے، یہیں پتہ چلتا ہے کہ کون کتنا وفادار ہے، شاعری سے عشق کا پتہ نہیں چلتا، زبانی جمع خرچ سے وفاداری کا پتہ نہیں چلتا۔ پتہ چلتا ہے جب بری خواہش پیدا ہو اور اس کو جلا کر خاک کردے اور اللہ کی ناخوشی کے راستوں سے اپنے اندر حرام خوشی کو نہ درآمد کرے۔

نفس ظالم اگر خوشیوں کا کوئی ذرہ بھی درآمد کرلے تو دو رکعت توبہ پڑھ کر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو کہ اے خدا میرے نفس نے جو حرام خوشیاں درآمد کیں، بدنظری سے، گانا سُن کر سینما سے، وی سی آر سے جس طرح سے بھی آپ کو ناراض کیا ہم توبہ کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں جو بندہ اپنی خوشی کو مقدم کرتا ہے اور اتنے بڑے مالک کی خوشی کو پیٹھ کے پیچھے ڈالتا ہے وہ خود فیصلہ کرلے کہ میں اللہ کا وفادار ہوں یا نفس دشمن کا وفادار ہوں۔ اگر خدائے تعالےٰ کا حلم وکرم نہ ہوتا تو آج ہمارے وجود بھی نہ ہوتے۔ ایسی سزا ملتی مگر حق تعالےٰ کا احسان ہے کہ وہ حلیم وکریم ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

کرامت حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ

ایک دن دریا کے کنارے سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ گدڑی سی رہے تھے۔ سلطنت بلخ کا ایک وزیر ادھر آنکلا۔ اس نے دل میں کہا کہ یہ ملا کتنا بے وقوف ہے، سلطنت چھوڑ کر جنگل میں گدڑی سی رہا ہے۔ واقعی یہ ملا بڑے بے وقوف ہوتے ہیں یہ وسوسہ ان پر منکشف ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے دل پر منکشف کردیا۔ کشف اختیاری چیز نہیں ہے جب اللہ چاہتا ہے کشف ہوتا ہے جب نہیں چاہتا کچھ نہیں ہوتا۔ فوراً انہوں نے بلایا کہ اے وزیر یہاں آؤ۔ آگیا۔ سلطان بلخ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینکی اور فرمایا کہ اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں ماہی اللّٰہیے

سوزن زر بر لب ہر ماہیے

ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئیاں لے کر آگئیں۔ اب دیکھو سلطان بلخ کی سلطنت

ملک دل بہ یا چنیں ملک حقیر

دل کی سلطنت افضل ہے یا یہ دنیاوی سلطنت۔ ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر آگئیں سلطان نے ان کو ڈانٹ کر کہا کہ اے مچھلیو میری لوہے والی سُوئی لاؤ سونے کی سوئی استعمال کرنا اس امت کے لیے جائز نہیں ہے۔ سونے کے خلال، سونے کا پاندان، سونے کی ڈبیا، کوئی چیز جائز نہیں۔ سونے کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے۔ چاندی بھی مَردوں کے لیے حرام ہے سوائے ساڑھے چار ماشہ سے کم کی انگوٹھی کے۔ چاندی کی انگوٹھی اگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو تو جائز ہے۔

ایک مچھلی نے غوطہ لگایا اور لوہے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئی بس وزیر رونے لگا کہ مَیں نے تو آپ کو بے وقوف ملا سمجھا تھا لیکن میری محرومی کہ میں آپ جیسے ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا اور مچھلیاں جانور ہو کر آپ کو پہچان گئیں، جانوروں نے آپ کو پہچان لیا اور میں انسان ہو کر آپ کو نہیں پہچان سکا۔ ہائے میں کتنا محروم، کتنا کمینہ و نالائق ہوں کہ آپ جیسے ولی اللہ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا، بے وقوف سمجھ رہا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ تو پہلے خشکی کے بادشاہ تھے اب خشکی اور تری دونوں کے بادشاہ ہیں آپ شاہ بحر بھی ہیں اور شاہ بر بھی ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ یہ نسبت مع اللہ کی دولت مجھ کو بھی دے دیجئے فرمایا اچھا چھ مہینے رہ جاؤ۔ چھ مہینے وزیر ان کی خدمت میں رہ گیا اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا ؎

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے مٹی کو سونا بنانے کی صلاحیت دی ہے ؎

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ ڈال دیں جس سے میری مٹی بھی سونا بن جائے یعنی تعلق مع اللہ سے قیمتی ہو جائے۔ یہ شعر حافظ شیرازی نے سلطان نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ان کا قصہ بھی بہت عبرت آموز ہے۔ ایک شخص کے سات لڑکے تھے جس میں حافظ شیرازی بھی تھے لیکن حافظ شیرازی جنگل میں اللہ کی یاد میں رویا کرتے تھے، خدا کی تلاش میں بے چین تھے سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اے سلطان نجم الدین جاؤ ایک بندہ میری یاد میں جنگل میں رو رہا ہے۔ تم اس کی رہنمائی کرو کبھی مرید کے اخلاص کے صدقہ میں پیر کو اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جذب اور حق تعالیٰ کی رحمت ہے۔ فوراً ان کے باپ کے گھر پہنچے اور پوچھا کہ آپ کے کتنے لڑکے ہیں کہا کہ چھ ہیں۔ فرمایا کہ بلاؤ لیکن ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بھائی تمہارے کوئی اور لڑکا بھی ہے۔ کہا کہ ایک لڑکا ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے وہ جنگل میں روتا پھرتا ہے کسی کام کا نہیں رہا ہے وہ ہمارے کام کا نہیں ہے۔ دُنیا کے کاموں سے نفرت کرتا ہے، پتہ نہیں کس کی یاد میں روتا رہتا ہے۔ سلطان نجم الدین نے فرمایا کہ مجھے اسی لڑکے کی تلاش ہے۔ مجھ کو خدا نے اسی کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ جنگل میں گئے اور حافظ شیرازی دیکھتے ہی ان کو پہچان گئے ؎

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

حافظ شیرازی نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری آہ قبول کی اور ایک بندہ میری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اس وقت یہ شعر پڑھا ؎

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ مٹی کو سونا کرسکتے ہیں

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ممکن ہے کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ کر دیں۔ سلطان نجم الدین نے فرمایا ؎

نظر کردم نظر کردم نظر کردم

میں نے کر دی نظر مجھے تو بھیجا ہی گیا تھا اس کام کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو کتنا بڑا ولی اللہ بنایا۔

کیا عوام بھی سلطانِ بلخ کا مقام حاصل کرسکتے ہیں؟

بہت سے لوگ خواہشات کی سلطنت اپنے دل میں رکھتے ہیں یعنی ان کو حسن پرستی کی اتنی شدید بیماری ہے کہ اگر سلطنت بلخ ان کے پاس ہو تو اس کو دے کر حسینوں کو حاصل کرلیں لیکن خوفِ خدا سے آسمان والے سے سودا کرتے ہیں کہ اے خدا یہ حسین زمین کے چاند سورج ہیں لیکن میں آپ کی رضا کے لیے ان کو چھوڑتا ہوں اگر میرے پاس سلطنت بلخ ہوتی تو سلطنت بلخ دے کر ان کو حاصل کر لیتا لیکن آپ کے خوف سے میں ان کو چھوڑتا ہوں، سلطنت بلخ کی قیمت کا یہ حسین یا حسینہ میرے پاس ہے لیکن آپ کے خوف سے میں اس سے کنارہ کش ہوں، نہ اس کو دیکھتا ہوں، نہ اس سے بات کرتا ہوں، کسی قسم کی حرام لذت نفس میں درآمد نہیں کرتا تو گویا سلطنت بلخ کا متبادل اللہ پر فدا کر دیا گیا۔ لہٰذا جنھوں نے اللہ کے خوف سے حسینوں سے نظر بچائی ہے اگرچہ مسکین وغریب ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو سلطان ابراہیم ابن

ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ انہوں نے ان خواہشات کو اللہ پر فدا کر دیا جن کی قیمت ان کے دل میں سلطنت بلخ کی متبادل تھی ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حسن کے بے شمار چاند سورج توڑے ہیں یعنی ان سے صرفِ نظر کیا ہے ؎

تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

گناہوں کو چھوڑنے کا غم اٹھایا ہے تب کہیں جا کر اللہ ملا ہے اور فرماتے ہیں ؎

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لٹا دیا

اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمنِ دُنیا کے سارے حسینوں کو نظر انداز کیا ہے، ان حسینوں کو جو قبروں میں خاک ہو جائیں گے۔ پیر کو میں نے اپنا تازہ شعر سنایا تھا آج پھر سُن لیجئے بالکل تازہ اسی ہفتہ کا میرا شعر ہے۔ اگر آپ تازہ جلیبی اور گرم امرتی پسند کرتے ہیں تو میرا شعر بھی گرم گرم اور تازہ ہے ؎

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مت چھوڑو۔ یہ حسین مرنے والے ہیں، فنا ہونے والے ہیں، خود مردہ ہیں تم کو مردہ کر دیں گے۔ سڑی ہوئی لاشیں ہونے والی ہیں۔ چند دن کی لذت عارضی ملی عزت دائمی گئی۔ تھوڑی سی لذت کے لیے اپنی عزت دونوں جہان میں برباد مت کرو۔ یہ تو ذلت دُنیا کی ہے آخرت میں

کیا ذلت ہوگی۔ اس کو سوچئے۔ یہ میرا تازہ شعر عبرتناک ہے ؎

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

اب سُنئے

حضرت سلطان ابن ادھمؒ کی دوسری کرامت

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام پر جو قربانی پیش کی اس کا ایک واقعہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں عربی زبان میں لکھا ہے۔ میں آپ کو اس کا ترجمہ سُناتا ہوں۔ ایک دن جا رہے تھے، راستہ میں ایک رئیس کا لڑکا شراب پی کر قے کر رہا تھا اتنی قے کی کہ مکھیاں جمع ہوگئیں، قے کرتے کرتے بے ہوش ہوگیا تھا۔ اسے دیکھ کر پہلے تو آپ کو بہت تکلیف ہوئی کہ آہ جس زبان سے یہ اللہ کا نام لیتا ہے اسی زبان سے یہ ظالم شراب پیتا ہے۔ ایک بالٹی پانی لائے۔ قے کو دھویا اور اس کا منہ دھویا اور کہا اے اللہ یہ اگرچہ نالائق ہے آپ کی نافرمانی میں مبتلا ہے مگر آپ میرے دوست ہیں اور یہ دوست کا بندہ ہے۔ آپ کا بندہ سمجھ کر میں اس کی خدمت کر رہا ہوں اگرچہ گنہگار ہے لیکن اس کو نسبت آپ کے ساتھ ہے۔ جب ٹھنڈا پانی لگا تو اُٹھ کے بیٹھ گیا، ہوش آگیا۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ تارکِ سلطنتِ بلخ مجھ جیسے شرابی کے پاس کیسے آگئے؟ فرمایا کہ تم شراب کی حالت میں تھے مجھے رحم آگیا کہ میرے اللہ کا یہ بندہ اس حالت میں ہے مکھیاں بھنک رہی ہیں میں نے تم کو اللہ کا بندہ سمجھ کر تمہاری خدمت کی کیونکہ دوست وہی ہے جو اپنے دوست کے بیٹوں کی نالائقی سے بددعا کے بجائے دُعا کرے کہ

اے اللہ ان کو بھی درست کر دے۔ اس نے کہا کہ اچھا میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گنہگاروں کو حقیر سمجھتے ہیں آج معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گنہگاروں پر رحم کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا ہاتھ بڑھائیے میں آج توبہ کرتا ہوں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوتا ہوں۔ سلطان ابراہیم بن ادھم نے ان کو بیعت کیا، توبہ کرائی۔ اسی وقت سلطان ابراہیم بن ادھم کو کشف ہوا کہ یہ توبہ کرنے والا اس وقت کے تمام اولیاء اللہ سے بڑھ گیا، ابھی کوئی اشراق، کوئی تہجد، کوئی تلاوت کوئی وظیفہ نہیں پڑھا لیکن اولیاء اللہ کے بہت اونچے مقام پر پہنچ گیا ؎

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

صحبت اہل اللہ کی تاثیر کا راز

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وقت کے اسرافیل ہیں۔ جیسے اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو مُردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء اللہ کی صحبت سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں ؎

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیاء
مردہ را زیں شاں حیات ست ونما

مُردوں کو جیسے اسرافیل علیہ السلام سے حیات ملے گی، مُردے زندہ ہو جائیں گے اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت سے بھی مُردے زندہ ہو جاتے ہیں یعنی غافل اللہ والا بن جاتا ہے۔ اسی رات حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ کیا شان ہے اللہ والوں کی کہ اللہ تعالےٰ کی زیارت ہوئی۔ دریافت کیا کہ اے اللہ ایک بندہ شرابی میرے ہاتھ پر بیعت ہوا توبہ کی۔ ابھی اس نے نہ تہجد

پڑھی، نہ تلاوت کی، نہ کوئی ذکر کیا اس کو آپ نے اتنا بڑا ولی اللہ کس وجہ سے بنا دیا کہ ابھی تو کوئی اعمال اس نے نہیں کیے خالی توبہ کی ہے۔ ارشاد ہوا کہ توبہ کرنے سے میرا بندہ اسی وقت محبوب ہو جاتا ہے۔ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللہِ یعنی اَلَّذِیْ تَابَ کَانَ حَبِیْبَ اللہِ جو توبہ کرتا ہے اسی وقت اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے اے ابراہیم ابن ادھم میں نے اس کو اتنا بڑا ولی اللہ کیوں بنایا، سُن لو! جب تم اس کا چہرہ دھو رہے تھے میری خاطر سے کہ میرے اللہ کا بندہ ہے اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْھَہٗ لِاَجْلِیْ تو نے اس کا مُنہ دھویا میری خاطر سے کہ میرا بندہ ہے فَغَسَلْتُ قَلْبَہٗ لِاَجْلِکَ میں نے اس کا دل دھو دیا تیری خاطر سے کہ میرا ایک ولی تارکِ سلطنتِ بلخ سلطان ابراہیم ابن ادھم جس نے سلطنت مجھ پر فدا کر دی میں نے بھی اس کی کرامت ظاہر کر دی کہ میرا اتنا بڑا ولی اللہ جس نے سلطنت مجھ پر لُٹا دی وہ میری خاطر سے ایک شرابی کا مُنہ دھو رہا ہے تو میں نے اپنے اس ولی کی خاطر سے اس کا دل دھو دیا اور جس کا دل خدا دھو دے اس کے دل میں رذائل کا امالہ نہیں ہوتا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کے دل میں رذائل کا کوئی مادّہ نہیں رہ گیا لہٰذا اس سے بڑھ کر کون ولی اللہ ہو گا جس کا دل خدا دھو دے۔

زکوٰۃ کے فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ جو اللہ والے مجاہدہ کیے ہوئے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے بہت جلد انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال دیکھئے۔ آپ کے پاس دس ہزار روپے ہیں اور ربیع الاوّل میں مثلاً آپ زکوٰۃ دیتے ہیں تو صفر میں ایک رقم دس ہزار

کی اور آگئی تو ربیع الاول میں آپ پر بیس ہزار کی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی حالانکہ اس دس ہزار پر بھی پورا سال نہیں گذرا لیکن پہلے دس ہزار پر گیارہ مہینے گذر چکے ہیں اس رقم نے گیارہ مہینے مجاہدہ کیا ہے لہٰذا اب جو رقم آئی وہ ایک ہی مہینہ میں بالغ ہو گئی یعنی ربیع الاول میں زکوٰۃ اس پر بھی فرض ہو جائے گی کیوں؟ اس لیے کہ گیارہ مہینہ کی مجاہدہ کی ہوئی رقم کی صحبت اس کو مل گئی۔ اس صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس رقم کو جو سال بھر میں زکوٰۃ کے قابل ہوتی ایک ہی مہینہ میں اس قابل کر دیا کہ وہ زکوٰۃ کے قابل ہو گئی۔ اسی طرح جو اہل اللہ اللہ کے راستہ میں پہلے سے بہت بڑے بڑے مجاہدات کیے ہوئے ہیں ان کی صحبت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ جلد اللہ والا بنا دیتا ہے

تو حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اتنے بڑے واقعہ سے یہ سبق ملا کہ اللہ والوں کی صحبت سے اتنی جلد اللہ کا راستہ طے ہو جاتا ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حکیم اختر یوں تو اللہ کا راستہ مشکل ہے، نفس سے مقابلہ مشکل ہے مگر اللہ والوں کی صحبت سے اور ان کی دعاؤں سے اللہ کا راستہ نہ یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزے دار بھی ہو جاتا ہے

تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کا تذکرہ

ان کا تذکرہ تفسیر روح المعانی میں بھی علامہ آلوسی نے فرمایا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی پارہ ۱۴ میں واقعہ بیان کیا کہ جب یہ حج کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ

سے انہوں نے سوال کیا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ اے خدا مجھے عصمت دے دے، معصوم کردے، مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو۔ کعبہ سے آواز آئی یا سلطان ابراہیم ابن ادھم اِنَّ النَّاسَ یَسْئَلُوْنَنِیَ الْعِصْمَۃَ سارے انسان مجھ سے عصمت مانگتے ہیں اگر میں سب کو معصوم کردوں کسی سے کبھی کوئی خطا نہ ہو فَعَلٰی مَنْ یَّتَکَرَّمُ وَ عَلٰی مَنْ یَتَفَضَّلُ تو میری مہربانی میرا اکرم کس پر ہوگا ؟

حق تعالیٰ کی صفتِ غفاریت پر اعتماد کا مطلب

اس کا مطلب

یہ نہیں ہے کہ آپ لوگ گناہ اس نیت سے کریں کہ ہم پر مہربانی ہو۔ نہیں اگر کوئی مرہم کی ڈبیہ آپ کو دے دے کہ جو آگ سے جل جائے اس کے لیے ہمدرد کا یہ مرہم سو فیصد مفید ہے تو کیا آپ اپنے ہاتھ کو آگ میں جلائیں گے کہ اس مرہم کو دیکھوں مفید ہے یا نہیں جس طرح سے اللہ تعالیٰ یقیناً رزاق ہے مگر آپ دُکان کھولتے ہیں، نوکری کرتے ہیں لہٰذا صفت غفار پر اتنا ہی بھروسہ کیجیے جتنا رزاق پر کرتے ہیں۔ کیا صفت رزاق پر بھروسہ کرکے آپ نے دُکان بند کی ہے یا نوکری چھوڑی ہے۔ جتنا بھروسہ صفت رزاق پر ہے اتنا ہی صفت غفار پر کیجیے۔ یہ نہیں کہ صفت غفاریت کے بھروسہ پر گناہوں پر جری ہوجاؤ اور گناہوں سے بچنے کی محنت چھوڑ دو۔ اللہ رزاق ہے روزی تو اللہ ہی دیتا ہے مگر محنت کرتے ہو یا نہیں۔ اسی طرح اللہ غفار ہے مگر گناہوں سے بچنے میں جان کی بازی لگادو جَاھِدُوْا فِی اللہِ حَقَّ جِھَادِہٖ اتنی محنت کرو کہ مجاہدہ کا حق ادا کردو پھر بھی اگر کبھی غلطی ہوجائے اس وقت کے لیے، ایمرجنسی کے لیے ہے استغفار و توبہ۔ یہ نہیں کہ توبہ کے سہارے پر گناہ

کرنے لگو۔ کیونکہ توبہ کی توفیق آسمان سے نازل ہوتی ہے اگر آسمان والا روک دے کہ یہ منحوس، بدمعاش، خبیث ہمیشہ توبہ کے سہارے گناہ کرتا ہے تو توبہ کی توفیق اگر آسمان سے نہ آئی تو کیا ہوگا۔ پھر اسی گناہ کی حالت میں بُری موت آئے گی۔ پس توبہ کی توفیق آسمان سے ہے فَتَابَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ لِیَتُوۡبُوۡا اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کریں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیۡ وَفَّقَہُمۡ لِلتَّوۡبَۃِ اللہ تعالیٰ نے توفیق توبہ ان کو آسمان سے دی تاکہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔ معلوم ہوا کہ توفیق توبہ آسمان سے عطا ہوتی ہے۔ لہٰذا توبہ پر سہارا کر کے گناہ کرنے والا انٹرنیشنل بے وقوف اور گدھا ہے۔

سلبِ توفیقِ توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ

ناظم آباد نمبر ۴ میں ایک خانساماں کا قصہ سُنا چکا ہوں وہ ہر وقت لڑکیوں کو چھیڑتا رہتا تھا جب مرنے لگا تو اس کے دوست نے کہا کہ بھیا اب تم توبہ کرلو۔ اس نے کہا کہ سب الفاظ میری زبان سے نکل رہے ہیں لیکن یہ لفظ جو تم کہہ رہے ہو یہ میرے مُنہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ یہ ابھی زمانے کا قصہ ہے پُرانا نہیں ہے لفظ توبہ اس کے منہ سے نہیں نکلا۔ بسکٹ، ڈبل روٹی، چائے لاؤ، ہسپتال لے چلو ڈاکٹر کو بلاؤ ساری دُنیا کی لُغت نکل رہی ہے مگر اس کا دوست جب کہتا تھا کہ ایک دفعہ کہہ دو یا اللہ توبہ تو کہتا تھا یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ میرے مُنہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ یہ ابھی زمانہ کا قصہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ بیس پچیس سال پہلے کا قصہ ہوگا۔ اس لیے دوستو! اللہ سے ڈرتے رہو ایسا نہ ہو کہ توفیق توبہ سلب ہوجائے۔

بادشاہ امراء القیس کے جذب کا واقعہ

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بادشاہ کو بھی اسی طرح جذب کیا اس کا نام تھا امراء القیس رات ہی رات بادشاہت چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا گیا وہاں اینٹیں بنانے لگا جسے یہاں بلاک کہتے ہیں اور چہرے پر نقاب ڈال دیا۔ مزدوروں کے ساتھ اینٹیں بناتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے۔ ایک دن کما لیا چھ دن اللہ اللہ کرتے۔ ایک دن تیز ہوا چلی۔ نقاب ہٹ گیا مزدوروں نے اس کا چہرہ دیکھ لیا۔ بادشاہ کا چہرہ کہاں چھپ سکتا ہے سب نے کہا کہ بھائی یہ تو مزدور نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بہت بڑا شخص ہے۔ چہرہ پر اقبال شاہی ہے۔ یہ خبر اس ملک کے بادشاہ کو پہنچ گئی وہ بادشاہ گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا ان مزدوروں کو یہاں سے ہٹا دو اور وہ جو نقاب ڈالے ہوئے مزدور ہے اس کو میرے پاس بلاؤ۔ اور اس سے کہا کہ نقاب ہٹائیے۔ اب بادشاہ کا حکم تو ماننا ہی تھا ایک ملک کا بادشاہ دوسرے ملک میں تو غلام ہوتا ہے۔ نقاب ہٹایا تو بادشاہ نے کہا کہ دیکھئے آپ مزدور نہیں ہیں۔ جس طرح دلی دلی کو پہچانتا ہے بادشاہ بادشاہ کو پہچانتا ہے آپ کے چہرہ سے آثار سلطنت ظاہر ہیں آپ سچ سچ بتائیے کہ آپ یہاں کیسے آگئے اور کیوں مزدور بنے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کی محبت میں اپنی سلطنت چھوڑ کر یہاں سکون سے عبادت کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ میرے پاس چلئے میرے شاہی محل میں۔ میں اپنے تختِ سلطنت پر آپ کو بٹھالوں گا اور یہ شعر پڑھا ؎

پیش ما باشی کہ بخت ما بود

اے عظیم شخص تم میرے سامنے رہو تو میری خوش نصیبی ہو گی ۔

جان ما از وصل تو صد جاں شود

میری جان تمہاری ملاقات سے سو جان رہے گی ہر وقت میں تم کو دیکھ کر خوش رہوں گا اور اس بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ ۔

ہم من و ہم ملک من مملوک تو

میں بھی آپ کا غلام ہوں اور میری سلطنت بھی آپ کی غلام ہے ۔

اے بہ ہمت ملک ہا متروک تو

آپ کی عالی ہمتی کہ آپ تارک سلطنت ہیں آپ تو سلطنت کو چھوڑ چکے آپ کی ہمت عالی کے مقابلہ میں ہزاروں سلطنتیں چھوٹ سکتی ہیں ۔

میرے دوستو! سن لو ایسی ہمت کرو کہ ہزاروں گندی خواہشات ہوں بس سب کو ترک کر دو ۔ سلطنت کے بجائے آپ خواہشات ترک کر دیں ۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس شاہ تارک سلطنت نے اس ملک کے بادشاہ کے کان میں ایک بات کہدی ۔ اس کے جرے تو کس نہ بسائے ۔ جو اپنے کو اللہ کے عشق و محبت میں جلاتا ہے ، مجاہدہ کرتا ہے غم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دردِ دل اور قلب بریاں اور اس کی گفتگو میں اثر ڈال دیتے ہیں ۔ درد بھرے دل سے اس نے اس بادشاہ کے کان میں ایک بات کہی ۔ اس بادشاہ نے کہا کہ اچھا اللہ کے نام میں اتنا مزہ ہے ! اس نے بھی سلطنت چھوڑ دی اور کہا کہ چلو ہم دونوں آدمی مل کر کسی تیسرے ملک میں چلیں ۔ اینٹیں بنائیں مزدوری کریں اور اللہ کو یاد کریں ۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ہزاروں سلطنتیں اس خالق سلطنت پر فدا ہو چکیں ۔ اپنی اپنی قسمت ہے جس کو چاہے وہ مالک جذب کرلے ۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

جب اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں تو اس کے طریقے اور اس کے آداب خود بتا دیتے ہیں۔ ایک فقیر کو اللہ نے بادشاہ بنا دیا وہ بھیک مانگنے آیا تھا، اس سلطنت کا بادشاہ مر چکا تھا۔ سلطنت کے وزراء نے پارلیمنٹ میں مشورہ کیا کہ کل صبح بادشاہ کے قلعہ کے سامنے سب سے پہلے جو انسان آئے گا اس کو بادشاہ بنائیں گے۔ خدا کے حکم سے وہ بھک منگا آگیا۔ اس نے کہا کہ اللہ کے نام پر روٹی دے دو۔ وزیروں نے اس کو پکڑ کر بادشاہ بنا دیا کیونکہ رات اسمبلی میں یہ مشورہ ہو چکا تھا۔ جھٹ اس کو نہلایا اور بادشاہی لباس پہنا کر اس بھیک منگے کو تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ جب شاہی اجلاس ہوا تو اس بھک منگے نے سارے شاہی فرامین جاری کیے اور صحیح فیصلے کیے۔ وہ جب فیصلے کر چکا تو دو وزیروں کو بلایا کہ اے وزیرو! میری بغل میں ہاتھ لگاؤ اور پہلے بادشاہ کی طرح مجھے آداب شاہی کے ساتھ شاہی محل میں لے چلو۔ وزیروں نے کہا کہ اگر جان بخشی جائے تو کیا ہم ایک سوال کر سکتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا ہاں اجازت ہے۔ کہا کہ آپ تو سات پشت سے بھک منگے تھے۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔ آپ کے باپ کا نام یہ تھا، دادا کا نام یہ تھا، آپ نے صبح کہا تھا کہ اللہ کے نام پر دو روٹی۔ پھر یہ آداب سلطنت آپ کو کس نے سکھلا دیئے۔ اس فقیر بھک منگے نے جواب دیا کہ جو اللہ ایک فقیر بھک منگے کو سلطنت عطا کر سکتا ہے وہ آداب سلطنت

بھی سکھا سکتا ہے جو اللہ ہمیں ولی بنا سکتا ہے وہ آداب ولایت آداب دوستی آداب تقویٰ آداب محبت اور ترکِ معصیت کی ہمت بھی عطا کر سکتا ہے وہ ہمیں آداب بندگی بھی سکھا سکتا ہے ۔ مانگو تو سہی، اُوپر سے فیصلہ تو کراؤ۔ ان شاء اللہ پھر سب گندے خیالات خناس کی طرح نکل جائیں گے جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہو گئے ۔ یہ محاورہ ہے ورنہ گدھے کے سینگ نہیں ہوتے ۔ مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا وجود نہ رہے ۔

حضرت جنید بغدادی کا واقعۂ جذب

اب اس کے بعد حضرت جنید بغدادی کا واقعہ سُنئے ۔ یہ پہلے پہلوانی کی روٹی کھاتے تھے، ولی اللہ نہیں تھے ۔ ایک دن شاہ بغداد نے اعلان کیا کہ آج جنید بغدادی پہلوانی دکھائے گا، ہے کوئی جو مقابلہ میں آئے ۔ ایک سید صاحب بڑے میاں کانپتے ہوئے گردن ہلتی ہوئی کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں لڑوں گا ان سے ۔ سب نے قہقہہ لگایا، تالیاں بجائیں لیکن بادشاہ قانون سے مجبور تھا کہ جو آدمی خود کو مقابلہ کے لیے پیش کر دے اس کو کیسے کہہ دے کہ نہیں تم نہیں لڑ سکتے ۔ لہٰذا بادشاہ نے سید صاحب کو اجازت دے دی ۔ سید صاحب ساٹھ پینسٹھ برس کے ۔ جب دونوں کشتی کے لیے اترے تو حضرت جنید بغدادی بھی حیران، بادشاہ بھی حیران ساری رعایا، ساری سلطنت کی پبلک حیران کہ یا اللہ یہ بڈھا کیسے لڑے گا ! جب بڈھا اترا تو اس نے جنید بغدادی سے کہا کہ اپنا کان یہاں لاؤ اور کان میں کہا کہ دیکھو میں تم سے جیت نہیں سکتا ہوں بوڑھا ہوں گردن ہل رہی ہے، کمزور ہوں، دس دن سے کھانا نہیں کھایا لیکن میں سید ہوں

اولاد رسول ہوں، میرے بچوں کو بھی فاقہ ہے اگر تم آج اپنی عزت کو اللہ کے نبی کے عِشق و محبت میں قربان کر دو اور ہار جاؤ تو یہ انعام مجھے مل جائے گا اور سال بھر کے لیے میری اور میرے بچوں کی روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔ میرا قرضہ ادا ہو جائے گا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے خوش ہو جائیں گے۔ کیا تم اے جنید اپنی عزت کو اولادِ رسول پر فدا نہیں کر سکتے؟ جنید بغدادی نے دل میں سوچا آج موقعہ اچھا ہے ؎

محبت کی بازی وہ بازی ہے دانش
کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بس بصد شوق جنید بغدادی نے دو چار ہاتھ اِدھر اُدھر چلائے، اپنا کرتب دکھایا تاکہ بادشاہ کو نورا کشتی نہ معلوم ہو یعنی ملی بھگت نہ معلوم ہو۔ جنید بغدادی نے خوب دانت پیسے اور زور لگایا مگر اوپر اوپر سے، اندر سے طاقت استعمال نہیں کر رہے تھے۔ اتنے میں گر گئے اور وہ سید صاحب سینہ پر چڑھ گئے اور سارا انعام لے گئے۔ رات کو خواب میں جنید بغدادی کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جنید تم نے اپنی عزت اور آبرو کو، اپنی بین الاقوامی شہرت کو، پورے بغداد میں اپنے نام اور جاہ کو میری اولاد کی محبت میں فدا کر دیا جو فاقہ سے تھی۔ آج سے تم اولیاء اللہ کے رجسٹر میں ہو گئے۔

پھر اتنے بڑے پہلوان نے اپنے نفس کو اتنا مٹایا کہ ایک بار اعلان ہوا کہ اس مسجد میں جو سب سے کمترین اور بدترین انسان ہو وہ مسجد چھوڑ دے سب سے پہلے جنید بغدادی نکلے اور فرمایا میں سب سے بدترین انسان ہوں گنہگار ہوں۔ ان کے شیخ کو جب اطلاع دی گئی کہ آج جنید بغدادی نے یہ کرتب دکھایا ہے تو فرمایا کہ

آہ! یہی چیز تو ہے جس نے جنید کو جنید بنایا ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتا ؎

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

سب سے بڑی فقیری اپنے کو مٹا دینا ہے، نفسانی خواہشات کو مٹانا ہے، باہ کو مٹانا ہے، جاہ کو بھی مٹانا ہے۔ بس دو ہی تو مرض ہیں ایک باہی دوسرا جاہی الحمدللہ جذب کا ایک قصہ یہ بھی بیان ہوگیا، اب دو قصے اور باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد ختم کرتا ہوں۔ آج جمعہ کو اس مضمون کو ختم کرنے کا ارادہ ہے دُعا بھی کیجئے

مشہور شاعر حفیظ جونپوری کا واقعۂ جذب

جون پور میں حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک شرابی آیا اور اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ بی اے ہیں علیگڈھ سے بی اے علیگ اور ایل ایل بی ہیں۔ اس کے باوجود یہ گول ٹوپی اور لمبا کرتہ۔ میں شراب پیتا ہوں کیا میں بھی آپ کی طرح ولی اللہ ہوسکتا ہوں۔ دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے پاس بڑے بڑے علماء آرہے ہیں۔ فرمایا کہ جہاں سے میں بنا ہوں وہیں آپ چلے جائیں مجھ کو بھی کوئی سنوارنے والا ہے۔ وہ تھانہ بھون میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بس انھوں نے فوراً سفر کیا اور وہاں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن بیعت ہونے سے پہلے ڈاڑھی منڈائی جو تھوڑی تھوڑی نکل آئی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ جب توبہ کرنے آئے ہو تو ڈاڑھی کیوں منڈائی۔ کہا کہ آپ

حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں آپ کو پورا مرض دکھا دیا اب ان شاء اللہ اس پر اُسترا نہیں لگے گا۔ بیعت ہو کر واپس آتے ڈاڑھی رکھی شراب چھوڑی۔ یہ شخص اتنا بڑا ولی اللہ ہوا کہ میرے شیخ و مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرنے سے تین دن پہلے ان پر گریہ طاری ہوا۔ اپنے گھر کے صحن میں ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تڑپتے جاتے تھے یہاں سے تڑپتے ہوئے وہاں اور وہاں سے یہاں۔ رو رو کر جان دے دی۔ دل پر خدا کا ایسا خوف طاری ہوا کہ شہید ہو گئے۔ اس کو شہادت کہتے ہیں، جس کا پِتّہ خدا کے خوف سے پھٹ جائے وہ شہید ہوتا ہے اللہ کے جذب سے ولی اللہ ہوئے، اللہ ہی نے توفیق دی اور آخر میں اپنے دیوان میں تین شعر بڑھا گئے۔ شعر کیا ہیں ایک ایک لفظ درد میں ڈوبا ہوا ہے ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستّاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

اب تیسرا شعر سنئے جو نچوڑ ہے اور حاصل ہے تمام شعروں کا ؎

ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے
بایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

ان کے یہ تین شعر میرے شیخ سُنایا کرتے تھے، دیوان حفیظ میں یہ اشعار دیکھ لیجئے ان کا دیوان مشہور ہے۔

اب آخری قصہ بیان کر کے بیانِ جذب ختم کرتا ہوں۔

رئیس المتغزلین جگر مُراد آبادی کے جذب کا واقعہ

آپ نے نام سُنا ہوگا

جگر مُراد آبادی کا۔ اتنا پیتے تھے کہ دو آدمی اُٹھا کر سٹیج پر لاتے تھے شعر پڑھنے کے لیے۔ میر صاحب عشرت جمیل نے ان کو دیکھا ہے۔ دو آمیوں نے اٹھایا اور تخت پر لائے اور پھر وہ شعر پڑھتے تھے مگر ظالم کی آواز ایسی تھی کہ سارا مجمع ان کے بالکل قابو میں ہوتا تھا لیکن چونکہ ولی اللہ ہونے والے تھے تو گناہ کی حالت میں بھی ان کے دل میں ندامت رہتی تھی، علامت جذب کی ایک یہ بھی ہے۔ سُورج تو نکلتا ہے ایک گھنٹے کے بعد مگر آسمان پہلے ہی لال ہو جاتا ہے جس کو خدا جذب کرنے والا ہوتا ہے گناہوں کی حالت میں بھی اس کے قلب میں ندامت رہتی ہے کہ میں کیا کمینہ پن اور بے غیرتی اور بے شرمی کی زندگی گذار رہا ہوں۔ اس کی یہ ندامت ایک دن رنگ لاتی ہے۔ لہٰذا جگر صاحب نے اپنے دیوان میں یہ شعر لکھا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

یہ دھڑکن جو ہوئی خوفِ خدا کی یہ علامت جذب کا نقطۂ آغاز ہے۔ یہ اللہ کے خوف سے دل کا دھڑکنا جذب کا نقطۂ آغاز ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے پوچھا کہ آپ ڈپٹی کلکٹر ہیں مگر گول ٹوپی لمبا کرتہ ٹخنوں سے اونچا جامہ ہاتھ میں تسبیح یہ بزرگی کہاں سے آپ کو ملی؟ فرمایا تھانہ بھون میں حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ ہے۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہا کیا مجھ جیسا شرابی بھی وہاں جا سکتا ہے کہا بالکل۔ کہا لیکن میں تو شراب وہاں بھی پیوں گا۔ کیا مولانا خانقاہ میں شراب پینے دیں گے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ تھانہ بھون گئے حکیم الامت سے عرض کیا کہ جگر صاحب آنا چاہتے ہیں آل انڈیا شاعر ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خانقاہ میں بھی آکر شراب پیوں گا مگر آنا چاہتا ہوں، بزرگوں کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے کیا جواب دیا کہا میں نے جواب دیا کہ خانقاہ میں تو مشکل ہے۔ فرمایا خواجہ صاحب آپ نے صحیح جواب نہیں دیا اب جا کر ان سے اشرف علی کا سلام کہو اور یہ کہو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو اپنا مہمان بنا سکتے ہیں تو جگر تو مسلمان ہے ان کو میں اپنے گھر مہمان بناؤں گا اور ان کو ایک کمرہ دے دوں گا پھر وہ جانیں اور ان کا اللہ جانے۔ مگر خانقاہ قومی ادارہ ہے اس میں کوئی شراب نہیں پی سکتا۔ جگر صاحب نے جب یہ جواب سُنا تو رونے لگے کہ آہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں پھر جگر صاحب تھانہ بھون پہنچے اور انہوں نے حضرت سے چار دُعائیں کرائیں کہ حضرت میرے لیے دعا فرما دیجئے کہ ۱ر میں شراب چھوڑ دوں کیونکہ پیتے پیتے زندگی گذر گئی اور اتنا پیتا ہوں کہ بے حساب پیتا ہوں اور ۲ر میں پوری شرعی ڈاڑھی رکھ لوں ۳ر حج کر لوں ۴ر میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یہ چار دعائیں کرائیں۔ حکیم الامت کے ہاتھ اٹھ گئے ؎

کہ دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعا ست

اللہ والوں کی دُعا عام دُعاؤں سے کہیں ممتاز و بالا اثر ہوتی ہے۔ دُعا کرا کر واپس آئے۔ شراب چھوڑ دی یہاں تک کہ بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ جگؔر صاحب اگر شراب نہیں پئیں گے تو مر جائیں گے اور کہا کہ جگؔر صاحب آپ قومی امانت ہیں آپ کی زندگی ہمارے لیے عزیز تر ہے آپ تھوڑی سی پی لیا کریں ورنہ مر جائیں گے۔ جگر کا جگر خراب ہو جائے گا، ایسا جگر جو عاشقِ شرابِ جگر ہے

ناراضگئ حق کے ساتھ جینے سے رضائے حق کیساتھ مرنا بہتر ہے

جگؔر صاحب نے کہا کہ اگر میں کچھ پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ آٹھ دس سال اور جی جائیں گے۔ فرمایا میں حرام شراب پیتا رہوں اور دس سال خدا کے غضب اور قہر کے سائے میں جیتا رہوں اس سے بہتر ہے کہ شراب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ابھی میری روح پرواز کر جائے شراب چھوڑنے سے یہی تو ہو گا کہ میری روح نکل جائے گی میں لبیک کہتا ہوں اپنے اللہ کو کہ اے اللہ جگؔر شراب چھوڑ کر اپنی موت کو لبیک کہتا ہے، آپ کی رحمت کے سائے کو لبیک کہتا ہے تو بس سایۂ رحمت ملے گا گناہ کرتا رہوں گا تو اللہ کے غضب اور قہر میں زندگی گذرے گی۔ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا، ایک دن تو مروں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اچھی بات ہے اس سے آگے ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ جب کوئی گناہ چھوڑنے کا غم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے لیے آجاتی ہے۔ جگؔر صاحب کو اللہ نے پہلے سے بھی اچھی صحت دے دی۔ جو ڈاکٹر کہہ رہے تھے کہ نہ پیو گے تو مر جاؤ گے۔ چھوڑنے سے صحت اور بھی اچھی ہو گئی۔ پھر جگؔر صاحب بمبئی سے حج

کرنے گئے داڑھی کی بنیاد ڈال دی، حج سے واپس آئے، بحری جہاز سے چار مہینے لگے۔ چار مہینے میں پوری ایک مٹھی داڑھی آگئی۔ اب جب واپس آتے تو آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھا۔ حج کے زمانہ میں آئینہ دیکھنے کا موقع حاجیوں کو کہاں ملتا ہے جب آئینہ میں چہرہ دیکھا تو خود اپنے اوپر ایک شعر کہا اپنی داڑھی پر ایک شعر کہا اور پھر میرٹھ شہر گئے اور تانگے پر بیٹھے تو تانگہ والا وہی شعر پڑھ رہا تھا جو جگر صاحب نے بمبئی میں کہا تھا وہ شعر یہ ہے ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا
سُنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

تانگے والا پڑھ رہا تھا اور یہ رو رہے تھے کہ آہ یہ شعر بمبئی کا یہاں بھی پہنچا ہوا ہے سب دُعائیں قبول ہوگئیں اب رہ گیا حُسنِ خاتمہ فَاَرْجُوا الرَّابِعَۃَ چوتھی کی اُمید لے کر گئے ان شاء اللہ امید بھی ہے کہ جب سب دُعائیں قبول ہوگئیں تو آخری سب سے اہم دُعا بھی ان شاء اللہ قبول ہے۔

تجلیات جذب کے زمان و مکان

اب جذب کے راستے کیا ہیں ؟ یہ بھی بتائے دیتا ہوں۔ یہ آخری بیان ہے جذب کا۔ کوئی اگر چاہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو بھی جذب عطا فرما دے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک مکان اور ایک زمان دو چیزیں بتائی ہیں۔ زمان کیا ہے اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ ... الخ (جامع صغیر جلد ا صفحہ ۹۵) اے لوگو اے میری اُمت والو ہمارے اس زمانہ کے دن و رات میں اللہ تعالےٰ کے جذب کی تجلیات اور ان کے قرب کی ہوائیں آتی رہتی ہیں

فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ پس ان کو تلاش کرو، غافل نہ رہو وہ تجلی اگر تم کو مل گئی فَلَا تَشْقَوْنَ بَعْدَھَا اَبَدًا تو تم کبھی بدبخت و بدنصیب نہیں ہو گے ہمیشہ کے لیے ولی اللہ بن جاؤ گے۔ نفس و شیطان تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دن رات میں یہ تجلیات کب آتی ہیں اگر کوئی بتا دے کہ جمعہ کے دن ایک عظیم نعمت آنے والی ہے تو آدمی پوچھے گا کہ کہاں ؟ کراچی کہ حیدر آباد کہ لاہور؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری شریف میں اس کا مکان بھی بتا دیا کہ وہ تجلی کہاں نازل ہوتی ہے۔ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ تو اس حدیث میں وارد ہے کہ تمہارے زمانہ کے دنوں میں اللہ کی رحمت کی وہ ہوائیں آتی ہیں۔ نفحات کا ترجمہ عام علماء نے کیا ہے کہ نسیمِ کرم کے جھونکے، اللہ کی نسیمِ کرم کے جھونکے جو دُنیا میں آسمان سے آتے ہیں ۲۔ بعض بزرگوں نے ترجمہ کیا جَذَبات یعنی جذب کرنے والی تجلیات۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نفحات کا ترجمہ جَذَبات ہے یعنی اللہ جذب کرنے والی تجلی دُنیا میں بھیجتا ہے جس کو لگ جاتی ہے وہ جذب ہو جاتا ہے۔ پس ایک طبقہ نے ترجمہ کیا نسیمِ کرم۔ ملا علی قاری نے کیا جَذَبات یعنی کھینچنے والی تجلیات، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف فی احادیث التصوف میں نفحات کا ترجمہ کیا اَلتَّجَلِّیَاتُ الْمُقَرِّبَاتُ اللہ کے وہ جلوے وہ تجلیات جس سے بندہ کو اللہ تعالیٰ اپنا پیارا اور مقرب کر لیتے ہیں لیکن اَیَّامِ دَھْرِکُمْ سے آپ کو زمانہ معلوم ہوا لیکن یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ تجلیات کہاں ملتی ہیں۔ مکان بھی تو معلوم ہونا چاہیے۔ کوئی کہہ دے کہ اس زمانہ میں بھی ولی اللہ رہتے ہیں تو زمانہ تو معلوم ہُوا لیکن یہ بھی تو پتہ چلے وہ کس شہر میں ہیں، کس ملک میں ہیں۔ بولیے

خالی زمانہ معلوم ہونے سے آپ تلاش کر سکتے ہیں؟ اس حدیث سے آج کوئی شخص ان تجلیات کا مکان تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر احسان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مقبول بندے جہاں رہتے ہوں تم ان کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس بیٹھو هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ۔ (بخاری جلد ۲ باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ) ان کی صحبت کی برکت سے تمہاری شقاوت تمہاری بدبختی و بدنصیبی خوش نصیبی سے بدل جائے گی۔ یہی ہے لَا تَشْقَوْنَ بَعْدَهَا اَبَدًا اس حدیث میں تجلیاتِ جذب کا زمانہ بتایا گیا کہ اس دُنیا کے شب و روز میں جس کو وہ تجلی مل گئی وہ شقی نہیں رہ سکتا اور بخاری کی اس حدیث پاک لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ میں ان تجلیات کا مکان بتایا گیا کہ وہ اللہ والوں کی جگہ ہے جہاں وہ تجلیات جذب کی آتی ہیں، جہاں اللہ والے رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ ہر وقت جذب کی تجلیات نازل کرتا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص پنکھا جھل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی رحمت دوسروں کو کیسے ملے گی کیونکہ عمل تو ان کا اچھا ہے ان پر فضل ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن دوسرے تو نالائق بیٹھے ہیں ان کو رحمت کیسے ملے گی؟ فرمایا کہ تو مجھے پنکھا جھل رہا ہے یا ان سب کو؟ کہا میں تو آپ ہی کو جھل رہا ہوں، فرمایا کہ یہ جتنے میرے پاس بیٹھے ہیں ان کو ہوا لگ رہی ہے یا نہیں۔ جب اللہ کی رحمت کسی پر برستی ہے اس کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی وہ رحمت ملتی ہے۔ لہٰذا تجلیات مقربات، تجلیات جذب اگر آپ لوگ چاہتے ہیں تو بروایت بخاری شریف اللہ کے خاص بندوں کے پاس بیٹھئے

ان کی صحبت اختیار کیجئے۔

خاص بندوں کی پہچان

آپ کو کیسے معلوم ہو کہ یہ خاص بندے ہیں۔ جو اُمّت کے خاص بندے ہیں وہ ان کو خاص سمجھتے ہوں اور کسی بزرگ کی اس نے صحبت اٹھائی ہو۔ شریعت اور سُنّت پر چل رہا ہو۔ علمائے دین بھی اس کی تصدیق کر رہے ہوں۔ خالی عوام کا مجمع نہ ہو ورنہ اس زمانہ میں بعض ایسے نالایق بے وقوف اور محروم ہیں کہ جنہوں نے بزرگوں کو دیکھا تو ہے لیکن ان سے اپنی اصلاح نہیں کرائی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جاہل پیر کے چکر میں آگیا جو کمرہ میں اپنی تصویر لگائے ہوئے ہے اور وہ اس کو بزرگ سمجھ کر وہاں جاتا ہے حالانکہ ایک مسجد کا امام بھی ہے۔ ذرا سوچئے عقل پر عذاب ہے یا نہیں کسی گناہ کے بدلے میں اس ظالم کی عقل سے نور چھین لیا گیا ہے ورنہ تصویر رکھنے والا کہیں ولی اللہ ہوسکتا ہے ؎

گر ہَوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن
ترک سُنّت جو کرے شیطان گِن

اگر کوئی ہَوا پہ اُڑ رہا ہو اور سنت کے خلاف ہو تو اس کو ولی اللہ سمجھنے والا بھی زندیق ہے، جو تارکِ سنت کو ولی اللہ سمجھتا ہے وہ زندیق اور فاسق العقیدہ ہے۔

تو آخر میں مَیں نے بتا دیا کہ جذب کیسے ملے گا۔ زمانہ بھی بتا دیا اور مکان بھی بتا دیا۔ ایک حدیث پاک میں زمانہ بتایا گیا کہ پورے زمانے میں قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تجلیات برستی رہیں گی اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِیْ اَیَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے زمانہ کے دن رات میں یہ تجلیات جن سے اللہ اپنے

بندوں کو جذب کرتا ہے نازل ہوتی رہیں گی۔ ان کو تلاش کرتے رہو اگر کوئی تجلی حاصل ہو گئی تو پھر تم کبھی شقی نہیں ہو سکتے مگر ان کا مکان کہاں ہے۔ یہ کہاں ملیں گی تو دوسری حدیث پاک لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ میں بتا دیا گیا کہ اللہ والوں کی صحبت میں ملیں گی جہاں اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور ان کا جلیس و ہم نشین کبھی بدبخت و شقی نہیں رہ سکتا۔ معلوم ہوا کہ شقاوت سے محفوظ رکھنے والی تجلیات جذب کا مکان اہل اللہ کی مجالس ہیں۔

یہ طریق جذب بھی عرض کر دیا گیا اور آج چوتھے جمعہ کو یہ بیان جذب ختم ہوا۔ اب دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی بہترین طباعت کرا دے اور چھپ کر کے سارے عالم میں اللہ اس کو پھیلا دے۔ میرے شیخ کے خلیفہ اور میرے پیر بھائی جناب غلام سرور صاحب نے لکھا ہے کہ آج کے بیان کا کیسٹ میرے لیے ارسال کر دیں، پہلے تین کیسٹ جا چکے ہیں۔

دُعا کیجئے، پہلے تو ایک دُعا یہ کرنا ہے کہ چار جمعوں سے اے رب العالمین جذب کا بیان ہو رہا ہے اور آج ختم ہوا اس بیان جذب کے صدقہ میں اور ان اولیاء اللہ کے صدقہ میں جن کو آپ نے جذب فرمایا جان اختر کو جان مولانا مظہر کو اور میرے داماد مسعود منظر کو میرے گھر کے بچے بچے کو جذب فرما لے۔ اس کے بعد آپ حضرات اور جو خواتین آئی ہوئی ہیں ہم سب کو اللہ جذب کر لے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اللہ جذب عطا فرما۔ سارے عالم کو جذب عطا کر دے۔ تیری مہربانی کا دریا غیر محدود ہے اور ہم میں سے جس کو جو روحانی بیماری ہو اس کو شفا عطا فرما دے۔ پہلے میں روحانی بیماری کی صحت کے لیے دُعا کرتا ہوں کیونکہ جسمانی

بیماری روحانی بیماری سے بہت ہی کم تر ہے۔ کیونکہ جسمانی بیماری کا مریض تو خُدا کی رحمت کے سائے میں ہے اور یہ جو روحانی بیماری میں مبتلا ہے وہ خُدا کے غضب اور قہر کے سائے میں ہے۔ خدائے تعالیٰ ہم میں جس کو جس گناہ کا کینسر ہو بدنظری لڑکوں سے عشق بازی لڑکیوں سے ٹیڈیوں سے تاک جھانک کرنا جھوٹ بولنا ٹیلیوژن کے پروگرام دیکھنا وی سی آر ننگی فلمیں ویڈیو تمام جتنے بھی یا اللہ آپ کے غضب اور قہر کے اعمال ہیں ہم سب کو ہمارے گھر والوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ خواتین کو برقعہ پہننے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ جنھوں نے داڑھی نہیں رکھی ہے ان کو داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ جن کی مونچھیں بڑی بڑی ہیں انکو مونچھیں کٹا دینے کی توفیق عطا فرما۔ جن کے پاجامے ٹخنوں سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں اے خُدا ان کو ٹخنہ کھول دینے کی توفیق عطا فرما اور یہ احکام سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ یا اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جی خوش کریں اور اپنی حرام خوشیوں سے توبہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرمالے، جسمانی روحانی دونوں بیماریوں کو شفا دے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی شوگر کی بیماری سے نجات عطا فرمائے۔ اے اللہ ہم سب کی جانوں میں وہ دردِ دل جو آپ اپنے اولیاء کے سینوں کو عطا فرماتے ہیں اختر کو میرے سب دوستوں کو عطا فرما۔ میرے بچوں کو بھی اور ہم سب کو نسبت اولیائے صدیقین عطا فرما، اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے اے اللہ ہم سب کو وہاں تک پہنچا دے۔ ہمارے ظاہر و باطن کو اپنی مرضی کے مطابق بنا دے اور اپنی مرضی پر استقامت عطا فرما دے۔ ایک دُعا بہت اہم کیا کیجئے

اے خدا ہم سب کو سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندگی عطا فرما اور سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اٹھا اور دونوں جہان میں ہم سب کو راحت اور عافیت عطا فرما۔ چھوٹی سے چھوٹی بلا اور چھوٹے سے چھوٹے غم سے بھی بچا۔ یا اللہ ہم سب کو عافیت کے ساتھ جینا نصیب فرما، عافیت کے ساتھ اپنی محبت میں جینا اپنے عاشقوں میں مرنا نصیب فرما۔ آپ سب اپنے دل میں اپنی جائز حاجتوں کا تصور کرلیں، اے خدا ہمارے دل میں جتنی جائز حاجتیں ہیں ان سب جائز حاجتوں کو پورا فرما اور جو مقروض ہیں ان کا قرض ادا کردے جن کی بیٹیوں کو رشتہ نہیں مل رہا ہے ان کو رشتہ عطا کردے جن کو رشتے تو ملے مگر شوہر ظالم ہیں ان شوہروں کو رحمدل بنادے، جن کی بیٹیاں ظلم کر رہی ہیں ان کو بھی توفیق دے دے کہ اپنے شوہروں کو نہ ستائیں۔ نافرمان اولاد کو فرمانبردار بنادے، اگر ماں باپ کی طرف سے زیادتی ہے یا غصہ زیادہ ہے تو اے اللہ ان کو اپنی اولاد پر مہربان کردے۔ اے خدا آپ دنیا و آخرت کے مالک ہیں، اے مالک دو جہاں اختر آپ سے اپنے لیے سب دوستوں کے لیے سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے عافیت دو جہاں کی بھیک مانگتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

فیضِ شیخِ کامل

مری رُسوائیوں پر آسماں رویا زمیں روئی

مری ذلّت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا

بہت مشکل تھا میرے نفسِ امّارہ کا چِت ہونا

تری تدبیرِ الہامی نے اس کا سر کچل ڈالا

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

دل شکستہ اور آثارِ تجلیات

خونِ حسرت رات دن پینے کا لطف

اس کے جلووں کی فراوانی سے پوچھ

لذتِ زخمِ شکستِ آرزو

اس کی آنکھوں کی نگہبانی سے پوچھ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۲

تزکیۂ نفس

(لا الٰہ سے الا اللہ تک)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کتب خانۂ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——— تزکیۂ نفس

واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ——— سید عشرت جمیل میر

کتابت ——— محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ——— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی ایم ایڈ)

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

حرفِ آغاز

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا سالانہ اجتماع ہر سال جامعہ اشرفیہ لاہور میں اکثر ماہ اکتوبر میں ہوتا ہے جس میں سلسلہ کے اکابر علماء، ومشایخ وطلباء، وسالکین اور عامۃ الناس جمع ہوتے ہیں۔ مرشدی ومولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی کئی سال سے شرکت فرما رہے ہیں۔ اجتماع کی مرکزی نشست جو بعد عصر ہوتی ہے حضرت حکیم الامت کے خلفاء کے لیے مخصوص تھی۔ ان حضرات کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب کئی سال سے حضرت والا دامت برکاتہم کے لیے خاص کر دی گئی ہے۔

پیشِ نظر وعظ ملقب بہ تزکیۂ نفس لا الٰہ سے الا اللہ تک صیانۃ المسلمین کے اس سال کے اجتماع کے پہلے دن کا بیان ہے جو ۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بعد نماز عصر کی مرکزی نشست میں حضرت والا دامت برکاتہم نے بیان فرمایا۔

صیانۃ المسلمین کے مجلہ الصیانہ ماہ دسمبر ۹۳ء کے شمارہ میں اس اجلاس کی روئیداد کے ایک جز کو قارئین کرام کے لیے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

بعد از عصر مجلس کے اجتماع کی مرکزی نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہُوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد جناب تائب صاحب نے حضرت حکیم صاحب کی تالیف کی ہوئی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ اس نعت کو سامعین نے بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ سُنا۔

اس کے بعد شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک گھنٹہ تک اپنے ولولہ انگیز خطاب سے سامعین کو نوازا۔ عصر کے بعد والی مرکزی نشست میں حضرت حکیم صاحب کے علاوہ حضرت نواب عشرت علی خان صاحب قیصرؔ، حضرت مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحب حضرت مولانا مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی صدر مجلس صیانۃ المسلمین ساہیوال سرگودھا، حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر محمد تنویر احمد خان صاحب مدظلہ صدر مجلس صیانۃ المسلمین حیدرآباد، حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی ناظم مجلس ہذا، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب صدر مجلس صیانۃ المسلمین فیصل آباد اور دیگر اکابرین نے شرکت فرما کر اجتماع کو رونق بخشی اور یہ سب حضرات اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ "الصیانہ دسمبر ۹۳ء"

اللہ تعالیٰ اس وعظ کو شرف قبول عطا فرماویں اور امت مسلمہ کے لیے نافع فرماویں اور حضرت والا اور جامع و مرتب اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ آمین

احقر محمد عشرت جمیل میرؔ عفی عنہ
یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
سہ شنبہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ مطابق ۴ جنوری ۹۳ء

تزکیۂ نفس

لَا اِلٰہ سے اِلَّا اللہ تک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ
الْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا
یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا ۝

حضرات سامعین! ابھی آپ کے سامنے جن آیات کی تلاوت کی گئی اس سلسلہ میں حضرات محققین نے فرمایا کہ ان آیات کے اندر تزکیۂ نفس کے منازل کو اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز میں بیان فرمایا ہے۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارا نام لو۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں عجیب انداز، عجیب عنوان سے فرمایا کہ اپنے رب کا نام لیجئے۔ یہاں رب کیوں فرمایا؟ رب کے معنی ہیں پالنے والا اور پالنے والے سے فطرتاً محبت ہوتی ہے اسی لیے اپنے ماں باپ سے ہر انسان کو محبت ہوتی ہے۔ اس عنوان سے بیان

کر کے گویا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ میرا نام محبت سے لیا کرو کیوں کہ میں ہی تمہارا پالنے والا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں ؎

عام می خوانند ہر دم نامِ پاک
ایں اثر نہ کند تا نبود عشقناک

عام لوگ ہر وقت سُبحان اللہ سُبحان اللہ پڑھتے ہیں لیکن یہ ذکر اس وقت تک اثر کامل نہیں کرتا جب تک محبت سے نہ کیا جائے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر محبت اثر کامل نہیں ہوتا ورنہ اللہ تعالیٰ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ اگر غفلت سے بھی زبان سے اُنکا نام نکل جائے تو بغیر اثر کیے نہیں رہ سکتا۔ ایک مجذوب جنگل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر فضل و رحمت فرما دیجئے۔ سبحان اللہ! کیا عجیب انداز تھا مانگنے کا، بعض اوقات مجذوبوں سے اور عامیوں سے ایسی دُعا نکل جاتی ہے کہ بڑے بڑے حیرت میں رہ جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

اور فرماتے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

تنہائی کے آنسوؤں کی قیمت

اور اگر ذکر کی حالت میں کچھ آنسو بھی نکل آئیں اور تنہائی

بھی ہو تو یہ آنسو قیامت کے دن ہمیں عرش کا سایہ دلائیں گے رَجُلٌ ذَکَرَاللہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ تنہائی اور ذکر اللہ کے جو آنسو ہیں، اللہ کی محبت کے جو آنسو ہیں ان پر ستارے رشک کرتے ہیں جب کوئی گنہگار بندہ رو رو کے اپنی مغفرت مانگتا ہے تو اس کے رونے اور گڑگڑانے کا اور اس کے آنسوؤں کا اللہ کے نزدیک کیا مقام ہے علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ انا انزلنا کی تفسیر میں ایک حدیثِ قدسی نقل کی ہے حدیث قدسی کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں کہ وہ کلام نبوت ہے جو زبان نبوت سے ادا ہو لیکن نبی نسبت کردے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں کی محبوبیت

لہٰذا حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ گنہگاروں کا نالہ اور اُن کا رونا اور گڑگڑا کر مجھ سے معافی مانگنا اور ان کی آہ وزاری اور اشکباری مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی سُبحان اللہ سُبحان اللہ سے زیادہ محبوب ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خونِ شہید

اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ندامت کے آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں اور مولانا رومی خود اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ندامت کے یہ آنسو پانی نہیں ہیں بلکہ جگر کا خون ہیں۔ خوف خُدا سے

جب جگر کا خون پانی بن جاتا ہے تب وہ آنسو بن کر نکلتا ہے۔

آنسو نمکین کیوں ہیں؟

اور علامہ آلوسی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنسوؤں کو اس لیے نمکین بنایا کہ آنکھوں میں جہاں آنسو کا مرکز اور مستقر ہے وہاں کوئی زہریلا مادّہ یعنی انفیکشن پیدا نہ ہو جیسے کہ سمندر میں پچیس فیصد نمک ڈال دیا جس سے آج تک سمندر کے پانی میں زہریلا مادّہ نہیں پیدا ہوتا ورنہ کراچی، مدراس، بمبئی اور دُنیا بھر کے جتنے ساحلی علاقے ہیں وہاں زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ سمندر کی ساری مچھلیاں مر جاتیں، انسان کی غذائیں ختم ہو جاتیں اسی لیے آنسوؤں کو بھی اللہ تعالیٰ نے نمکین بنا دیا تاکہ میرے بندوں کی آنکھوں میں جو غدود ہیں جہاں آنسوؤں کی تھیلی ہے کہیں اس میں زہریلا مادّہ پیدا نہ ہو جائے۔ سُبحان اللہ! اللہ کی کیا شان ہے اور نمک پر اس وقت مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا ؎

جن کی صورت میں ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتے ہیں

جن کو ہائی بلڈ پریشر کا مرض ہوتا ہے نمک سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہاں میرے ساتھ کراچی سے ڈاکٹر عبد السلام صاحب آئے ہوئے ہیں مَیں نے ان سے کہا کہ اپنے مطب میں میرے دو شعر لکھوا دیجئے ایک جسمانی ہائی بلڈ پریشر کے لیے ہے اور دوسرا روحانی ہائی بلڈ پریشر کے لیے۔ جسمانی ہائی بلڈ پریشر والوں کے لیے یہ ہے۔

جس غذا میں بھی ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتی ہے
اور دوسرا شعر روحانی ہائی بلڈ پریشر کے لیے ہے ؎
جن کی صورت میں ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتے ہیں

حفاظت نظر کی ایک حکمت

اور جس دن چاند چودھویں تاریخ کا ہوتا ہے سمندر میں جوار بھاٹا اور اس کی موجوں میں طغیانی آجاتی ہے۔ لہٰذا جو لوگ زمین کے چاندوں سے اپنی نظر نہیں بچائیں گے ان کے قلب کے سمندر میں جوار بھاٹا اور اتنی زیادہ طغیانی آئے گی کہ بے ساختہ حواس باختہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جس ذاتِ پاک نے ہمیں نظر کی حفاظت کا حکم دے دیا۔

حرمت زنا کی ایک حکمت

فرانس (ری یونین) میں ایک عیسائی نے سوال کیا کہ اسلام میں زنا کیوں حرام ہے۔ میں نے کہا اس لیے تاکہ آپ حرامی نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حلالی رکھنے کے لیے زنا کو حرام فرما دیا۔ جس ملک میں عورت دولتِ مشترکہ ہو وہاں کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا نسب صحیح نہیں۔ اسی لیے ان کے قلب میں ماں باپ کی عزت اور عظمت بھی نہیں۔ لندن میں انگریزوں کے ماں باپ جب بڈھے ہو جاتے ہیں تو ان کو مرغی فارم کی طرح باہر پھینک آتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ مل آتے ہیں کیونکہ انگریز

جب بالغ ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ پتہ نہیں میں کس کا لڑکا ہوں۔ ان کی ماؤں کے پاس نہ جانے کتنے لوگ آتے رہتے ہیں۔ استغفراللہ، اللہ تعالےٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ جس نے زنا تو درکنار مقدمۂ زنا کو بھی حرام فرمادیا یعنی نظر بازی جو کہ سبب ہے زنا کا۔ سب سے پہلے زنا آنکھوں سے ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے زِنَی الْعَیْنِ اَلنَّظَرُ جس نے کسی کی ماں بہن بیٹی یا بے ریش لڑکے کو دیکھ لیا آنکھوں کا زنا ہوگیا۔ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے اور زِنَی اللِّسَانِ النُّطْقُ اور نامحرم عورتوں سے گپ شپ مارنا، بے وجہ باتیں کرنا اور حرام مزہ لینا یہ زبان کا زنا ہے۔ حاجی بے چارہ حج عمرہ کرکے پی آئی اے پر یا کسی بھی جہاز پر بیٹھتا ہے فوراً سامنے ایئر ہوسٹس لڑکیاں آجاتی ہیں کہ حضور کیا کھائیں گے کیا پئیں گے اور حاجی صاحب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دے رہے ہیں کہ آپا یہ چاہیے، وہ چاہیے اور اگر کم عمر ہے تو بیٹی کہتا ہے۔ یہ بیٹی کہنے سے وہ بیٹی نہیں ہوجاتی۔ آج کل بدمعاشیوں کے نئے نئے راستے نکالے گئے ہیں۔ شوہر کہتا ہے کہ یہ مرد میرے یہاں کیوں آتا ہے بیوی صاحبہ کہتی ہیں کہ خبردار خاموش رہنا۔ یہ ہمارا منہ بولا بھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان تمام فتنوں سے حفاظت فرمائے۔

پالنے والے کا نام محبت سے لیجئے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ میں رب کا لفظ نازل فرماکر یہ بتادیا کہ اپنے پالنے والے کا نام محبت سے لو۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جو ظالم محبت سے

اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا وہ اس لفظ کا حق ادا نہیں کرتا حالاں کہ ان کا نام تو اتنا شیریں ہے کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نام او چو بر زبانم می رود
ہر بن مو از عسل جوئے شود

جب اللہ تعالیٰ کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میرے جسم کے جتنے بال ہیں شہد کے دریا ہو جاتے ہیں۔

یہ شعر تو مثنوی میں فرمایا اور دیوان شمس تبریز جو درحقیقت انہیں کا کلام ہے لیکن ادب کی وجہ سے اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی کی طرف نسبت کر دی اس میں فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے؎

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے جس نے لیلیٰ میں ذرا سا نمک ڈال دیا اور مجنوں پاگل ہو گیا خود اس خالقِ نمک کا کیا عالم ہو گا جس نے ساری کائنات کے حسینوں کو نمک عطا فرمایا ہے اس خالقِ نمک سے دل لگا کر دیکھو۔ جس نے مولائے کائنات کو پا لیا واللہ اس نے تمام لیلائے کائنات کو پا لیا۔ اس کے قلب میں حوروں سے زیادہ مزہ آجاتا ہے۔ کیوں کہ حوریں مخلوق ہیں، جنت مخلوق ہے، حادث ہے۔

ذکراللہ کا مزہ جنت سے بھی زیادہ ہے

اللہ تعالیٰ کے نام کے برابر جنت بھی نہیں ہو سکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ میرا کوئی مثل نہیں جب ان کی ذات کا کوئی مثل نہیں ہو سکتا تو ان کے نام کی لذت کا بھی کوئی مثل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی ؎

چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

ذکراللہ کے دو حق

دوستو! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ذکر کے دو حقوق ہیں نمبر ۱ یہ کہ کسی شیخ کامل سے مشورہ کر کے ذکر کیجئے جیسے کوئی طاقت کی دوا یا کوئی خمیرہ آپ کسی طبیب سے پوچھ کر استعمال کرتے ہیں ایک کشمیر کے باشندے نے طاقت کے لیے ڈیڑھ پاؤ بادام کھا لیا۔ پھر ساری رات کرتہ بنیان اُتار کر لنگی پہن کر پاگل کی طرح پھرتا رہا۔ صبح صبح میرے پاس آیا۔ مَیں نے کہا کہ اطباء نے لکھا ہے کہ سات عدد یا نو عدد اور زیادہ سے زیادہ گیارہ بادام کھا سکتا ہے اور تم نے ڈیڑھ پاؤ کھا لیا اس کا یہ اثر ہُوا۔ اب آج کھانا مت کھاؤ۔ صرف دہی کی لسی پیو اسپغول کا چھلکا ڈال کر۔ دن بھر میں کم از کم چالیس پچاس گلاس پی جاؤ۔ عشاء تک وہ لسی پیتا رہا۔ بعد عشاء کے آیا کہ اب جا کر دماغ صحیح ہُوا ہے ورنہ پاگل ہو جاتا۔

بس اسی طرح شیخ سے مشورہ کی ضرورت ہے کہ کتنا ذکر کریں۔ مجھ کو مولانا

شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خانقاہ تھانہ بھون حضرت حکیم الامتؒ کے بھتیجے نے بتایا کہ حضرت نے ایک شخص کو دو ہزار مرتبہ اللہ اللہ بتایا۔ اس نے پچیس تیس ہزار مرتبہ پڑھ لیا۔ گرم ہو کر خانقاہ تھانہ بھون کے کنویں میں کود گیا۔ جب کودا تو ہم لوگ دوڑے بڑی مشکل سے اس کو نکالا۔ پھر حضرتؒ نے پانی دَم کر کے پلایا۔ جب اس کو ہوش آیا تو حضرتؒ نے اس کو سخت تنبیہہ فرمائی اور خوب ڈانٹ لگائی کہ ظالم میری بتائی ہوئی تعداد سے زیادہ کیوں ذکر کیا۔ جتنا شیخ بتائے اتنا ہی ذکر کرو۔

ذکر کے لیے مشورۂ شیخ کی اہمیت

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پوچھا کہ حضرتؒ ذکر کے لیے شیخ کے مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کا نام تو بہت بڑا نام ہے ان کا نام لے کر کیا ہم اللہ والے نہیں بن سکتے؟ کیا ذکر ہم کو خدا تک نہیں پہنچا سکتا۔ اس میں شیخ کا مشورہ کیوں ضروری ہے؟ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! اللہ تک تو آپ پہنچیں گے ذکر ہی سے لیکن ایک بات سُن لیجئے کہ کاٹتی تو تلوار ہی ہے لیکن کب کاٹتی ہے؟ جب سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ سُبحان اللہ! کیا مثال دی اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ فرمایا کہ اسی طرح خدا تک تو ذکر ہی سے پہنچیں گے لیکن کسی اللہ والے کے مشورہ سے اس کی دُعائیں اور توجہ بھی شاملِ حال ہوگی پھر وہ آپ کی دماغی صلاحیت کو بھی دیکھتا ہے کہ یہ کتنا ذکر کر سکتا ہے۔ کتنے لوگ جن کا سچا اور کامل پیر اور مُرشد نہیں ہوتا زیادہ ذکر کر کے پاگل ہو رہے ہیں۔ لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مجذوب نہیں ہیں مجنون ہیں۔ ایک صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ کو لکھا کہ مجھے ذکر میں روشنی نظر آ رہی ہے

حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ فوراً ذکر ملتوی کریں اور بادام اور دودھ پئیں اور سَر میں تیل کی مالش کریں اور صبح ننگے پاؤں سبزہ پر چلیں اور اپنے دوستوں سے کچھ خوش طبعی کریں۔ مخلوق سے دُور تنہائی میں رہتے رہتے اور زیادہ ذکر و فکر کی وجہ سے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے۔ اس خشکی کی وجہ سے یہ روشنی نظر آرہی ہے۔ یہ ہے شیخ محقق۔ اگر کوئی جاہل پیر ہوتا تو کہتا کہ جب جلوہ نظر آگیا تو اب کھاؤ حلوہ اور لو یہ خلافت لے جاؤ۔ حکیم الاُمتؒ نے فرمایا کہ یہ تو خلافت ہی کا امیدوار ہوگا لیکن میرے جواب کو دیکھ کر کیا کہے گا۔ معلوم ہُوا کہ شیخ کا مشورہ کتنا ضروری ہے۔

دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اگر پیر نہ بنایئے تو مشیر بنانے میں کیا حرج ہے یہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کسی کو اپنا دینی مشیر بنا لیجئے مشورہ لے لیجئے۔ بیعت ہونا تو سنت ہے مگر حضرت حکیم الاُمتؒ نے فرمایا کہ کسی مُصلح کامل سے تعلق میرے نزدیک فرض ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ اصلاح بغیر اس کے نہیں ہوتی۔

ذکر اللہ کا دوسرا حق کیفیت ذکر ہے

تو ذکر کا ایک حق تو اس کی کمیّت ہے اور دوسرا حق کیفیت ہے ذکر کماً اور کیفاً کامل ہو یعنی جو مقدار شیخ بتائے وہ مقدار پُوری کیجئے اِلّا یہ کہ نزلہ، زکام، بخار ہو یا سفر ہو لیکن بالکل ناغہ پھر بھی نہ کریں جیسے سفر میں اگر کھانا نہیں ملتا تو ایک پیالی چائے اسٹیشن کی پی لیتے ہیں جو بالکل نام کی چائے ہوتی ہے تاکہ زکام نہ ہو۔ اسی طرح سفر میں مجبوری ہے تو چلئے لا الٰہ الا اللہ کی ایک ہی تسبیح پڑھ لیجئے اور ایک تسبیح اللہ اللہ کر لیجئے۔ بغیر اللہ کا ذکر کیے ہوئے سو جانا

مناسب نہیں اور جب حالت سفر نہ ہو تو مقدار و کمیّت پوری کیجئے اور دوسری چیز کیفیت ہے اللہ کا نام محبت سے لیا جائے اور اس کی حسّی مثال حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے پیش فرمائی کہ اگر آپ کو ایک گلاس پانی کی پیاس ہے لیکن کوئی ایک چمچہ پانی پیش کرے تو کیا پیاس بجھے گی؟ معلوم ہوا کہ مقدار بھی پوری ہونی چاہیے - اسی طرح اگر پانی تو ایک گلاس بھر دیا، مقدار تو پوری کی مگر دھوپ کا جلا ہوا گرم پانی ہو تو بھی پیاس نہیں بجھے گی کیوں کہ کمیّت تو صحیح تھی لیکن کیفیت نہیں تھی اسی طرح ذکر کی کمیّت و مقدار بھی پوری ہو اور کیفیت بھی صحیح ہو تب نفع کامل ہوتا ہے جس طرح ہم آپ جسمانی غذاؤں میں سوچتے ہیں کہ کمیّت بھی پوری ہو اور کیفیت بھی صحیح ہو مثلاً کباب ہے اگر وہ ٹھنڈا ہو فریج کا تو مزہ آئے گا؟ گرم کباب ہو، گرم سالن ہو تو مزہ زیادہ آتا ہے -

گرم کھانے کی ممانعت کا مفہوم

اس پر ایک واقعہ یاد آیا کہ بمبئی میں ایک صاحب نے کہا کہ حدیث شریف میں ہے کہ کھانا گرم مت کھاؤ اور مشکوٰۃ شریف لا کر حدیث پاک دکھا بھی دی کیوں کہ فاضل دیوبند تھے - مَیں نے کہا کہ اس کی شرح مرقاۃ لائیے- جب شرح دیکھی تو اس میں لکھا تھا کہ صحابہ کھانے کو تھوڑی دیر ڈھانک کر رکھ دیتے تھے حَتّٰی یَذْھَبَ مِنْہُ غِلْیَانُ الْبُخَارَۃِ وَکَثْرَۃُ الْحَرَارَۃِ یعنی تیزی اور شدت گرمی کی نکل جائے ایسا نہ ہو کہ بھاپ نکل رہی ہو اور منہ جل جائے - اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ٹھنڈا کھانا کھاؤ -

تب ان مولانا نے کہا کہ جزاک اللہ اور پھر ماشاء اللہ میرے ہر بیان میں شریک

رہے اور میرے کان میں کہا کہ اگر آج اس کی شرح آپ نہ بتاتے تو بہت سے اکابر کے عمل پر شبہ ہو جاتا کیوں کہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب تو گرم گرم چپاتی بار بار منگا کر کھاتے ہیں۔ ہم کو شبہ ہو گیا تھا کہ ہمارے اکابر گرم کھانا کیوں پسند کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کمیّت بھی پُوری کرے اور کیفیت بھی پُوری ہو یعنی دردِ محبت سے زمین و آسمان کے خالق کی عظمتوں کو سامنے رکھ کر رب العالمین کا، اپنے پالنے والے کا نام لے جیسے مجنوں دریا کے کنارے ریت پر لیلیٰ لیلیٰ لکھ رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ لیلیٰ کا نام کیوں لکھتے ہو تو اس نے کہا کہ جب دیکھنے کو نہیں ملتی تو اس کا نام لکھ کر اپنے دل کو تسلی دیتا ہوں۔

گفت مشقِ نامِ لیلیٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلّی می دہم

ذکر اللہ کا انعام

اسی طرح ہم آپ مشقِ نامِ مولیٰ کریں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لیں تو ایک دن ایک اللہ ایسا نکلے گا کہ زمین سے آسمان تک شربت روح افزا بھر جائے گا۔ ہمدرد اتنا شربت نہیں بنا سکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ گنّے کے اندر رس پیدا کرتا ہے جس سے شکر بنتی ہے اگر خدا گنّوں میں رس نہ پیدا کرتا تو ساری دُنیا کے گنّے مچھر دانی کے ڈنڈوں کے بھاؤ بک جائیں۔ لہٰذا جو ذاتِ پاک سارے عالم کو شکر عطا کرتی ہے اس کے نام میں کتنا رس ہو گا۔ پھر آپ حلوائیوں کے زیادہ ممنون نہ رہیں گے۔ پیسہ ہو، کھائیے منع نہیں کرتا لیکن اللہ کا نام محبت سے لیجئے پھر ساری دُنیا کی مٹھائیاں ان شاء اللہ خود بخود روح میں محلول ہو کر اُتر جائیں گی۔ میں نے یہ ملفوظ خود پڑھا ہے کہ سائیں

توکل شاہ ؒ نے حضرت حکیم الاُمت تھانوی سے عرض کیا کہ اجی مولوی صاحب جب میں اللہ کا نام لوں ہوں تو میرا منہ میٹھا ہو جاوے ہے ۔ یہ سہارن پور کی بولی ہے پھر قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مولوی صاحب میرا مُنہ میٹھا ہو جاوے ہے ۔ شیخ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ کے نام سے دل تو سب کا میٹھا ہو جاتا ہے لیکن بعض عاشقین سالکین عارفین کا مُنہ بھی اللہ میٹھا کر دیتا ہے لیکن کوئی ذاکر ایسا نہیں جس کا دل میٹھا نہ ہو جاتا ہو اور ذکر کے بارے میں مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے اور فرمایا کہ مجھ سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا کہ عبد الغنی تم ایک کام کرو کہ صرف سو مرتبہ اللہ کھینچ کر کہو اور تصور کرو کہ میرے بال بال سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔ تو فرمایا کہ چوبیس ہزار دفعہ اللہ اللہ کرنے سے جو نفع ہوتا ہے وہ ایک ہی تسبیح میں اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں گے یہ ذکر ان کے لیے ہے جن کے پاس زیادہ وقت نہ ہو یا ضعف ہو، کمزوروں کے لیے ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رستم یا بھولو پہلوان ایک لاکھ ذکر سے جس مقام پر پہنچے گا کمزور لوگ پانچ سو یا ہزار بار اللہ اللہ کرنے سے اسی مقام پر پہنچیں گے کیوں کہ پہنچنے والے کتنا ہی ذکر کریں لیکن جب تک پہنچانے والا توجہ نہیں کرے گا کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک جذب نہ ہو کوئی سالک اللہ تک نہیں پہنچ سکتا ۔ اللہ کا راستہ غیر محدود ہے ۔ جب غیر محدود طاقت سے اللہ کھینچتا ہے تب جا کر سلوک طے ہوتا ہے اور یہ جو ہم ذکر کرتے ہیں یہ ان کی رحمت کے لیے بہانہ ہے ۔

کھولیں وہ یا نہ کھولیں دراس پہ ہو کیوں تری نظر
تُو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

اور مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو گے
عاقبت بینی ازاں درہم سرے
تو ایک دن دروازہ سے ضرور کوئی سر نکلے گا۔

ذکر اللہ وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے

فرماتے ہیں کہ اسی طرح جب اللہ اللہ کرتے رہو گے تو ضرور اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔ ذاکر ایک ہی سانس میں جب اللہ کہتا ہے تو اپنے نام کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دروازہ تک پہنچا دیتا ہے۔

اَلذَّاکِرُ کَالْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ یعنی اَلَّذِیْ ذَکَرَ کَالَّذِیْ وَقَفَ عَلٰی بَابِ اللہِ جس نے اللہ کہا وہ اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن دروازہ ابھی نہیں کھلے گا۔ کھٹکھٹاتے رہو، جب ان کو رحم آجائے گا دروازہ کُھل جائے گا اور حکیم الامت نے فرمایا کہ اللہ اللہ کرنے والا ایک نہ ایک دن ضرور صاحبِ نسبت ہو جاتا ہے۔ ذکر کرنے میں تو زمانہ لگ سکتا ہے سال بھر چھ مہینہ لیکن فرماتے ہیں کہ جب دروازہ کُھلتا ہے، جب نسبت عطا ہوتی ہے تو اس میں تدریج نہیں ہوتی۔ نسبت اچانک عطا ہوتی ہے آنِ واحد میں۔ دُنیا میں بھی دیکھئے۔ آپ دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتے رہیئے لیکن صاحب مکان جب دروازہ کھولتا ہے تو اچانک کھولتا ہے تھوڑا تھوڑا

نہیں کھولتا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے ذرا ناک نکالی، پھر منہ نکالا، پھر سامنے آیا۔ دروازہ اچانک کھلتا ہے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنی نسبت جو اولیاء اللہ کو دیتا ہے یہ اچانک عطا فرماتا ہے۔ لیکن اس کے لیے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ شیخ کا ہونا یعنی صحبتِ اہل اللہ کا التزام

۲۔ ذکر اللہ کا دوام

۳۔ گناہوں سے بچنے کا اہتمام

اگر اُمت یہ تین کام کرلے تو اس کے ولی اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں رہے اور یقیناً ساری اُمت ولی اللہ ہو جائے۔

رُوحانی حیات صحبتِ اہل اللہ پر موقوف ہے

سب سے پہلے تو کسی مربی اور شیخِ کامل سے تعلق کامل ہونا چاہیے اور اس کی صحبت میں اس طرح رہے کہ کچھ دن تسلسل کے ساتھ اس کے ساتھ رہ لے۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ کہ جیسے انڈا مسلسل اکیس دن جب مُرغی کے پروں میں رہتا ہے تب اس میں جان آتی ہے۔ اگر کچھ دن مُرغی کے پروں میں انڈا رکھ دو پھر یا مُرغی کو بھگا دو یا انڈا اُٹھا لو تو انڈے میں بچّہ پیدا نہیں ہوگا۔ جس طرح انڈے میں جسمانی حیات کے لیے ایک مدت تک مُرغی کے پَروں میں رہنا ضروری ہے یہاں تک کہ مُردہ زردی حیات پاکر بچّہ بن جائے اور پھر وہ چونچ سے چھلکے کی سِیل توڑ کر باہر آجاتا ہے۔ حکیم الاُمتؒ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کم سے کم چالیس دن مسلسل کسی اللہ

والے کی صحبت میں رہ لو مگر اس طرح کہ خانقاہ کی حدود سے پان کھانے کے لیے بھی نہ نکلو۔ چالیس دن بالکل اپنے کو خانقاہ میں محصور کر لو تو اللہ تعالیٰ پھر ایک رُوحانی حیات عطا فرماتے ہیں جس کو نسبت کہتے ہیں۔ یہ بات چاہے ابھی سمجھ میں نہ آئے لیکن کر کے دیکھئے۔ جیسے زردی سے کہو کہ کچھ دن مُرغی کے پروں کی گرمی لے لو تو بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس زردی میں اتنی بھی صلاحیت نہیں کہ سُن سکے۔ اسے تو کوئی بس مُرغی کے پروں میں رکھ دے یہاں تک کہ اکیس دن بعد بچہ انڈے کے چھلکوں کو توڑ کر بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہُوا نکلتا ہے ؎

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اللہ والوں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ایسی رُوحانی حیات دیتا ہے کہ سالک غفلت کے تمام تعلقات کو خود بخود توڑ دیتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دُنیا والو! اگر تم دنیوی تعلقات کی دو سو زنجیروں میں ہمیں جکڑو گے تو ہم ان زنجیروں میں نہیں جکڑے جا سکتے ؎

غیر آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیر آری بردرم

اگر دنیوی تعلقات کی دو سو زنجیریں اے اہلِ دُنیا لاؤ گے تو ہم سب کو توڑ دیں گے سوائے اللہ کی محبت کی زنجیر کے کہ اس میں گرفتار ہونے کے تو ہم خود مشتاق ہیں

قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے — حکیم الامت مجدد الملت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی تھی کہ خُدا کی قسم جب کسی وَلی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی کرسی خالی نہیں رکھی جاتی۔ فوراً اس کرسی پر دوسرا ولی بٹھا دیا جاتا ہے اور یہ شعر پڑھا تھا ۔

ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم وخم خانہ با مہرونشاں است

آج بھی وہ فیض جاری ہے اور جیسے حکیم اجمل خان نہیں ہیں مگر ان کے شاگرد کے شاگرد کو تلاش کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ کیوں کہ آج حکیم اجمل خان نہیں ہیں لہٰذا میں آج کل کے سٹرپٹر حکیموں سے علاج کرانا اپنی توہین سمجھتا ہوں یہ شخص یا تو پاگل ہے یا بے وقوف، جو موجودہ طبیب ہیں آپ ان ہی سے علاج کراتے ہیں اسی طرح رُوحانی بیماریوں کے علاج کے لیے اگر ہم حضرت بایزید بسطامیؒ کا، حضرت جنید بغدادیؒ کا، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا انتظار کریں گے تو رُوحانی صحت ہوچکی، بس کچھ انتظار نہ کیجئے جو موجودہ اہل اللہ ہیں ان سے علاج کرائیے۔

کونوا مع الصادقین کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ فرمایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ قیامت تک اہل اللہ کو پیدا فرماتے رہیں کیوں کہ انہوں نے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ کسی زمانہ میں قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل محال ہوجائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرکے میرے دوست بن جاؤ اور اپنی غلامی کے سر پر تاج ولایت رکھ لو۔ ابھی تو خالی مومن ہو لیکن ولی نہیں ہوسکتے جب تک تقویٰ اختیار نہیں کروگے لیکن تقویٰ کہاں

سے ملے گا۔ فرماتے ہیں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ تقویٰ متقین کی صحبت سے ملے گا جس کی تفسیر علامہ آلوسی نے کی ہے اَیْ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ یعنی اتنا زیادہ ساتھ رہو اللہ والوں کے کہ انہیں جیسے ہو جاؤ جیسے ان کی اشکبار آنکھیں ہیں ہمیں بھی وہ آنسو مل جائیں، جیسے درد بھرے دل سے ان کے سجدے ہوتے ہیں ہم کو بھی نصیب ہو جائیں جیسے وہ راتوں کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں، ہم کو بھی وہی توفیق مل جائے وہ ساری نعمتیں ہم کو بھی مل جائیں جو اللہ والوں کو نصیب ہیں۔ یہ معنی ہیں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے کہ اتنا رہو اُن کی صحبت میں کہ ان جیسے ہی بن جاؤ۔ اسی لیے حکیم الامت نے فرمایا کہ کم از کم چالیس دن تسلسل کے ساتھ اللہ والوں کی صحبت میں رہے۔ پہلے زمانہ میں کم سے کم دو سال تک لوگ اللہ والوں کی خدمت میں رہتے تھے، پھر حاجی امداد اللہ صاحب نے یہ مُدّت چھ مہینے کر دی اور پھر حکیم الاُمتؒ نے ہمارے ضعف وقلتِ طلب کو دیکھ کر چالیس دن کی مدت کر دی کہ کم سے کم چالیس دن شیخ کے پاس رہے۔ لیکن شیخ اپنی مناسبت کا تلاش کیجئے۔ یہ جملہ یاد رکھیے گا۔ بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ اختر سب کو اپنا مُرید بنانا چاہتا ہے اِس لیے واضح کرتا ہوں کہ میرے قلب میں ہرگز ایسا خیال نہیں ہے۔ یہ لوگوں کی بدگمانی ہے۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ جیسے پہلے آپ اپنا بلڈ گروپ ملاتے ہیں تب خون چڑھواتے ہیں اسی طرح اپنی رُوحانی مناسبت کو دیکھ لیجئے۔ جس سے مناسبت ہو اس سے تعلق قائم کیجئے۔

مخلوق سے کنارہ کش ہونے کے کیا معنی ہیں؟

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ

حق سُبحانہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً
اپنے رب کا نام لیجئے اور ساری مخلوق سے کٹ کر اللہ سے جُڑ جائیے لیکن مخلوق سے کٹنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جنگل میں چلے جائیے بلکہ یہ معنی ہیں کہ علاقہ خُداوندی کو تعلقات دنیویہ پر غالب کر دیجئے اسی کا نام تبتل ہے جس کا دل چاہے تفسیر بیان القرآن دیکھ لے۔ تبتل کے معنی رہبانیت کے نہیں ہیں کہ بال بچّوں کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر رہنے لگے۔ رہبانیت اسلام میں حرام ہے بلکہ تبتل کے معنی ہیں کہ ہم غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جُڑ جائیں۔ دُنیا میں رہیں، بیوی بچوں میں رہیں لیکن حق تعالےٰ کا تعلق ہمارے تمام تعلقات پر غالب آجائے۔

ذکر کی ترغیب

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اے دُنیا والو تم اپنے دن کے جھگڑوں سے ہم کو یاد نہیں کرتے ہو کہ آج آٹا نہیں ہے۔ دال نہیں ہے، فلاں کام کیسے ہو گا۔ ارے جب ہم سُورج پیدا کر سکتے ہیں اور دن بنا سکتے ہیں تو ہم تمہارے دن کے کاموں کی تکمیل نہیں کر سکتے؟ رَبُّ الْمَشْرِقِ کی یہ تفسیر ہے کہ جب میں مشرق پیدا کر دیتا ہوں یعنی سُورج نکال دیتا ہوں، اتنا بڑا کرہ جو ساڑھے نو کروڑ میل پر ہے اور سارے عالم کو روشن کرتا ہے جو اللہ اس کو پیدا کر کے دن پیدا کر سکتا ہے وہ تمہارے آٹے دال کا انتظام بھی کر سکتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ کر کے ذکر شروع کر دو۔ ذکر کرتے کرتے خواہ مخواہ وسوسہ آتا ہے لیکن کیا کوئی ذکر چھوڑ کر آٹا خریدنے جاتا ہے۔ خواہ مخواہ شیطان ذکر کے درمیان ہم کو بکری اور انڈا مکھن میں لگا دیتا ہے۔ وَالْمَغْرِبِ اور اگر رات کی تمہیں تشویشات ہیں تو میں رب المغرب ہوں، رات کا پیدا کرنے والا ہوں،

خالق اللیل ہوں لہٰذا جب میں رات کو پیدا کر سکتا ہوں تو تمہارے رات کے سب کام بھی بنا سکتا ہوں لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اللہ کے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے لہٰذا اسی کے دروازہ پر سر رکھے پڑے رہو۔

؎ سر ہما نجب نہہ کہ بادہ خوردئی

جو آخری دروازہ ہے، آخری چوکھٹ ہے اسی پر سر رکھے ہوئے اپنے معمولات پورے کرو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے صوفیا کے ذکر نفی و اثبات کا ثبوت بھی مل گیا فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا اور اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنا لیجئے وہی ہمارا کارساز ہے اور اگر مخلوق ہماری مخالفت و دشمنی کرتی ہے تو نبیوں کے بھی دشمن ہوئے ہیں وَجَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا لیکن یہ جعل تکوینی ہے، تشریعی نہیں ہے پس جس طرح نبیوں کے دشمن ہوئے ہیں تو امتی کے کچھ نہ کچھ دشمن ہونا کیا تعجب کی بات ہے۔ کوئی گول ٹوپی کا مذاق اُڑائے گا، کوئی تسبیح کا مذاق اُڑائے گا، کوئی کہے گا کہ میاں یہ بنے ہوئے صوفی ہیں، مکار ہیں لیکن آپ صبر کریں وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ اس آیت سے تصوف و سلوک کے ایک اہم مقام صبر کا ثبوت مل گیا جو صوفیا کا شعار ہے کہ مخالفین کی ایذاؤں پر صبر کرتے ہیں۔ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا اور ان سے جمال کے ساتھ کیسے الگ ہوں؟ ھجران جمیل کی مفسرین نے کیا تعریف کی ہے؟ فرماتے ہیں اَلَّذِیْ لَا شِکْوٰی فِیْہِ وَلَا اِنْتِقَامَ یعنی نہ ان کی شکایت اور غیبت کریں اور نہ انتقام کا خیال ہو کہ چلو ہم بھی ان سے کچھ بدلہ لیں اور ان کو کچھ کہیں۔

تصوف کے مقامات و منازل کا ثبوت قرآنِ پاک سے

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ :
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ میں ذکر اسمِ ذات کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسمِ ذات اللہ ہے، تو جو بزرگانِ دین ذکر اللہ اللہ سکھاتے ہیں یہ ذکر مفرد ذکرِ بسیط اور ذکر اسمِ ذات اس آیت سے ثابت ہو گیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے ذکر نفی و اثبات کا ثبوت مل گیا اور تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا سے تھوڑی دیر خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہنے کی تعلیم کا ثبوت ہے۔ جو خلوت میں تھوڑی دیر مشغول بحق نہیں رہے گا جلوت میں اس کو دردبھرا کلام نصیب نہیں ہو گا فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا سے توکل بھی ثابت ہو گیا مع اس کی تمام وجوہات کے کہ اللہ تعالیٰ رب المشرق بھی ہے اور رب المغرب بھی ہے، جو دن اور رات پیدا کر سکتا ہے وہ ہمارے رات و دن کے کام بنانے پر بھی قادر ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو سر پیدا کر سکتا ہے کیا وہ ٹوپی نہیں پہنا سکتا۔ بتاؤ سر قیمتی ہے یا ٹوپی قیمتی ہے۔ جو معدہ بنا سکتا ہے وہ دو روٹی نہیں کھلا سکتا ؟ اگر معدہ میں کینسر ہو جائے تو دس دس لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں پھر بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح مقام صبر اور ہجرانِ جمیل کا ثبوت بھی ان آیات میں ہے۔ تصوف کے جتنے منازل ہیں سب ان آیتوں میں ہیں۔

اب صرف دو منزلیں رہ گئیں۔ سورۂ مزمل کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا اس سے تہجد کی نماز اور

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا سے تلاوت قرآن کا ثبوت ہے۔ یہ دونوں منتہی کے اسباق ہیں۔ جتنے منتہی ہیں سب کا آخری معمول زیادہ تر راتوں کی نماز اور تلاوت قرآن ہو جاتا ہے۔ منتہی پر آخر میں ان ہی دو چیزوں کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ یعنی نمازِ تہجد اور قرآن کی تلاوت۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کو شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے تھے کہ یہ اپنے وقت کے امام بیہقیؒ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو ابتدائی سبق تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے آخر میں بیان فرمایا اور جو منتہی کا سبق تھا اس کو پہلے کیوں نازل کیا؟ دیکھئے دورہ تو بعد میں ملتا ہے، پہلے موقوف علیہ پڑھایا جاتا ہے لیکن یہاں مبتدی اور متوسط کے اسباق بعد میں بیان ہوئے لیکن منتہی کا اعلیٰ سبق پہلے نازل ہوا اس اشکال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جس پر قرآن نازل ہو رہا تھا وہ چوں کہ تمام منتہین کے سردار ہیں، سید المنتہین امیر المنتہین تھے، اُن سے بڑھ کر کون منتہی ہو سکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوِ مرتبت اور رفعت شان کے مطابق پہلے اعلیٰ سبق نازل فرمایا کیوں کہ جن پر قرآن اُتر رہا تھا وہ سب سے اعلیٰ تھے۔

کتاب اور صحبت کے متعلق ایک علم عظیم

اب دو باتیں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوئی

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست

وہ یتیم شخصیت جو نبوت سے آراستہ کی جارہی ہے اس پر صرف اقراء نازل ہونے کے ساتھ ہی ساری آسمانی کتابیں منسوخ کر دی گئیں۔ ابھی قرآنِ پاک مکمل نازل نہیں ہوا لیکن اس وقت جو لوگ ایمان لائے وہ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ہوئے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔ شرف صحابیت کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن نازل ہونے پر مشروط نہیں کیا بلکہ جو ابتداء میں ایمان لائے ان کا درجہ زیادہ فرمایا اور قرآن پاک مکمل نازل ہونے کے بعد جو ایمان لائے ان کو صحابیت کا وہ مقام نہیں ملا جو حضرت ابوبکر صدیق کو جو حضرت عمر فاروق کو جو حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ملا معلوم ہوا کہ صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک آدمی آتا ہے اور حالتِ ایمان میں نبی کو دیکھ لیتا ہے اور فوراً ہی اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے بتائیے وہ صحابی ہوا یا نہیں ابھی اس نے کوئی عمل نہیں کیا لیکن صحابی ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی بہت بڑے بڑے اعمال کرے لیکن نبی کو نہ دیکھے تو ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا اس کی ایک اور مثال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی کہ سورج دیکھ لینے کے بعد پھر کوئی دوسرا لاکھ چاند اور ستارے دیکھے اسے سورج دیکھنے والے کا مقام نصیب نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ نبوت تھے۔ میرا ایک نعت کا شعر ہے۔

ع آپ کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں

دوستو! صحبتِ اہل اللہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس پر اگر کتابوں کی

کتابیں لکھی جائیں تو حق ادا نہیں ہوسکتا۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ کیا مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا قاسم نانوتویؒ اور ہم لوگ عالم نہیں تھے لیکن آہ دُنیا میں ہمارا کوئی مقام نہ تھا لیکن جب حاجی صاحب کے پاس گئے نفس کی اصلاح کرائی، ذکر اللہ کیا حضرت حاجی صاحب کی دعاؤں اور توجہات سے اللہ تعالیٰ نے ان علماء کو کیا مقام عطا فرمایا کہ علم و عمل کے آفتاب بن کر چمکے۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ جس نے اللہ والوں کی عزت کی اس نے در اصل اپنے رب کا اکرام کیا اور جَزَاءً وِّفَاقًا کے تحت اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا میں بھی عزت عطا فرماتے ہیں مگر حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ دُنیا میں عزت کی نیت سے کسی اللہ والے سے تعلق نہ کیجئے۔ اللہ کے لیے کیجئے۔ عزت تو انشاء اللہ تعالیٰ خود ملیگی

اللہ والوں کا حق کب ادا ہوتا ہے؟

اور فرمایا میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری نے کہ دیکھو آم والوں سے آم لیتے ہو، کباب والوں سے کباب لیتے ہو، کپڑے والوں سے کپڑے لیتے ہو، مٹھائی والوں سے مٹھائی لیتے ہو لیکن اللہ والوں سے اللہ کیوں نہیں لیتے۔ ظالمو! وہاں جاکر بھی بس جھاڑ پھونک اور بوتل میں دم کراتے ہو۔ فیکٹری میں لے جاتے ہو کہ حضور یہ دھاگے کی فیکٹری ہے آپ ایک کلو روئی اُٹھا کر مشین میں ڈال دیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ یہ قدر کی اللہ والوں کی کہ اُن سے رُوئی ڈلوائی جارہی ہے لیکن میں اس کو منع نہیں کرتا۔ بے شک اُن کی برکت ہوتی ہے لیکن جس کی وجہ سے ان کو یہ برکت ملی وہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ یہ تعلق اور محبت اُن سے سیکھے

تب اللہ والوں کا حق ادا ہوگا۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ والوں سے اللہ کی محبت نہیں سیکھی اس نے اُن کا کوئی حق ادا نہیں کیا اور اُن کی کوئی قدر نہیں کی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

دوستو! قبولیت کا وقت ہے آج جمعہ کا دن ہے۔ یہ دُعا کریجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر اور بزرگوں کے صدقہ میں ہم سب کو سو فیصد صاحبِ نسبت بنا دے اور نسبت بھی اتنی اُونچی عطا فرما کہ اولیاء صدیقین کی نسبت عطا فرما دے۔ اے اللہ ولایت کی جو آخری منزل ہے وہاں تک ہم سب کو پہنچا دے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اولیاء صدیقین کی نسبت عظمیٰ عطا فرما دے اے اللہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف ہے کہ جو نالائقوں پر بھی مہربانی کر دے اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّۃِ اس لیے اے اللہ ہم آپ کو کریم سمجھ کر اور اپنی نالائقیوں کا اعتراف اور یقین کرتے ہوئے آپ سے یہ فریاد کر رہے ہیں اور اے اللہ جہاں جہاں دینی درس گاہیں ہیں ان کو قبول فرما۔ علماء دین کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرما دے۔ جتنے دینی خدام ہیں ان سبکو اور جتنے یہاں حاضرین ہیں سب کو ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو اور ہمارے احباب کو اے اللہ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما۔ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائیے اے اللہ کشمیر

میں جو مجاہدین محصور ہیں اُن کی مدد کے لیے غیب سے فرشتے بھیج دے اے اللہ اپنی قدرتِ قاہرہ کے ڈنڈے سے کفار کو پاش پاش کر دے اور محاصرہ توڑ دے۔ اے اللہ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں پر رحم فرما۔ سارے عالم میں جہاں بھی مسلمان مظلوم ہیں اے اللہ اُن کو مظالم سے نجات عطا فرما اختر کو اور ہم سب کو فلاحِ دارین عطا فرما اور سارے عالم کے مسلمانوں کو فلاحِ دارین عطا فرما۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَدَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَالشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

عظمتِ تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ دردِ غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

(حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب)

کیا رابطہ ہے اپنے آسماں سے

گلوں سے ہے نہ مجھ کو گلستاں سے
ہمارا کام ہے آہ و فغاں سے

لرزتی برق بھی ہے آشیاں سے
پڑا پالا ہے طائر کی فغاں سے

مری فریاد ہے رب جہاں سے
بچا مجھ کو بلائے دو جہاں سے

دلِ عشاق میں ہے آگ پنہاں
یقیں کرتا ہوں آہوں کے دھواں سے

یہ کیوں ہے سُرخ سجدہ گاہ عاشق
دُعا کرتے ہیں چشم خونفشاں سے

صِلہ تفویض اور تسلیم سر ہے
کہ ہیں آزاد فکرِ این و آں سے

بڑی خونِ تمنّا سے زمیں نے
کیا ہے رابطہ اپنے آسماں سے

یہ ہے توفیق بس اُن کے کرم سے
کہ ہے صرفِ نظر حُسنِ بُتاں سے

کرم ہے آپ کا اختؔر پہ یا رب
فِدا ہوں آپ پر گر جسم و جاں سے

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳

طریق ولایت

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ———— طریق ولایت
واعظ ———— عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
جامع و مرتب ———— سید عشرت جمیل میر
کتابت ———— محمد علی زاہد
تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ———— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

آغازِ کلام

مجلس صیانۃ المسلمین کا سالانہ اجتماع جو اس سال لاہور میں جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ کو منعقد ہوا جس میں مرشدنا ومولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءھم وادام اللہ انوارھم نے بھی حسب معمول شرکت فرمائی۔ پیش نظر وعظ حضرت والا دامت برکاتہم نے مجلس کے دوسرے دن بعد عصر کے اجلاس مورخہ ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں بیان فرمایا جس میں متقی، اللہ والا اور صاحبِ نسبت بننے کے لیے صحبت اہل اللہ کی اہمیت کو حضرتِ والا نے نہایت موثر، مدلل اور دل نشین انداز میں واضح فرمایا جس سے ضمناً یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سلوک و تصوف کی شاہراہ سُنّت و شریعت ہے۔ ایک دوست نے اس کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے مرتب کیا اور اس کا نام طریق ولایت تجویز کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کے لیے اس کو عطاءِ نسبت بقاءِ نسبت اور ارتقائے نسبت کا ذریعہ بنا کر حضرت والا دامت برکاتہم کے لیے اور جامع و مرتب کے لیے اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بنائیں، آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مرتب: احقر محمد عشرت جمیل میر عفی عنہ
یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
۳ر شوال المکرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶ر مارچ ۱۹۹۴ء

اِس مجلس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت میں ترقی، اصلاحِ نفس، گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق اور ہر ایک مسلمان کا صاحبِ نسبت ہو جانا ہے، ہمارے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجلس کو انہیں خاص مقاصد کے لیے قائم فرمایا اور فرمایا کہ اس شعبۂ تزکیۂ نفس کے لیے میں اب اپنی زندگی کو وقف کرتا ہوں۔

اب اس وقت میرا بیان ہوگا لیکن میں نے کچھ منظوم نصیحت کی ہے بیان سے پہلے اسے آپ سُنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں تصوف کی روح محسوس ہوگی اپنی شاعری پر میں حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تین شعر پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ان اشعار کو نہایت غور سے اور محبت کے ساتھ سُنیں حضرت شاہ صاحبؒ تہجد کے وقت یہ تین شعر پڑھا کرتے تھے

ؔ اُن کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اٹھا کرتے ہیں ہم
ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھُلا کرتے ہیں ہم

جب مجمع اللہ والوں کا ملتا ہے تب دل کھلتا ہے

ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

اور یہ شعر غور سے سُن لیجئے۔

شاعری مدنظر ہم کو نہیں
واردات دل لکھا کرتے ہیں ہم

اشعار عارفانہ مع تشریح

اب میرے اشعار سنئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان میں اس مجلس کی روح محسوس ہو گی۔

(اس کے بعد تائب صاحب نے حضرت والا کے اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیے اور حضرت نے درمیان میں بعض اشعار کی تشریح فرمائی۔ جامع)

جس سے ہیں آپ خوش اس جہاں میں
وہ شب و روز ہے گلستاں میں

اس کی شرح سُن لیجئے۔ زمین پر جو بندہ اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتا ہے اور اپنی خوشیوں کو اللہ پر فدا کرتا ہے یعنی اپنے نفس کی بری خواہشات کا خون کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوش رکھنے کی کفالت اور ضمانت قبول فرماتے ہیں۔ پھر زمین پر وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

دیکھ کر میرے اشکِ ندامت
ابرِ رحمت کی بارش ہے جاں میں
آپ کا سنگِ در اور مرا سر
حاصلِ زندگی ہے جہاں میں

اِس شعر کی شرح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے کرتا ہوں۔ حضرت جلال الدین عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود
کہ مرا با تو سرو سودا بود

اے خدا دونوں جہاں میں زمین کا وہ ٹکڑا مجھے عزیز تر ہے جہاں میرے سر کا آپ کی محبت کے ساتھ سودا ہو رہا ہو یعنی جس زمین پر مجھے آپ کا نامِ پاک لینے کی توفیق ہو جائے وہ زمین مجھے سارے جہان میں خوشتر اور عزیز تر ہے۔

سارے عالم کی لذت سمٹ کر
آ گئی ہے ترے آستاں میں

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ نے حضرت حکیم الاُمتؒ سے فرمایا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب سنئے! آپ کیوں کہ میرے خاص ہیں اس لیے بتاتا ہوں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں اور سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا۔ جو شخص سارے عالم کی لذات کے خالق، اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ تعلق کرتا ہے اس کو سجدہ میں، ان کی چوکھٹ پر سارے جہان کا مزہ مل جاتا ہے۔

لذت ذکرِ حق اللہ اللہ!
اور کیا لطف آہ و فغاں میں
کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

اس کی شرح میں خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا صرف ایک مصرعہ پڑھتا ہوں۔

ع اگر سجدہ میں سر رکھ دوں زمیں کو آسماں کردوں

ے برق گرتا مگر رُخ بدل کر
آہ سُنتا ہوں میں آشیاں میں
درس تسلیم و خونِ تمنّا
ہے نہاں عشق کی داستاں میں

اس شعر کی شرح بہت ضروری ہے کیوں کہ جو لوگ خدائے تعالیٰ کے عشق و محبت کے راستہ میں ہیں ان کو عبادت کرنا آسان ہے، تہجد آسان ہے، حج و عمرہ آسان ہے اور اہل اللہ کی صحبت میں رہنا بھی آسان ہے مگر گناہ چھوڑنے میں مشکل اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس شعر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ان خواہشات کو جوان کی مرضی کے خلاف ہیں ترک کرنے کا حکم دیا ہے پس جو اپنی ناجائز خواہشات کا، ناجائز تمناؤں کا، ناجائز آرزوؤں کا خون کرے گا، کتنا ہی حسین لڑکا یا لڑکی سامنے ہو، کتنا ہی دل بے چین ہو جائے لیکن شدید تقاضے کے باوجود اللہ کے خوف سے تقویٰ سے رہے گا، نظر کی حفاظت کرے گا تو کیا ہوگا؟ آرزو کے خون سے اس کے دل کے آسمان کا سارا افق لال ہو جائے گا اور جس طرح آسمان دُنیا کے افق کو سُرخ کر کے خدا سُورج نکالتا ہے اسی طرح اپنے عاشقوں کے قلب میں خونِ تمنا کے سُرخ افق سے اللہ تعالیٰ اپنی نسبت کا اپنے قرب کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔

لذتِ قربِ بے انتہا کو
کس طرح لائے اختر زباں میں

(اس کے بعد حضرت نے بیان کا آغاز فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے - جامع)

طریقِ ولایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَقَالَ تَعَالٰى
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

حضرات سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی دوستی اور ولایت کا تاج عطا فرمانے کے لیے تقویٰ فرض فرمایا ہے۔ میرے شیخ و مرشد شاہ عبد الغنی صاحبؒ فرماتے تھے کہ عالمِ ارواح میں بھی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ولی اللہ بنا سکتے تھے پھر دنیا میں بھیج کر نماز روزہ کی مشقت، گناہوں سے بچنے کی مشقت کا کیوں مکلف فرمایا؟ تو فرماتے تھے کہ وہاں ولایت کے اسباب نہیں تھے، ارواح مجردہ تھیں، خالی روحیں تھیں جسم نہیں تھا۔ وہاں سر نہیں تھا جو سجدہ کرتا۔ لہٰذا یہاں زمین سجدہ بھی عطا فرمائی اور سر بھی عطا فرمایا۔ سجدہ کے لیے زمین دی اور سر بھی عطا فرمایا کہ مجھے سجدہ کرو۔ پیر دیئے کہ مسجد کی طرف جاؤ، ہاتھ عطا فرمائے کہ میرے سامنے پھیلاؤ، غلافِ کعبہ کو پکڑو۔ آنکھیں دیں اور بینائی عطا فرمائی تاکہ حلال مواقع میں استعمال کرو اور میری ناراضگی کے مواقع سے نظر بچانے کی مشقت اٹھاؤ، میرا ولی بننا چاہتے ہو تو میری راہ میں کچھ

قربانی پیش کرو۔ اسی طرح گال دیئے داڑھی رکھنے کے لیے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر گال فارغ البال ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر اس کو تفصیل سے بیان کروں گا اس وقت صرف یہ بیان کرنا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام حنبلؒ اور امام مالکؒ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور چہرے کے تینوں طرف ایک مشت داڑھی ہونی چاہیے یعنی دائیں بائیں اور ٹھوڑی کے نیچے تینوں طرف ایک مشت ہونا واجب ہے۔ سُنّت کے مطابق داڑھی رکھ کر قیامت کے دن ہر داڑھی والا اللہ تعالیٰ کے حضور خواجہ صاحبؒ کا یہ شعر پیش کر سکے گا

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اور رہ گیا گال فارغ البال رکھنے کا ذوق یہ جنت میں اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے حدیث شریف میں ہے کہ یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِیْنَ اَبْنَاءُ ثَلَاثِیْنَ اَوْ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثِیْنَ۔ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے چہروں پر کوئی بال نہیں ہوگا، نہ وہاں حجام کی دکان ہوگی، نہ بلیڈ ہوگا نہ اُسترا قدرتی طور پر مجرد ہوں گے بالوں سے۔ جیسے کہ ایک سبزہ آغاز تندرست نوجوان ہوتا ہے۔ وہاں سب ایسے ہی ہو جائیں گے اور کجلائی آنکھیں ہوں گی، تیس یا تینتیس سال عمر ہوگی اور مراد اس سے کمالِ شباب ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تقویٰ حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے۔ لہٰذا جو تقویٰ اختیار نہیں کرے گا وہ مومن تو رہے گا لیکن نافرمان مومن ہوگا اور اسی حالت میں موت آئی تو متقی اور ولی اللہ ہو کر نہیں جاسکے گا اب

ہم آپ فیصلہ کرلیں کہ کیا ہم اللہ کے دوست بن کر جانا چاہتے ہیں یا مومن فاسق ہو کر جانا چاہتے ہیں۔

صحبت اہل اللہ سے راہ تقویٰ لذیذ ہوجاتی ہے

اب رہ گیا یہ سوال کہ تقویٰ کی راہ تو بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میاں حکیم اختر! اللہ کا راستہ بظاہر تو بہت مشکل ہے لیکن جب کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجاتا ہے تو یہ راستہ، تقویٰ کا راستہ، ولایت کا راستہ سلوک کا راستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہوجاتا ہے بلکہ لذیذ تر اور مزے دار ہوجاتا ہے اور اس کے متعلق ایک شعر میں پیش کرتا ہوں

؎ مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے تو نفس و شیطان کے رُخ بدل جاتے ہیں اور ایسے شخص پر وہ پھر قابو نہیں پاتے اور تقویٰ کا حصول آسان ہوجاتا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نسخہ کیمیا بتا دیا کہ اے دُنیا والو! اے سائنس دانو! جس طرح تم دیسی آم کو لنگڑے آم کی قلم سے لنگڑا آم بناتے ہو اسی طرح اگر تم ہمارے خاص بندوں کی صحبت میں اپنے دیسی دل کی قلم لگا لو تو ہم دیسی دل کو اللہ والا دل بنا دیتے ہیں اور جس طرح لنگڑے آم کی قلم سے جب دیسی آم لنگڑا آم بن جاتا ہے تو دیسی آم کا نام بدل جاتا ہے، دام بدل جاتا ہے، کام بدل جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے غافل اور نافرمان دل اللہ والا

دل ہو جاتا ہے پھر اس کی قیمت اور دام اور کام کا کیا پوچھنا سینکڑوں دل اس کی برکت سے اللہ والے بن جاتے ہیں۔

صحبتِ اہل اللہ کے بغیر صرف مجاہدہ کافی نہیں

اسی طرح تلی چاہے کتنا ہی مجاہدہ کرلے، رگڑ رگڑ کے اس کی بھوسی چھڑادی جائے اور چاہے کولھو میں پیل دی جائے لیکن وہ تلی کا تیل ہی رہے گا، روغن گل نہیں بنے گا کیوں کہ یہ پھولوں کی صحبت میں نہیں رہا۔ لہٰذا جو لوگ اہل اللہ سے دُور دُور مجاہدات کر رہے ہیں وہ ہوش میں آجائیں اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بھی رہیں تاکہ وہ گل روغن ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو ان کے اندر آجائے ورنہ لاکھ مجاہدے کریں تلی کا تیل ہی رہیں گے۔

صحابہؓ کی فضیلت کا سبب

صحبت سے قیمت بڑھ جاتی ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ نبوت کو ایمان کی حالت میں دیکھ لیا، ابھی کوئی نماز نہیں پڑھ سکا اور شہید ہو گیا۔ بعضے ایسے صحابی ہیں کہ ایمان لاتے کے بعد ہی شہید ہو گئے۔ بتائیے کیا سارے عالم کے اولیاء اللہ اور تہجد گزار ان کو پا سکتے ہیں؟ یہ ہے صحبت کا اثر۔ کیوں کہ اس نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمحہ کی صحبت پالی اب قیامت تک کے اولیاء اللہ امام ابوحنیفہ اور امام بخاریؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور امام غزالیؒ اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ البتہ اولیاء اللہ کی صحبت سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے اسی لیے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کا حکم ہے کہ صادقین متقین کی صحبت میں رہو اور کل عرض کر چکا ہوں کہ کتنا ان کے ساتھ رہیں۔ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ

اتنا ساتھ رہو کہ نہیں جیسے ہو جاؤ۔ ایک ولی اللہ دُنیا سے جاتا ہے تو سینکڑوں کو ولی اللہ بنا کر جاتا ہے ورنہ آج روئے زمین پر اولیاء اللہ کا بیج بھی نہ ملتا، آج کوئی ولی اللہ دُنیا میں نظر نہ آتا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب دنیا سے کوئی ولی اللہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس کی کرسی پر دوسرے ولی کو بٹھا دیتے ہیں، کرسیاں خالی نہیں ہیں۔ یہ ہماری نادانی ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ بایزید بسطامیؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ اب نہیں ہیں حالاں کہ قیامت تک بڑے بڑے اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے لیکن ہمیں مرنے کے بعد اُن کی محبت کی توفیق ہوتی ہے جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تب ہم کہتے ہیں نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ وَ رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ مرنے کے بعد قدر ہوتی ہے لیکن جو زندگی میں قدر کر لیتا ہے ولی اللہ بن جاتا ہے۔

ولی اللہ بننے کے لیے تین شرائط

اس کے ساتھ کل میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اللہ والا بننے کے لیے صحبت اہل اللہ کے ساتھ ذکر اللہ کا دوام بھی ضروری ہے۔ پہلوان کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے پہلوانی سیکھنے والا اگر بادام اور دودھ نہیں پیئے گا تو داؤ پیچ تو جان جائے گا مگر سوکھا ہی رہے گا۔ مقابلہ کے وقت دشمن اس کو پٹک دے گا لہٰذا صحبتِ اہل اللہ کے ساتھ دوام ذکر اللہ بھی کماً اور کیفاً ضروری ہے ورنہ روح میں پوری طاقت نہیں آئے گی اور نفس و شیطان اس کو پٹک دیں گے یعنی مغلوب ہو کر یہ گناہ کر بیٹھے گا۔ اللہ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ بندہ ان کا ہوتا چلا جاتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے۔

اس کے متعلق ایک مضمون کل باقی رہ گیا تھا کہ جیسے دنیاوی پہلوانی میں پہلوان اُستاد اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ دیکھو میرے اکھاڑے میں آکر مجھ سے داؤ پیچ سیکھنا اور گھر جا کر بادام اور دودھ پینا لیکن اس کے ساتھ ذرا لنگوٹی مضبوط رکھنا، کوئی بدپرہیزی نہ کرنا۔ اسی طرح اللہ والے بھی یہی فرماتے ہیں، قرآن پاک اور حدیث پاک کے ارشادات ہی وہ سناتے ہیں کہ تقویٰ کے لیے جتنا ضروری اللہ والوں کی صحبت ہے جتنا ضروری ذکر اللہ کا دوام ہے اس سے زیادہ ضروری ہے کہ گناہوں سے بچے۔ گناہ زہر ہے زہر۔ لہٰذا خود سمجھ لیجئے کہ اس سے پرہیز کتنا ضروری ہے۔ اگر لاہور میں محمد علی کلے آجائے اور باکسنگ کا اعلان ہو اور اس کو اکیاون انڈے کھلا دیئے اور پچیس مرغیوں کا سوپ پلا دیا لیکن ذرا سا زہر بھی کھلا دیا تو وہ جیت نہیں سکتا۔ جو لوگ صحبت اہل اللہ اور التزام ذکر اللہ کے ساتھ گناہوں کا زہر بھی کھا رہے ہیں وہ نفس و شیطان کے مقابلہ میں بازی نہیں پا رہے ہیں مغلوب ہیں، جیت نہیں پا رہے ہیں، ان کے قلب کو آج تک نسبت مع اللہ حاصل نہ ہو سکی کیوں کہ نافرمانی کا زہر ایمان کو کمزور کر دیتا ہے حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیسے کوئی ہرا بھرا درخت ہو اور کوئی وہاں آگ جلا کر سینک لے تو اس کی ساری سبزی و شادابی ختم ہو جاتی ہے پتیاں جھلس جاتی ہیں پھر دوبارہ ہرا بھرا بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ گناہ کبیرہ سے ایمان کے درخت کا یہی حال ہوتا ہے قلب ویران ہو جاتا ہے اِلّا یہ کہ توبہ کر لے اور آہ و فغاں کر کے اللہ کو راضی کر لے لیکن گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو انسان کے نفس کو تزکیہ اور ترک معصیت کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

مَازَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۔ اگر اللہ کی رحمت اور فضل تم پر نہ ہوتو تم کبھی پاک نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل کا محل کیا ہے؟

لیکن یہ رحمت و فضل کہاں ملیگا جس سے ہمیں گناہ چھوڑنے کی توفیق ہو ؟ یہ فضل اللہ والوں کی صحبت میں نصیب ہوتا ہے۔ دلیل کیا ہے ؟ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیۡسُهُمۡ (صفحہ ۹۴۸ جلد ۲) اگر تم اللہ والوں کی صحبت میں رہو تو تم کبھی شقی نہیں ہوسکتے۔ تمہاری شقاوت و بدنصیبی سعادت و خوش قسمتی سے تبدیل کردی جائیگی۔

معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی صحبت سے بروایت بخاری شریف شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے اور جب شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے تو پھر گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی ہوجاتی ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے ؟ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دعائیں سکھائیں اَللّٰهُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِتَرۡكِ الۡمَعَاصِیۡ اے اللہ ہمیں اپنی وہ رحمت دے دے جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں وَلَا تُشۡقِنِیۡ بِمَعۡصِیَتِكَ اور اپنی نافرمانی سے مجھے شقاوت میں مبتلا نہ فرما۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خاصیت ہے شقاوت کی اور جب اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی صحبت سے شقاوت کو سعادت سے بدل دیں گے تو ان شاء اللہ گناہوں سے بچنے کی توفیق بھی ہوجائے گی۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ والوں کے پاس اس لیے نہیں جاتے کہ وی سی آر چھوڑنا پڑے گا سینما چھوڑنا پڑے گا، عورتوں کی نظارہ بازی اور عشق حرام کی لذتوں کی

درآمدات پر پابندی عائد کردیں گے، ہر گناہ چھوڑنا پڑے گا مگر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ چھوڑنا نہیں پڑے گا خود بخود چھوٹ جائے گا۔ ایسا یقین، ایسا ایمان اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوگا کہ آپ گناہ چھوڑ کر خوشی منائیں گے سجدۂ شکر بجائیں گے، اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ یا اللہ گناہوں کی گٹر لائن، غلاظت اور نجاست کی نالیوں سے آپ نے ہم کو نکال کر تقویٰ والی زندگی نصیب فرمادی اور حضرت نے عجیب وغریب مثال دی کہ ایک آدمی دس ہزار رشوت لے کر بھاگا جا رہا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے کہ اپنی بیوی کے لیے فلاں فلاں چیز خریدوں گا اور زمین کا فلاں پلاٹ خریدوں گا کہ اتنے میں اس کا ایک گہرا دوست آتا ہے اور کہتا ہے کہ پیچھے پولیس آرہی ہے۔ تمہارے ان نوٹوں پر پولیس کے اور رشوت دینے والے کے دستخط بھی ہیں۔ تمہیں پھنسانے کے لیے یہ رشوت دی گئی ہے۔ وہ گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ ایک کُھلا ہُوا گٹر نظر آتا ہے۔ کہتا ہے کہ خدا اس ڈھکن چور کا بھلا کرے اور اس کو بھی اللہ والا بنادے کہ آئندہ چوری نہ کرے اور دس ہزار کی رقم فوراً گٹر میں پھینک دیتا ہے۔ بتائیے یہ نوٹ چھوڑ کر وہ خوش ہوگا یا غمگین؟ خوش ہوگا کہ جان بچی تو لاکھوں پائے ورنہ دس سال کی قید ہوتی اور نہ جانے کتنا جرمانہ ہوتا۔ اب جتنا پولیس پر یقین ہے، جتنا حکومت کے ڈنڈوں پر یقین ہے اللہ والوں کی صحبت سے جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم پر ایمان ویقین پیدا ہوجائے گا تو گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے، خود بخود چھوٹ جائیں گے اور گناہ چھوڑ کر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔

متاعِ جان جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

اور دوستو! یہ بتائیے اگر کوئی آپ کی جیب سے کنکر پتھر نکال کر ایک کروڑ کا موتی رکھ دے تو کیا آپ اس سے لڑیں گے؟ گناہ کنکر پتھر ہیں بلکہ کنکر پتھر پاک ہوتے ہیں، گناہ تو ناپاک ہیں۔ بس اگر گناہ چھوڑنے سے اللہ ملتا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہم سب جلدی گناہ چھوڑ دیں اور اللہ کو پا کر یہ شعر پڑھیں۔

جما دے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر دے کر اے خدا میں آپ کو پا گیا۔ الحمدللہ کہ بہت سستا پایا میں نے آپ کو۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک ولی اللہ جا رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے خدا! میں کیا قیمت ادا کروں جس سے آپ مل جاتے ہیں۔ آسمان سے آواز آئی کہ مجھ پر دونوں جہان فدا کر دے تب میں ملتا ہوں۔ اس اللہ والے نے کہا۔

قیمت خود ہر دو عالم گفتئی

اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں عالم بتائی ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ابھی دام اور بڑھائیے۔ ابھی تو آپ سستے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہی محبت کی توفیق عطا فرما دے۔

دوستو! ایک دن تو مرنا ہے۔ ایک دن ساری جائیداد چھوڑ کر، زمین و مکان چھوڑ کر، اہل و عیال چھوڑ کر جانا ہے۔ اس دن ہاتھوں سے گھڑیاں اتار لی جائیں گی، جسم کے کپڑے اُتار لیے جائیں گے، کفن لپیٹ کر جب قبر میں ڈالا جائے گا اس وقت مردہ بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہے۔

ے شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

اور یہ دوسرا شعر بھی بزبانِ حال پڑھتا ہے۔

ے دبا کے قبر میں سب چل دیئے دُعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

صحبتِ اہل اللہ کی کرامت

جب ایک دن جانا ہے تو کیوں نہ جانِ جاناں بن کر جاؤ جیسا کہ خواجہ صاحب نے اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے عرض کیا تھا جب نسبت عطا ہوئی۔

ے تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اے حکیم الامتؒ! آپ کی صحبت سے، آپ کی تربیت سے مسٹر کی ٹرمس ہوئی، اخلاقِ رذیلہ اخلاقِ حمیدہ سے تبدیل ہو گئے، آج وہ علماء کا شیخ بنا ہوا ہے، مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ان کو اپنا شیخ بنایا۔ مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نے ان کو اپنا مصلح اور شیخ بنایا۔ یہ کیا بات ہے کہ مسٹر تو شیخ العلماء ہو جائے

اور علماء کو اپنے اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کا اہتمام نہ ہو۔ جن بزرگوں کے نام پر ہم جامعات قائم کر رہے ہیں، جامعہ رشیدیہ، جامعہ قاسمیہ، جامعہ اشرفیہ ان بزرگوں کے طریقہ پر ہمیں اہل اللہ کی صحبت کا بھی اہتمام چاہیے اور الحمدللہ ہو رہا ہے۔ یہاں تو سب حضرات اللہ والوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ بات کہہ دیتا ہوں تاکہ جو نہ جڑے ہوں ان کو توفیق ہو جائے۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ والوں سے جڑنے سے کیا ہوتا ہے اس پر دو واقعات سناتا ہوں۔

صحبتِ اہل اللہ کی کرامت کا ایک واقعہ

شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے تفسیر

موضح القرآن کے مصنف شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد فتح پوری دہلی میں کئی گھنٹے ذکر و تلاوت میں مصروف تھے۔ تلاوت اور ذکر اللہ کا نور دل سے چھلک کر آنکھوں میں آرہا تھا۔ جب نور سے دل بھر جاتا ہے تو چہرہ سے جھلکنے لگتا ہے، آنکھوں سے چھلکنے لگتا ہے۔ یہ ہے سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ○ سیما کیا چیز ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں هُوَ نُوۡرٌ یَّظۡهَرُ عَلَی الۡعَابِدِیۡنَ یَبۡدُوۡا مِنۡ بَاطِنِهِمۡ اِلٰی ظَاهِرِهِمۡ اللہ والوں کا باطن جب نور سے بھر جاتا ہے تو ان کے ظاہر سے جھلکنے لگتا ہے۔ عبادت کا نور، اللہ کی محبت و معرفت کا نور ان کی آنکھوں میں آگیا تھا۔ جیسے ہی مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ایک کتا بیٹھا ہوا تھا، اس پر نظر پڑ گئی۔ وہ قلب جو انوارِ الٰہیہ سے بھرا ہوا تھا اور جس کے انوار آنکھوں سے چھلک رہے تھے وہ اس کتے پر پڑ گئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جہاں جہاں وہ کتا جاتا تھا دہلی کے سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے۔ حکیم الامت

نے ہنس کر فرمایا کہ ظالم تمام کتوں کا پیر بن گیا۔ پھر حضرتؒ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ ہائے جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ دل سے اللہ والوں کی صحبت میں رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی محروم نہیں رہ سکتا اور اگر کسی کے اندر اللہ تعالیٰ کی طلب اور پیاس بھی نہ ہو تو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ تب بھی اللہ والوں کے پاس جاؤ وہ پیاس بھی دینا جانتے ہیں۔

؎ گر تو طالب نیستی تو ہم بیا
تا طلب یابی ازیں یار وفا

اگر تمہارے اندر اللہ کی طلب اور درد محبت نہیں ہے تب بھی تم اللہ والوں کے پاس جاؤ ان کے صدقہ میں تمہیں طلب اور پیاس بھی عطا ہو جائے گی۔

اس فارسی شعر کے مفہوم کو اخترؔ نے ایک ہندی شعر میں عرض کیا ہے مگر وہ ایسی ہندی ہے جو آپ سمجھ لیں گے۔

پیاسے کو پانی ملے اور بن پیاسے کو پیاس
اخترؔ ان کے در سے ہے کوئی نہیں بے آس

اللہ والوں پر اعتراض محرومی کا پیش خیمہ ہے

اللہ والوں کے دروازہ سے

ان شاء اللہ محرومی نہیں ہو گی مگر شرط یہ ہے کہ دل میں بغض و عناد نہ ہو۔ ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِہٖ وَنَظَرَ اِلَیْہِ اِحْتِقَارًا فَلَا یُفْلِحُ اَبَدًا جس نے اپنے شیخ پر اعتراض کیا اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے

فرمایا کہ ایک مرید نے میرے ساتھ سفر کیا۔ رات کو تقریر کی تھی، دماغ تھکا ہوا تھا حضرت نے آرام فرمایا۔ اہل اللہ اور علماء دین کی نیند کو بھی اللہ تعالیٰ عبادت میں لکھتا ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کا دروازہ بناتے ہوئے بڑھئی کے اوزار و آلات گھس جائیں اور وہ ان کو ایک گھنٹہ تک تیز کرتا رہے تو آپ کو اس وقت کی مزدوری بھی دینی پڑتی ہے کیوں کہ آپ ہی کے کام میں اس کے آلات گھسے ہیں پس جو علماء دین اللہ کے دین کے کام میں اپنے دماغ کو تھکا رہے ہیں ان کا سونا بھی عبادت ہے۔ ان کے سونے پر بھی اللہ اجر دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس نے مجھے خط لکھا کہ چوں کہ آپ نے رات ریل میں تہجد نہیں پڑھی اور میں نے پڑھی حالاں کہ میں مرید ہوں، آپ کی عبادت سے تو میری عبادت زیادہ ہے لہٰذا میں آپ سے بیعت فسخ کرتا ہوں۔ کاش کہ یہ ظالم سمجھتا کہ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور جملہ اہل اللہ کی دو رکعات ہماری لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ ان کا سونا ہمارے جاگنے سے بہتر ہے، ہمارے تہجد و اشراق و اوابین سے افضل ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عارف کی دو رکعات غیر عارف کی لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ اللہ والوں پر اعتراض کرنے والے محروم ہی رہتے ہیں۔

ایک فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

اہل اللہ کی صحبت

سے کیا ملتا ہے اس کو ایک فقہی مسئلہ سے ثابت کرتا ہوں۔ کسی کے پاس دس ہزار روپیہ ہے۔ سال کے گیارہ مہینے گذر گئے۔ زکوٰۃ فرض ہونے میں ایک مہینہ رہ گیا کہ دس ہزار کی رقم اور آگئی۔ ایک ماہ بعد اب اس نئی رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہے

علماء دین اس وقت موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے۔ دس ہزار کی اس نئی رقم پر تو ابھی سال نہیں گذرا پھر اس پر زکوٰۃ کیوں فرض ہوئی ؟ وجہ یہ ہے کہ گیارہ مہینہ سے جو رقم مجاہدہ میں تھی اس کی صحبت میں یہ دس ہزار کی نئی رقم آگئی جس کی برکت سے ایک ہی مہینہ میں وہ بالغ ہوگئی اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کر دی کہ یہ سرکاری دربار میں قبول کی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ جو مجاہدہ کرنے والے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے کم مجاہدہ والوں کا بھی کام بن جاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں جلد اللہ والا بننے کا یہی راز ہے۔ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تھرڈ کلاس کا ڈبہ جس کی سیٹیں بھی پھٹی ہوئی ہیں، اسکرو ڈھیلے ہیں، چوں چاں کر رہا ہے لیکن اگر فرسٹ کلاس کے ڈبوں سے جڑا رہے تو جہاں انجن پہنچے گا وہ تھرڈ کلاس والا ڈبہ بھی وہاں پہنچ جائے گا۔ پس اگر ہم نالائق ہیں، گنہگار ہیں تو لائقوں کے پاس تو رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ نجات پائیں گے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے فرماتے ہیں کہ اگر تم کانٹے ہو تو پھولوں کے دامن میں چھپے رہو۔ جو کانٹے پھولوں کے دامن میں ہیں اللہ تعالیٰ کا عجیب دستور ہے کہ باغبان ان کو باغ سے خارج نہیں کرتا

؎ آں خاری گریست کہ اے عیب پوش خلق

ایک کانٹا رو رہا تھا کہ اے مخلوق کے عیب چھپانے والے ! میرا عیب کیسے چھپے گا، مجھے تو آپ نے کانٹا پیدا کیا۔

شد مستجاب دعوت او گلعذار شد

اللہ تعالیٰ نے اس کی دُعا قبول کر لی اور اس پر پھول کھلا دیا جس کے دامن میں اس خار کا عیب چھپ گیا۔ بتائیے کہ گلاب کے پھول کے نیچے کانٹے ہیں

یا نہیں ؟ مگر کیا کسی باغ سے وہ کانٹے نکالے جاتے ہیں ؟ اسی طرح اگر ہم اللہ والوں سے جڑے رہیں گے تو امید ہے کہ ان کے صدقہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ جہاں وہ جائیں گے مثل کانٹوں کے ہم بھی ساتھ ہوں گے محبت کی برکت سے۔

محبت کی کرامت

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ محبت کی تو لغت ہی ایسی ہے کہ بغیر دونوں ہونٹوں کے ملے ہوئے ادا نہیں ہوسکتی۔ دونوں ہونٹوں کو الگ کرکے ذرا کوئی محبت کا لفظ ادا کرکے دکھائے۔ لاکھ کوشش کروگے محبت کا لفظ نہیں نکلے گا۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ جب محبت کا اسم اتنا مبارک ہے کہ بغیر اتصال شفتین کے ادا نہیں ہوسکتا یعنی دونوں ہونٹوں کے ملے بغیر ادا نہیں ہوسکتا بس جس کا اسم ہی متقاضی وصل ہے تو اس کا مسمّٰی کیسا ہوگا لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے، اللہ والوں سے محبت کریں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ ہوں گے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اس حدیث کی شرح انشاء اللہ آئندہ کبھی پیش کروں گا۔ اب دوسرا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

اہل اللہ کی کرامت کا دوسرا واقعہ

حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جارہے ہیں۔ یہ کون شخص ہیں ؟ یہ وہ ہیں جنہوں نے سلطنت بلخ خدا پر فدا کی جس وقت وہ آدھی رات کو گدڑی پہن رہے تھے اور شاہی لباس اُتار رہے تھے اور خدا پر سلطنت کو فدا کررہے تھے اس وقت کا نقشہ اخترؔ نے مثنوی مولانا روم کی شرح میں یوں کھینچا ہے۔

جسمِ شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہِ شاہی فقر میں روپوش ہے
فقر کی لذت سے واقف ہو گئی
جانِ سُلطاں جانِ عارف ہو گئی

یہ سلطان ابراہیم ابن ادھم راستہ سے گذر رہے ہیں کہ دیکھا کہ ایک شرابی نشہ میں بے ہوش پڑا ہے۔ یہ پہچان گئے کہ کسی رئیس کا بیٹا ہے اور مسلمان ہے۔ افسوس سے ایک آہ کھینچی کہ آہ جس زبان سے یہ کلمہ پڑھتا ہے اسی سے شراب بھی پیتا ہے، زیادہ پی گیا تھا، قے ہو گئی تھی، چہرہ پر مکھیاں بھنک رہی تھیں۔ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ نے آسمان کی طرف دیکھا اور دل میں کہا کہ اے خُدا اگرچہ یہ آپ کی نافرمانی کی حالت میں ہے لیکن اس کو آپ سے نسبت ہے کہ یہ آپ کا بندہ ہے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی گلی کے کُتے کو پیار کر رہا تھا تو یہ تو آپ کا بندہ ہے اور مسلمان ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کی قے کو صاف کیا، مُنہ دھویا۔ مُنہ پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی لگنے سے وہ ہوش میں آگیا۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ تو تارکِ سلطنت بلخ ہیں، اتنے بڑے ولی اللہ یہاں کیسے آگئے۔ فرمایا کہ تم بے ہوش تھے۔ میں نے تمہارا چہرہ دھویا اور یہ تمہاری قے دھوئی ہے۔ وہ رونے لگا کہ آہ میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گنہگاروں کو حقیر سمجھتے ہوں گے مگر آج معلوم ہُوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گنہگاروں سے محبت کرنے والا بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ مجھے ابھی توبہ کرائیے وَاللّٰہِ لَا اَشْرَبُ خَمْرًا اَبَدًا خدا کی قسم اب کبھی شراب نہیں پیوں گا اور حضرت سُلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ اسی وقت شاہ ابراہیم ادھم کو کشف ہُوا کہ توبہ کرتے ہی اس شخص کو ولایت کا بہت بلند

مقام عطا ہوگیا اور اپنے وقت کے تمام اولیاء سے آگے بڑھ گیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رات میں حضرت ابراہیم ابن ادھم نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ لوگ بڑے بڑے مجاہدے کررہے ہیں تہجد و اشراق پڑھ رہے ہیں لیکن ان کو اتنا اونچا درجہ نہیں ملا اور اس شرابی نے ابھی توبہ کی اور اس کو آپ نے اتنا اونچا مقام دے دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم ابن ادھم میرے لیے تو نے سلطنت فدا کی اور سلطنت کا عیش و آرام اور عزت و جاہ چھوڑ کر میرے لیے فقیری اختیار کی اور میرے لیے غار نیشاپور میں دس سال عبادت کی اور میری خاطر سے تو نے ایک گنہگار بندہ کا منہ دھویا اور اس کی قے صاف کی اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ تو نے میری خاطر سے، میری محبت میں اس کا چہرہ دھویا کہ یہ میرا بندہ ہے۔ گناہ سے تو تجھے نفرت تھی لیکن گنہگار سے میری نسبت کی وجہ سے نفرت نہیں کی اور اس شرابی گنہگار کا چہرہ دھویا فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ پس میں نے تیری خاطر سے اس کا دل دھویا اور جس کا دل خدا دھو دے اس کے دل میں رذائل کا امالہ نہیں ہوتا ازالہ ہوجاتا ہے۔

اس واقعہ پر علماء دین فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں اللہ والے مجاہدہ کرتے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کی محبت میں جلا کر خاک کیا ہو ان کے ساتھ جو رہتا ہے اُن سے محبت کرتا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ فضل فرما دیتے ہیں۔ جیسے مجاہدہ تو حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ کا تھا لیکن ان کے اکرام میں اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی پر بھی فضل فرمادیا حضرت ابراہیم کی اس گنہگار پر تھوڑی سی عنایت و توجہ کا انعام اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ اس کو اس زمانہ کا بہت بڑا ولی اللہ بنا دیا۔

صحبت کی نافعیت کی ایک مثال

اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ایک مثال اور دیتے ہیں کہ دس لاکھ کی کار کسی نے خریدی اور اس کے خریدنے کے لیے کتنا مجاہدہ کیا۔ محنت سے دن رات کمایا خون پسینہ بہا کر روپیہ جمع کیا پھر کار خریدی اور آپ نے اس سے دوستی کرلی۔ دوستی کی برکت سے کبھی آپ کو اپنی کار میں بٹھائے گا کہ کہاں جارہے ہو، آؤ بیٹھ جاؤ۔ محنت و مجاہدہ اس نے کیا اور آپ نے محنت نہیں کی لیکن دس لاکھ کی کار میں آپ کو کیوں بیٹھا لیا ؟ محبت اور تعلق کی وجہ سے۔

دوستو! اسی طرح جو لوگ اللہ والوں سے محبت و تعلق رکھتے ہیں ان اللہ والوں کے مجاہدات کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ولایت کے بلند مقام پر پہنچا دیتے ہیں یہ اللہ والوں کی برکت ہوتی ہے کہ تھوڑے مجاہدہ پر ان کے تعلق کی برکت سے انعام بڑا مل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کو ولایت کے لیے منتخب کر لیتے ہیں تو اعمال ولایت، جذباتِ ولایت، خیالاتِ ولایت، اخلاقِ ولایت خود عطا فرماتے ہیں۔ دیکھئے حکومت کسی کو پہلے ڈپٹی کمشنری کے لیے منتخب کرتی ہے پھر بنگلہ ملتا ہے، پھر سرکاری موٹر ملتی ہے پھر سرکاری جھنڈا اس کی کار پر لگایا جاتا ہے پھر پولیس اس کی حفاظت کے لیے دی جاتی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ آسمان پر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اس بندہ کو مجھے اپنا ولی بنانا ہے۔ اس انتخاب کے بعد پھر اس کو اعمالِ اولیاء، اخلاقِ اولیاء، جذباتِ اولیاء، لذتِ مناجات سجدہ کی لذت اور ایسی تمام نعمتیں خود عطا فرماتے ہیں اور بندہ بزبانِ حال کہتا ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو
ہمہ تن ہستیٔ خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

لیکن ایک بات یہ بھی عرض کردوں کہ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کو فانی بتوں سے، مَرنے گلنے والی لاشوں سے بچاتا ہے۔ لہٰذا جو اللہ کا ہونا چاہتا ہے اسے ان حسینوں سے نظر بچانی پڑے گی، گناہ سے اپنے کو بچانا پڑے گا، خونِ تمنا پینا پڑے گا جیسا کہ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔

؎ بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اور جیسا کہ مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔

؎ ہم نے لیا ہے داغ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

فانی اور مُرجھانے والے پھولوں کی بہاروں کو چھوڑنے کا ہم نے غم اٹھایا ہے، پھول جیسے چہروں سے نظر بچانے کا زخم دل پر کھایا ہے اور حق تعالیٰ کے قرب کی غیر فانی بہار کے لیے حُسنِ فانی کے چمن کو لٹایا ہے تب کہیں جا کر اللہ ملتا ہے، لہٰذا فانی اور بگڑنے والے پھولوں کو چھوڑ دو یعنی ان حسینوں سے دل نہ لگاؤ اور سوچو کہ آج ایسے ہیں کل کیسے ہوں گے۔

ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے
کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے

اور حسینوں کا انجام سُن لو اختر کی زبان سے۔

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی داد ہوا کوئی دادی ہوئی
اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

عشقِ مجازی اضطراب وبے چینی کا سرچشمہ ہے

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب آج کل رات بھر نیند نہیں آرہی ہے۔ کسی سے دل لگا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں دل لگایا غیر اللہ سے۔ غیروں سے تو یہی اضطراب، بے چینی اور پریشانی ملتی ہے پریشانی میں لفظ پری موجود ہے۔ پری آئی کہ شانی خود لائے گی۔ میرا ایک اور شعر سُنیں

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

جتنے لوگ دنیوی عشق میں مبتلا ہیں یہی کہتے ہیں کہ دل پریشان ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ تم کو چین ہماری یاد سے ملے گا۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے چین لینا چاہتے ہو۔ خالقِ حیات کا اعلان ہے

کہ جو ایمان اور تقویٰ سے رہے گا ہم اس کی زندگی کو پاکیزہ اور بالطف کردیں گے اور جو چوروں کی طرح نافرمانی سے حرام لذت درآمد کرے گا ہم اس کی زندگی کو دُنیا ہی میں تلخ کردیں گے اور وہ خالقِ حیات جس کی حیات کو تلخ کرے ساری کائنات کی لذتیں اس کو شیرینی عطا نہیں کرسکتیں۔

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہ پیغمبر نہ چھوڑ

یہ بھی مٹی ہے تو بھی مٹی کا۔ مٹی کو مٹی پر مٹی مت کرو ورنہ مٹی مثبت مٹی مثبت مٹی میزان میں مٹی ہی آئے گی اور قیامت کے دن کوئی قیمت نہیں لگے گی اور اگر اللہ پر فدا ہوئے تو ہماری مٹی کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی رضا مثبت ہوگی۔ پھر کیا قیمت ہوگی اس خاک کی! سُبحان اللہ۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

بس تین عمل کرلیں تو ہم سب ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والے ہوجائیں گے۔

۱۔ اللہ والوں سے تعلق یعنی صحبت اہل اللہ کا التزام ۲۔ ذکر اللہ کا دوام ۳۔ گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔ باقی مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو قبول فرمائے اور اپنی رحمت سے بغیر استحقاق کے ہماری جانوں کو جذب فرماکر یا اللہ ہم سب کو اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچا دیجئے۔ اے اللہ یہ دُعا اپنے استحقاق اور صلاحیت کی وجہ سے نہیں آپ کے کرم کے سہارے پر مانگ رہے ہیں کیوں کہ آپ کریم ہیں اور ہم جن جن گناہوں

میں مبتلا ہیں یا رب العالمین ان سے ہمیں نکال لیجئے اپنے کرم سے ۔ اپنے کرم سے نکال لیجئے ۔ اے اللہ ہم کو نفس و شیطان کے چنگل سے چھڑا کر، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اے اللہ سو فیصد اپنی غلامی اور فرماں برداری کی حیات نصیب فرما دیجئے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اہم نصیحت

جلیل القدر تابعی حضرت

سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد

دُنیا کے لیے اتنی محنت کرو جس قدر دُنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جس قدر وہاں رہنا ہے

کلامِ محبت و معرفت

غرض اتنی ہے بس پیرِ مغاں کے جام و مینا سے
کہ ہم مالک کو اپنے دیکھ لیتے قلبِ بینا سے

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلّی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اُس کی تجلّی طورِ سینا سے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مجاز ایک سراب

آہ میرے شباب کا عالم
اور دل کے کباب کا عالم
تھا مگر سب سراب کا عالم
اب ہے دریا حباب کا عالم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴

تکمیلِ معرفت

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کُتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——————— تکمیلِ معرفت

واعظ ——— عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ——————— سیّد عشرت جمیل میر

کتابت ——————— محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ——————— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ١١١٨٢
کراچی فون ٤٦٨١١٢ ٤٩٩٢١٧٦

فہرست

پیش لفظ

یہ وعظ جو پیشِ ناظرین ہے مرشدنا و مولانا عارف باللہ شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے مجلس صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع کے تیسرے اور آخری دن کی بعد عصر کی آخری نشست میں مؤرخہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار بوقت تقریباً پونے پانچ بجے شام جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور کے صحن میں بیان فرمایا جس میں حضرت والا دامت برکاتہم نے اپنے خاص عاشقانہ و دلآویز انداز اور درد بھرے الفاظ میں حصول نسبت خاصہ علیٰ سطح الولایہ کے لیے قلب کو غیر اللہ سے پاک کرنے کی ضرورت و اہمیت کو واضح فرمایا جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کی تکمیل اور نسبت مع اللہ کا خواب دیکھنا ریت پر محل بنانا ہے۔ جتنے معبودانِ باطل ہیں خواہ باہ کے ہوں خواہ جاہ کے یعنی خواہ بتانِ مجازی کا عشق ہو خواہ حبِ جاہ و حبِ مال وغیرہ ہو جب تک یہ اٰلہ باطلہ قلب سے نہیں نکالے جائیں گے حصولِ نسبت مع اللہ محال ہے۔ الا اللہ کی تجلی لا الٰہ کی تخلی پر موقوف ہے اس بلیغ مضمون کو حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے مختصر اور جامع انداز میں قرآن و حدیث کے دلائل اور مثنوی مولانا روم کی شرح اور اپنے دردِ عشق و زبانِ عشق سے بیان فرمایا جو سالکان طریق کے لیے مشعل راہ اور سلوک و تصوف کا نچوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرماویں اور سالکین طریق کے لیے قیامت تک مشعلِ ہدایت بنا کر حضرت والا دامت برکاتہم اور جملہ خدام و معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنا دیں۔ آمین

اس وعظ کو برادرم سہیل احمد صاحب انجینئر نے ٹیپ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے ترتیب دیا اور گاہ گاہ حوالے بین القوسین درج کیے اور اس کا نام "تکمیلِ معرفت" تجویز کیا گیا اور حضرت والا دامت فیوضہم کی نظر ثانی کے بعد آج مورخہ ۶ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹ر اپریل ۱۹۹۴ء بروز دو شنبہ سُپرد طباعت کیا جارہا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ
یکے از خدام خانقاہ گلشن اقبال کراچی ۶ر ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ

توبہ کا کمال

فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اُڑا دیتی ہے

کمالات اشرفیہ

تکمیلِ معرفت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (سورہ بقرہ) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

(ترمذی، ابواب الدعوات)

حضراتِ سامعین! آج آخری جلسہ میں میرے قلب میں یہ تقاضا ہوا کہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت پر کچھ مضمون عرض کروں۔

کہاں تک ضبطِ بے تابی کہاں تک پاسِ بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ ہم فریاد کرتے ہیں

یہ شعر ہمارے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے۔
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کی غذا محبت ہے جیسے پیٹ کی غذا روٹی ہے، آنکھ کی غذا اچھے مناظر، پہاڑ، درخت وغیرہ اچھی چیزیں دیکھنا ہے، دل کی غذا محبت ہے لیکن اگر غذا ناقص ہوتی ہے تو صحت خراب ہوجاتی ہے۔ اگر محبوب ناقص ہے تو دل کی صحت خراب ہوجاتی ہے بلکہ غیر اللہ کا نقطۂ آغاز دل سے اگر لگا تو اسی وقت سے دل کی پریشانی شروع ہوجاتی ہے۔ حضرت تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق مجازی، غیر اللہ سے دل لگانا یہ عذابِ الٰہی ہے جس کو دوزخ کا عذاب دُنیا میں دیکھنا ہو تو وہ ان لوگوں کو دیکھ لے جنھوں نے غیر اللہ سے دل کو لگایا ہے نیند غائب، ہر وقت پریشان اور دل میں اختلاج۔ ویلیم فائیو کھایا، ویلیم ٹین کھایا، آخر میں پاگل ہو کر گدو بندر چلے گئے۔ اس دُنیائے حُسن نے کتنوں کو پاگل کر دیا۔ اس لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی کے جغرافیہ اور رنگ و روپ سے، ظاہری ڈسٹمپر اور نقش و نگار سے، آنکھوں سے اور کتابی چہرے سے دل لگاتا ہے کچھ دن کے بعد یہ محبت نفرت اور عداوت سے تبدیل ہو جاتی ہے اور جو اللہ والی محبت ہوتی ہے ہمیشہ قائم رہتی ہے، تر و تازہ رہتی ہے یعنی دنیا میں بھی، عالمِ برزخ میں بھی، میدان محشر میں بھی اور جنت میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ والے جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں میدان محشر میں بھی عرش کے سائے میں رہیں گے۔ یہ اللہ والی محبت ایسی نعمت ہے۔ لہٰذا حضرت فرماتے ہیں کہ اگر محبوب ناقص ہے اور دل کو یہی ناقص غذا دے دی تو دل تباہ ہو جائے گا خراب ہو جائے گا۔

کلمۂ طیبہ کے معانی

لہٰذا اس سلسلہ میں آج لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تفسیر کرنا چاہتا ہوں لا الٰہ کے معنی غیر اللہ سے دل کو نہیں لگانا۔ جتنے باطل خدا ہیں خواہ وہ جاہ کے ہوں خواہ باہ کے ہوں یا حُسن کے ہوں، ان باطل خُداؤں سے قلب کو پاک کر لو تب اِلَّا اللہ ملے گا۔ ایک فوج کے افسر نے مجھ سے پوچھا کہ الّا اللہ کیسے مضبوط ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا جتنا لا اِلٰہ

مضبوط ہوگا اتنا ہی اِلَّا اللہ مضبوط ہوتا ہے۔ اگر باطل خداؤں سے قلب پاک نہیں ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی گندم لگاتے لیکن وہیں دوسرے گھاس پودے پیدا ہو جائیں تو گندم کی کھاد اور پانی کو دوسری گھاس اور پودے لے لیں گے اور گندم کمزور رہ جائے گا۔ غیر اللہ دل میں ہوگا تو الا اللہ کی صحیح کیفیت محسوس بھی نہ ہوگی۔ دس ہزار روپے والا عطرِ عود ایک شخص نے لگایا مگر بلّی کا پاخانہ بھی لگا لیا اور ایک مہینہ سے غسل بھی نہیں کیا تھا۔ پسینہ کی بدبو آرہی ہے۔ بتائیے عطرِ عود کی خوشبو محسوس ہوگی؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے لاالٰہ سے گویا قلب و روح کو دُنیا کی بدبو اور پسینہ اور غیر اللہ کی آلائش سے پاک فرمایا پھر الا اللہ کا عطر عطا فرمایا۔ غیر اللہ کی نفی کو مقدم کیا۔ کلمہ کا یہ پہلا جز ہے۔ لیکن غیر اللہ سے کٹنا اور اللہ سے جُڑنا کس طرح سے ہوگا۔ محمد رسول اللہ۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ سُنّت سے اللہ ملے گا اور طریقۂ سُنّت پر چلنے والے کون ہیں؟ اللہ والے، متبعینِ سُنّت عارفین ہیں ان سے ہی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پوچھنا پڑے گا۔ اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا (پارہ ۱۹، سورۂ فرقان آیت ۵۹) رحمٰن کی شان کو باخبر لوگوں سے یعنی اللہ والوں سے پوچھو۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ خبیرا سے مراد عارفین ہیں۔

مقصدِ تخلیق معرفتِ حق ہے

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پارہ ۲۷، سورہ الذاریات آیت ۵۶) اے انسانو! ہم نے تمہیں اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا ہے۔ حضرت آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی کا مقصد معرفت فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہی کیوں نہیں نازل

فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعرفون ہم نے تمہیں اس لیے پیدا کیا تاکہ تم ہمیں پہچان لو جان لو۔ جب مقصود اس آیت کا معرفت ہے تو لِیَعْبُدُوْنِ کیوں فرمایا۔

عارف کی پہچان

علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اس اشکال کا یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے لِیَعْبُدُوْنِ اس لیے نازل کیا، لیعرفون نازل نہیں کیا تاکہ جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے وہ عبادت کی راہ سے آئے، سُنّت کی راہ سے آئے۔ سچا عارف وہی ہے جو عابد ہے، اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہے، سُنّت کی راہ پر چلنے والا ہے۔ یہ نہیں کہ سمندر کے کنارے بھنگ پی رہا ہے، چرس پی رہا ہے، ہیروئن پی رہا ہے اور عارف باللہ بنا ہوا ہے وہ عارف باللہ نہیں ہے باگڑ بلا ہے، باگڑ بلا بچوں کا دودھ پی جاتا ہے یہ لوگوں کا ایمان پی جاتا ہے۔ اسی طرح جو حُسن فانی سے دل لگاتا ہے، جن کے چہرے بگڑنے والے ہیں، جن کے چہروں کا جغرافیہ بگڑنے والا ہے، ایسی بگڑنے والی صورتوں پر بگڑتا ہے اور مرتا ہے اور تباہ ہوتا ہے، یہ بھی باگڑ بلا ہے۔ ایسے لوگ عارف باللہ نہیں ہو سکتے لہٰذا میں حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و اسلوبِ بیان کے ساتھ ایک عجیب و غریب مضمون پیش کر رہا ہوں تاکہ ہمارے اور آپ کے قلوب غیر اللہ سے پاک ہو جائیں۔

حُبِّ مال ایک الٰہ باطل ہے

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں مختلف لوگوں کو مختلف چیزوں سے محبت ہوتی ہے کسی کو مال سے بہت زیادہ محبت ہوتی

ہے۔ فرماتے ہیں کہ دنیا دار الغرور ہے اور مال ایسی چیز ہے کہ جس وقت مردہ دفن ہوتا ہے اس کا سارا مال باہر رہ جاتا ہے۔

؎ زاں لقب شد خاک را دار الغرور

مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو دار الغرور، دھوکے کا گھر اس لیے فرمایا ؛

؎ کہ کشد پارا سپس یوم العبور

کہ جس دن انسان قبر میں دفن ہوتا ہے اس کی ساری دُنیا، اس کا مال و دولت کاروبار ٹیلی فون بجلی اور قالینیں سب بینک بیلنس ختم اب جناب صرف کفن لپیٹ کر داخل ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مال سے محبت کرنے والا بے وقوف ہُوا یا نہیں اور مال کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال کی محبت غالب ہو جائے، اگر مال کی محبت، بیوی بچّوں کی محبت شدید بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی اشد ہو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لہٰذا تاجر اگر اپنی تجارت سے محبت کرتا ہے جو شدید ہے لیکن خُدائے تعالیٰ کی محبت اشد ہے، جب اذان ہوتی ہے تو فوراً فیکٹری چھوڑ کر مسجد بھاگتا ہے، زکوٰۃ کا وقت آتا ہے، مدارس کی خدمت کا وقت آتا ہے تو اپنے مال کو مال نہیں سمجھتا تو اس کو آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ غلط محبت ہے۔ بیوی کی محبت کا حق ادا کرتا ہے لیکن جب دینی تقاضے ہوتے ہیں مسجد کی اذان ہوتی ہے تو فوراً مسجد پہنچ جاتا ہے لہٰذا دُنیا کی محبت شدید بھی جائز ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو۔ کچھ ڈگری زیادہ ہو۔ اس کا پتہ جب چلے گا جب اس کا امتحان ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جا رہا ہے کہ ایک حسین لڑکی سامنے آگئی۔ یا تاجر ہے اور ایک گاہک دُکان پر آگئی، یا جہاز پر بیٹھ

رہا ہے اور ایئر ہوسٹس آئی اس وقت پتہ چلے گا کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ہے یا دُنیا کی زیادہ ہے۔ اگر نظر بچا لیتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس پر غالب ہے اور اگر نظر کو خراب کرتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ اپنے نفس کا غلام ہے۔ اس کی عبدیت کامل نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صحیح غلام نہیں ہے۔ خواجہ صاحب کا یہ شعر بڑے درد سے پڑھتا ہوں جو کل بھی پڑھا تھا۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

کیا ہر شخص تارکِ سلطنت بلخ ہو سکتا ہے؟

کتنا ہی دل چاہے کسی حسین کو دیکھنے کے لیے یہاں تک کہ اس کے دل میں یہ وسوسہ آجاتے کہ اے خدا اگر تو مجھے سلطنت دیتا تو میں اس حُسن پر فدا کر کے اس کو حاصل کر لیتا لیکن میں تیرے خوف سے اپنی نظر کو بچاتا ہوں تو قیامت کے دن سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا حشر ہو گا کیوں کہ اس نے اس شکل کو جو اس کے قلب میں سلطنت بلخ کے متبادل تھی ترک کر دیا، اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنی نظر کو بچایا اپنے قلب و جاں کو بچا کر اپنے ایمان کو بچا کر فَفِرُّوۡا اِلَی اللہِ ہوا غیر اللہ سے بھاگا۔ ان شاء اللہ دیکھنا کہ ایسے لوگوں کے درجے قیامت کے دن سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہوں گے کیوں کہ سلطنت بلخ تو نہیں دی کہ بے چارہ مولوی ہے طالب علم ہے، صوفی ہے سلطنت کہاں سے لاتے گا لیکن سلطنت بلخ کی متبادل صورتوں سے اس نے اپنی نظر کو بچایا ہے اور حرام لذت درآمد نہیں ہونے

دی تو گویا اس نے سلطنت بلخ اللہ پر فدا کر دی۔ قیامت کے دن ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا درجہ دیکھنا۔

ے داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ جگر کے استاد فرماتے ہیں۔

ے توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

زمین کے چاند سورج جیسی حسین شکلوں سے ہم نے صرف نظر کیا ہے تب کہیں جا کر ہم کو اللہ ملا ہے۔ گناہ سے بچنے کا دل پر زخم کھایا ہے تب دل میں بہار آئی ہے اسی کو اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ے ہم نے لیا ہے درد دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

دوستو! اگر کنکر پتھر دے کر ایک کروڑ کا موتی مل جائے تو بتایئے یہ مہنگا سودا ہے؟ اگر نظر بچانے سے غیروں کو دل نہ دینے سے اللہ ملتا ہے تو اس سے سستا سودا اور کیا ہو گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اتنی قیمتی ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں

نعمتوں میں انہماک جو باعث غفلت عن الحق ہو دوسرا الٰہ باطل ہے

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو رزق اور عمدہ عمدہ غذاؤں کا شوق ہے۔ یہ لَا اِلٰہ کی تفسیر ہو رہی ہے۔ مال کی نفی ہو چکی۔ اب نمبر آرہا ہے اچھی

اچھی غذاؤں کا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کھانے کے اتنے حریص ہیں کہ دعوت اگر مل جائے تو جماعت کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ افطار کا وقت ہے، دہی بڑے ٹھونستے چلے جا رہے ہیں۔ جب سجدہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ اکبر۔ اللہ بڑا ہے مگر دہی بڑا کہتا ہے کہ میں بڑا ہوں۔ میں پہلے نکلوں گا حلق سے۔ کیوں کہ تم نے یہاں تک ٹھونسا ہوا ہے۔ اوّل تو جماعت کی نماز چھوڑنا جُرم پھر اتنا ٹھونسنا کہ حلق سے غذا باہر آنے لگے یہ بھی جائز نہیں۔ صحت کے لیے مضر ہے اتنا کھانا کیسے جائز ہوگا۔ لہٰذا مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جن کو اچھے اچھے کھانے کا شوق ہے تو بے شک رزق اچھا مل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر رزاق کی محبت پر رزق غالب نہ آئے۔ نعمت کی محبت جب نعمت دینے والے کی محبت پر غالب ہو جائے تو سمجھ لو کہ یہ شخص ناشکرا ہے۔

اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا شکر پر فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم یاد کرو مجھے اطاعت سے۔ یہ تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ تم یاد کرو مجھے اطاعت سے میں تمہیں یاد کروں گا اپنی عنایت سے وَاشْكُرُوْا لِيْ۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ شکر کو اللہ تعالیٰ نے موخر بیان کیا ذکر کو مقدم فرمایا اس میں کیا حکمت ہے؟ فرماتے ہیں کہ اِنَّ حَاصِلَ الذِّكْرِ اَلْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ ذکر کرنے والا نعمت دینے والے کے ساتھ مشغول ہے وَاِنَّ حَاصِلَ الشُّكْرِ اَلْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَةِ جو شکر کر رہا ہے وہ نعمت میں مشغول ہے فَالْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِالنِّعْمَةِ ایک نعمت میں غرق ہے اور ایک نعمت دینے والے میں ڈوبا ہوا ہے یعنی اللہ کی یاد میں غرق ہے۔ ظاہر ہے کہ جو اللہ کی یاد میں مشغول ہے اس کا درجہ بڑا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کو مقدم فرمایا کہ

اگر تم نے ہماری یاد نہ کی تو نعمتیں تم پر غالب ہو جائیں گی، تم رزق کے غلام بن جاؤ گے، عبدالرزاق کے بجائے عبدالرزق ہو جاؤ گے۔ نعمتوں کے پیچھے اتنا لگو گے کہ نعمت دینے والے کو فراموش کردو گے لہٰذا ہماری یاد میں زیادہ لگو تاکہ نعمتوں پر ہماری محبت غالب رہے اور ان نعمتوں کا انجام بھی تو سوچو کہ کیا ہے۔ رات کو بریانی کھاتے ہو لیکن صبح کو بیت الخلاء میں کیا نکالتے ہو۔ امپورٹ کیسی اور ایکسپورٹ کیسا۔ لہٰذا نعمت پر شکر تو کرو لیکن دل نہ لگاؤ۔ یہ ہوگیا دوسرا الٰہ۔ پہلا الٰہ مال تھا۔ دوسرا خدا ہم نے کیا بنایا ہوا ہے؟ رزق اور عمدہ غذائیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (پ۲۵، الجاثیہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے۔ لہٰذا لاالٰہ کی نفی، توحید کامل اس شخص کو حاصل نہیں ہے جو جاہ کا اور مال کا اور حسن کا غلام بنا ہوا ہے۔ زبان سے کتنا ہی توحید توحید کہتا رہے لیکن توحید عملی یہ ہے کہ جاہ کی نفی کرو، باہ کی نفی کرو مال کی نفی کرو یعنی ماسوا اللہ پر اللہ کی محبت کو غالب رکھو۔ اسی طرح رزق کے معاملہ میں پلاؤ، بریانی، کباب بے شک حلال اور جائز ہے، لیکن اتنا نہ ہو کہ جس کی محبت میں ہم لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول جائیں۔ دو چیزوں کی نفی ہوگئی۔ مال کی اور رزق کی۔

تیسرا الٰہِ باطل حُبِّ جاہ ہے

نمبر ۳ کیا ہے۔ نمبر تین ہے حُبِّ جاہ ایک انسان کو اگر سارا لاہور سلام کرے اور کہے کہ جناب آپ بہت معزز آدمی ہیں تو اس کی عزت میں ایک اعشاریہ اضافہ نہیں ہوگا۔ ہاں اس بندے سے جس کو سارا لاہور سلام کر رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن خوش ہو جائیں تب سمجھ لو کہ اب اس کی قیمت ہے۔ غلام کی قیمت مالک لگاتا ہے غلاموں کی قیمت غلام اگر لگاتے ہیں تو میزان میں کیا آئے گا؟ غلام! غلام ثبت ایک لاکھ غلام تو میزان اور ٹوٹل غلام ہی تو ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن راضی ہو جائے تب سمجھو کہ اب ہماری قیمت ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا جزائے عظیم دے۔ اس حقیقت پر کیا عمدہ شعر فرمایا ہے کہ اے دنیا والو! اپنی قیمت پہلے سے مت لگاؤ، اپنے کو فنا کر کے رہو، مٹ کر کے رہو نہ نماز پر ناز کرو نہ روزہ پر، نہ حج پر نہ زکوٰۃ پر ناز۔ بس کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ یہ سوچو کہ قیامت کے دن نہ معلوم ہماری کیا قیمت لگے گی۔ اس لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کبر سے بچاتا ہے کیوں کہ ہمیشہ ایک عظیم غم میرے سامنے ہے کہ قیامت کے دن نہ جانے اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔ اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِہِمْ۔ لہٰذا علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ جاہ کے علاج کے لیے ایک شعر کافی ہے۔

؎ ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

دوستو! سوچو کہ اس میں کوئی لغت فارسی، عربی نہیں ہے۔ مگر یہ شعر کبر کے علاج کے لیے عجیب و غریب ہے۔ فرماتے ہیں کہ اتنے بڑے علامہ ہو گئے، اتنے بڑے تاجر ہو گئے، تمام دُنیا تعریف کر رہی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قیامت کے دن ہماری کیا قیمت لگتی ہے۔ اگر اس دن اللہ ہم سے راضی ہو گیا تب ہماری قیمت ہے ورنہ دُنیا کی جاہ و عزت و تعریف کسی کام کی نہیں۔

لہٰذا حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اپنی قیمت نہ لگاؤ۔ اگر دُنیا میں اپنی قیمت لگاؤ گے تو یہ انٹرنیشنل؛ بین الاقوامی حماقت ہوگی۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ کبر کا مرض ہمیشہ بے وقوفوں میں ہوتا ہے۔ آپ خود سوچئے کہ نتیجہ یعنی رزلٹ نکلنے سے پہلے کوئی طالبِ علم ناز و نخرے کرے تو بے وقوف ہے یا نہیں۔ لہٰذا حُبِ جاہ کا علاج ہوگیا۔

سب سے بڑا الٰہ باطل حُسنِ مجازی ہے

اب آئیے ایک مرض اور شدید ہے۔ وہ ہے حُسن پرستی اس موضوع پر میری ایک کتاب ہے "رُوح کی بیماریاں اور ان کا علاج" شاید یہاں بھی مل جائے گی۔ اگر آپ اپنے نوجوان بچوں کو طلبائے کرام کو پڑھا دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ حُسن کے ڈاکوؤں سے ان کی جوانی محفوظ رہے گی۔ میرے شیخ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس کتاب کی زبردست قدر فرمائی اور ایک صاحب کو خط میں لکھا کہ جس کا دل غیر اللہ سے لگ گیا ہو اختر کی کتاب رُوح کی بیماریاں اور ان کا علاج اس کو سناؤ۔ تاہم اس وقت مَیں مولانا رومی کے طرز بیان پر حُسن پرستی کے علاج کے متعلق تھوڑا سا عرض کیے دیتا ہوں کیوں کہ آج کل یہی مرض عام ہے اور اس دَور میں یہی مرض اللہ تعالیٰ کے راستہ کا سب سے بڑا حجاب ہے۔

علاج حُسن پرستی

فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو حسین لڑکیوں کی طرف میلان شدید ہوتا ہے بعضوں کو حسین لڑکوں کی طرف ہوتا ہے۔ بعضوں کو دونوں سے ہوتا ہے۔ مریضوں کی تین قسمیں ہوگئیں اب

مولانا رومی کا طرز بیان سُنیئے کہ اگر لڑکی کا عشق ہے تو اس کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

زلف جعد و مشکبار و عقل بر

کالی کالی گھونگھر والی زلفیں جن سے مشک کی خوشبو آرہی ہے تمہاری عقل کو اُڑا رہی ہیں۔ خود ناقصات عقل ہیں مگر کامل عقل والوں کی عقل کو اُڑا دیتی ہیں لیکن ان سے مراد نامحرم عورتیں ہیں بیویاں نہیں۔ اپنی بیویوں سے خوب محبت کرنا۔ غیر محرم عورتوں سے دل لگانے کو منع کر رہا ہوں۔ خواتین یہ نہ سمجھیں کہ یہ تو ایسی تقریر کر رہا ہے کہ میرا شوہر بھی مجھے حقیر سمجھے گا۔ نہیں! تقویٰ کی برکت سے اپنی بیویوں کی محبت اور بڑھ جائے گی۔ جب سڑکوں پر نامحرموں سے نظر بچائیں گے تو پھر اپنی بیوی کی اور زیادہ محبت ہوگی۔ یہ مولانا رومی جو بیان کر رہے ہیں غیر اللہ سے دل لگانے والوں کے لیے ہے۔ بیوی غیر نہیں ہے۔ بیوی تو اپنی ہے۔ حلال ہے۔ اس کی محبت عین عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان سے محبت کرو۔ اچھے اخلاق سے پیش آو عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ جب عرض کیا کہ کیا جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں زیادہ حسین ہوں گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ام سلمہ جنت میں مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ (روح المعانی ج ٢٧ صفحہ ١٢٦) دنیا پلیٹ فارم ہے۔ پلیٹ فارم کی چائے کا کیا ہے۔ جیسی پائی ویسی پی لی۔ زیادہ ناز نخرے مت کرو۔ عورتوں کو طعنہ مت دو کہ تو تو بھنگن جمعدارن سے بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی آج جو ہم دیکھ کر آئے ہیں۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ کو مت دیکھو۔ نظر کی حفاظت کرو۔ انشاء اللہ

تعالیٰ جنت میں یہ بیویاں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ اپنی اپنی بیویوں کو سُنا دینا جن کی بیویاں یہاں موجود ہوں۔ پھر دیکھنا کل ان شاء اللہ تعالیٰ اچھا ناشتہ ملے گا۔ مَیں نے الٰہ آباد میں جب یہ بیان کیا تو ایک بڑے عالم حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ انہوں نے کہا کہ تمہاری اس تقریر پر میری بیوی نے کہا ہے کہ کل اس مولوی کو انڈے اور پراٹھے کا ناشتہ کراؤں گی تم اتنے بڑے عالم ہو لیکن تم نے کبھی یہ بات مجھے نہیں سُنائی تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

زلف جعد و مشک بار و عقل بر

جو نامحرم ہیں ان سے دل مت لگاؤ چاہے ان کے گھونگھریلے بالوں سے کتنی ہی مشک کی خوشبو آرہی ہو اور تمہاری عقل اڑا رہی ہو کیوں کہ ایک دن ایسا آئے گا۔

؎ آخر او دم زشت پیر خر

جب یہ سڑکوں والیاں بڈھی ہو جائیں گی تو ان کی چٹیا بڈھے گدھے کی دُم معلوم ہوگی۔ ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ مولانا نے بڈھے گدھے کی دُم سے کیوں تشبیہ دی۔ مَیں نے کہا کہ مولانا نے زلفوں کو بڈھے گدھے کی دُم سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ جوانی ہر کسی کی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ مولانا ماہرِ نفسیات تھے۔ ہو سکتا تھا کہ جوان گدھے کی دُم سے تشبیہ دینے سے بعض لوگوں کے نفس کو حُسنِ فانی سے کچھ رغبت باقی رہتی اس لیے بڈھے گدھے کی دُم سے تشبیہ دی تاکہ نفس کو بالکل ہی نفرت ہو جائے۔ فنائیت حسن پر میرا بھی ایک شعر ہے جو آپ کو سُنایا بھی تھا۔

ے کر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

ایک دن ایسا ہوگا یا نہیں ؟ لہٰذا ایمان مت ضائع کیجئے۔ زندگی ایک دفعہ ملی ہے اسی میں ہم اللہ کے ولی بن سکتے ہیں۔ بار بار دُنیا میں نہیں آنا ہے۔ تقویٰ کی زندگی اختیار کر کے اگر ہم اللہ کے ولی بن جائیں تو سارے جہان کی لذتیں بصورت کیپسول قلب و رُوح میں ان شاء اللہ تعالیٰ اُتر جائیں گی۔ پھر ایک سجدہ میں ان شاء اللہ دو سو سلطنت سے زیادہ مزہ آئے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ے یک ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

خُدا کے حضور ایک سجدہ میں تم کو دو سو سلطنت سے زیادہ مزہ آئے گا مگر شرط یہ ہے کہ تقویٰ ہو، اہل اللہ کی صحبت ہو۔

اکابر اولیاء اللہ کی احتیاط امارد سے

اب مولانا فرماتے ہیں ایک مرض اور ہے۔ بعض لوگوں کو بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو تو لڑکوں سے بہت بچنا چاہیے جب کہ ہمارے بزرگوں نے خود احتیاط کر کے ہمیں سبق سکھا دیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور حسین لڑکوں کے ساتھ دس شیطان ہوتے ہیں چناں چہ

ایک بار حضرت حمام میں تھے کہ اچانک ایک امرد آگیا۔ آپ نے فرمایا اَخْرِجُوْہُ اس کو جلدی نکالو۔ مَیں اس کے ساتھ دس شیطان دیکھ رہا ہوں اور حکیم الامت کی کیا شان تھی۔ آج ہم لوگ حکیم الامت کے عاشق کہلاتے ہیں ہم لوگوں کی زیادہ ذمہ داری ہے حضرت کی تعلیمات پر چلنے کی۔ مولانا شبیر علی صاحب نے ایک بار ایک لڑکے کو اوپر بھیج دیا جہاں حضرت تفسیر بیان القرآن لکھ رہے تھے۔ حضرت فوراً نیچے اُتر آئے۔ ایک لمحہ کی تنہائی کو گوارا نہیں فرمایا اور فرمایا کہ مولوی شبیر علی میری تنہائیوں میں ان لڑکوں کو نہ بھیجا کرو جن کے ابھی داڑھی مونچھ نہیں آئی اور فرمایا کہ جو لوگ مجھے اپنا بڑا سمجھتے ہیں اور مجھ سے عقیدت رکھتے ہیں میرے اس عمل سے سبق لیں۔ دیکھئے ہمارے بزرگوں نے تو اتنی احتیاط کی ہے۔

علاج امرد پرستی

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مَیں مولانا رومی ہی کا طرزِ بیان اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

فرماتے ہیں،

ؔ کودکے از حسن شد مولائے خلق

جو لڑکا آج مولائے خلق بنا ہُوا ہے، حُسن کی وجہ سے مخلوق نے اس کو اپنا سردار بنا رکھا ہے ہر طرف اس کو "او باشا ہو" کہا جا رہا ہے لیکن جب اس کے خوب داڑھی مونچھ آجائے گی، بڑھاپا آجائے گا تو کیا ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

ؔ بعد پیری شد خرف رُسوائے خلق

پھر اس کی کوئی عزت نہیں رہے گی اور ساری مخلوق میں وہ رُسوا ہو جائے گا اور فرماتے ہیں۔

ے ہم چو امرد کز خدا نامش دہند

امردوں کو یعنی بے داڑھی مونچھ والے نواجوان بچوں کو بدخصلت لوگ کہتے ہیں کہ آؤ تم خدائے حُسن ہو۔

ے تا بدیں سالوس در دامش کنند

تاکہ اس چاپلوسی سے اس کو غلط کام کے لیے اپنے جال میں پھانس لیں مولانا فرماتے ہیں۔

ے چوں بہ بد نامی برآید ریش او

لیکن جب اسی بدنامی و رسوائی کی حالت میں اس کے خوب داڑھی مونچھ آجائے گی تو کیا ہوگا۔

ے ننگ دارد دیو از تفتیش او

اب شیطان بھی اس کی خیریت نہیں پوچھے گا۔ جس پر سب جان و مال فدا کرکے ایمان بھی ضایع کر رہے تھے زوالِ حُسن کے بعد سب اِدھر اُدھر کھسک جاتے ہیں مَیں نے علی گڑھ میں ایک رسالہ پڑھا تھا کہ یونیورسٹی کا ایک طالب علم تھا جس کے حُسن پر سب فدا تھے لیکن جب اس کا حُسن زائل ہوگیا تو اس کے ایک عاشق نے کہا۔

ے گیا حُسن خوبانِ دلخواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حُسنِ امرد کے علاج پر میرا بھی ایک قطعہ ہے جو روح کی بیماریاں اور اُن کا

علاج میں ہے۔

کبھی جو سبزہ آغاز جواں تھا
تو سالار گروہ دلبراں تھا

ذرا اس میں اُردو کی بلاغت بھی دیکھئے اگرچہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں لیکن یہ میرے بزرگوں کی کرامت ہے۔

کبھی جو سبزہ آغاز جواں تھا
تو سالار گروہ دلبراں تھا
بڑھاپے میں اسے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

اور ایک تازہ شعر سُنئے اسی ہفتہ عشرہ کا ہے۔ تازہ جلیبی گرم گرم اچھی معلوم ہوتی ہے اسی طرح تازہ شعر بھی۔ لہٰذا میرا تازہ شعر سُنئے۔ یہ اُن کا علاج ہے جن کو امردوں کی طرف میلان ہوتا ہے اور میلان ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تقاضائے گناہ گناہ نہیں ہے۔ تقاضے پر عمل کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ جیسے روزہ میں سو دفعہ دل چاہے کہ ٹھنڈا پانی پی لو لیکن جو شخص مجاہدہ کرتا ہے اور پانی نہیں پیتا تو اس کا اجر زیادہ ہے۔ لہٰذا اگر تقاضائے گناہ کو برداشت کرتا ہے گناہ نہیں کرتا تو یہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہوگا ان شاء اللہ تعالےٰ۔ کیوں کہ اس کا مجاہدہ شدید ہے تو اس کا مشاہدہ بھی شدید ہوگا۔ جتنا زیادہ مجاہدہ ہوگا اتنا ہی زیادہ مشاہدہ ہوگا۔ اب سُنئے میرا شعر۔ بزرگوں کے ارشادات کو میں نے اردو میں نظم کر دیا ہے کہ ایک دن آئے گا کہ جب بالکل جغرافیہ بدل جائے گا۔ ہر دس سال پر چہرہ کا جغرافیہ

بدل جاتا ہے ۔ بیس سال میں کچھ ہے ، تیس سال میں کچھ اور ہو گیا ، پھر چالیس سال میں کچھ اور بدل گیا ۔ پچاس میں حسن کا نقشہ ایسا بدلتا ہے کہ بڑے بڑے عاشقین وہاں سے بھاگتے ہیں ۔

ادھر جغرافیہ بدلا ادھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اب میرا وہ تازہ شعر سُنئے جو میں نے چند دن پہلے کہا ہے ۔ جب امرد کے بڑی بڑی مونچھ نکل آتی ہے اور داڑھی ناک تک آجاتی ہے جو گال فارغ البال تھے وہ گال اب نظر بھی نہیں آرہے کہ کہاں گئے اس پر میرا شعر ہے ۔

مونچھوں کے زیرِ سایہ لبِ یار چھپ گئے
داڑھی کے زیرِ سایہ وہ رُخسار چھپ گئے
بالوں کی سفیدی میں زُلفِ یار چھپ گئے
جو یارِ حُسن کے تھے وہ سب یار چھپ گئے

یہ عرض کرتا ہوں کہ صرف اللہ سے دل لگاؤ ۔

نورِ تقویٰ لاالٰہ کے منفی اور الا اللہ کے مثبت تار سے پیدا ہوتا ہے

یہ تقاضے گناہ کے ہمیں اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں ، تقویٰ کی بنیاد اسی پہ ہے کہ تقاضا ہو پھر ہم اس پر عمل نہ کریں ۔ مثبت و منفی دو تار ہیں ۔ گناہ کا تقاضا ہوا یہ منفی تار ہے ۔ ہم نے اللہ کے خوف سے اپنے آپ کو بچایا یہ مثبت تار ہے ۔ آج سائنس دانوں کی تحقیق ہے کہ دو تاروں سے دنیا کی روشنی ہوتی ہے ۔ اللہ نے دونوں تار ہمیں

دے دیئے۔ لا الٰہ کا منفی تار اور الا اللہ کا مثبت تار دونوں تار سے ایمان اور تقویٰ کا نور اور ولایت کا نور ملتا ہے۔ لہٰذا آپ تقاضوں سے گھبرائیں نہیں۔ جتنا زیادہ شدید تقاضا ہو سمجھ لو کہ ہمیں خدائے تعالےٰ اپنا بہت بڑا ولی بنانا چاہتے ہیں بہ شرط توفیق تقویٰ۔ لیکن یہ توفیق اور ہمت ملتی ہے اہلِ ہمت کی صحبت سے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ تین کام کر لو تو تقویٰ والے بن جاؤ گے۔

نمبر ا ر خود ہمت کرو۔ نمبر ۲ ر ہمت کی خدا سے دُعا کرو۔ نمبر ۳ ر اہلِ ہمت کی صحبت میں رہو اور ان سے عطائے ہمت اور استعمال ہمت کی دُعا کراؤ۔

لا الٰہ کی تشریح ہو گئی۔ اب صرف الا اللہ لینا ہے۔ اس کے لیے میں باتیں عرض کر چکا ہوں۔ آج مجلس کا آخری جلسہ ہے۔ اگر ہم نے ان پر عمل کر لیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ میں اپنے بزرگوں کی تعلیمات کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ سو فیصد ہم سب ولی اللہ ہو جائیں گے۔ نمبر ا ر کسی اللہ والے سے جس سے مناسبت ہو تعلق قائم کرنا یعنی صحبت اہل اللہ کا اہتمام۔ نمبر ۲ ر اس سے پوچھ کر ذکر کا دوام۔ اب تیسری چیز رہ گئی گناہوں سے بچنے کا التزام اور گناہ سے بچنا موقوف ہے اہلِ اللہ کی صحبت پر۔ کتنا ہی انسان پڑھ لے، پڑھا لے امامت کر لے، چلّے لگا لے مگر تقویٰ جب ہی ملے گا جب اہل تقویٰ کی صحبت نصیب ہو گی۔ جس پر آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ دلالت کرتی ہے یعنی کونوا مع المتقین اور صادق اور متقی ایک ہی چیز ہے جس کی دلیل یہ آیت ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

آج مجھ سے مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب نے کہا ہے کہ دُعا ذرا لمبی کر دوں آج آخری دن ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کوئی اور صاحب دُعا کرا دیں تو اچھا ہے۔

لیکن ان کا اصرار ہے کہ میں ہی دُعا کراؤں تو مختصراً عرض کرتا ہوں کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبۂ تزکیۂ نفس کو زندہ کیا۔

بعثت نبوت کا ایک اہم مقصد تزکیۂ نفس ہے

اور یہ شعبہ یعنی تزکیۂ نفس نص قطعی سے ثابت ہے اور مقاصد بعثت نبوت میں سے ہے۔ دیکھئے یُزَکِّیْھِمْ کی مفسرین نے کیا تفسیر کی ہے۔ مفسرین نے تزکیہ کی تین تفسیریں کی ہیں نمبر ۱ یُطَہِّرُ قُلُوْبَھُمْ عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَۃِ وَالْاِشْتِغَالِ بِغَیْرِ اللہِ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے قلوب کو عقائد باطلہ سے اور غیر اللہ سے دل لگانے سے پاک فرماتے تھے۔ نمبر ۲ وَیُطَہِّرُ اَنْفُسَھُمْ عَنِ الْاَخْلَاقِ الرَّذِیْلَۃِ اور صحابہ کے نفوس کو پاک کرتے تھے اخلاق رذیلہ سے اور نمبر ۳ وَیُطَہِّرُ اَبْدَانَھُمْ عَنِ الْاَنْجَاسِ وَالْاَعْمَالِ الْقَبِیْحَۃِ اور ان کے جسم کو نجاستوں سے اور اعمال قبیحہ سے پاک فرماتے تھے۔ تو یہ شعبہ تزکیۂ نفس بغیر شیخ و مزکی کے ناممکن ہے۔ عادت اللہ یہی ہے۔ آپ اپنے اکابر کی تاریخ دیکھ لیجئے کہ جو بھی ولی اللہ بنے ہیں کسی ولی کی صحبت سے بنے ہیں۔ اگر شاذ و نادر کوئی واقعہ ہو تو اس میں بھی کسی ولی کی غائبانہ توجہ ہوتی ہے۔ ورنہ دستور یہی ہے کہ جو بھی ولی ہوا کسی ولی کی صحبت سے ہوا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی اللہ کے ولی سے دوستی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب کو ہر وقت لطف و کرم سے دیکھتے ہیں۔ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَاءِہٖ بِاللُّطْفِ وَالْکَرَمِ فَمَنْ کَانَتْ مَحَبَّتُہٗ فِیْ قُلُوْبِھِمْ جن جن کی محبت ان کے دلوں ہوتی ہے یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ بِاللُّطْفِ وَالْکَرَمِ اللہ کا کرم ان پر بھی ہوجاتا ہے۔ اس لیے آہستہ آہستہ

وہ بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے جس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں حکیم الامت کو خطاب کر کے کہ۔

؎ تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اور حکیم الامت کے متعلق فرما رہے ہیں۔

؎ نقشِ بتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنا دیا

جو دل خدا پر فدا نہ ہوا وہ دل اس قابل نہیں کہ اس کو دل کہا جائے۔ دُعا کیجئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ بِرَحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وبہ طفیل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بہ طفیل اولیاء اُمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بہ طفیل ہمارے اکابر حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور جتنے اکابر ہیں اور حضرت مولانا محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جن کے جامعہ میں ہم آپ بیٹھے ہیں۔ حکیم الامت کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ ان کی غلامی کا صدقہ ہے کہ جو غلام جہاں بیٹھ گیا اس کا وہیں جامعہ کھل گیا۔

؎ جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جامعہ کے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ صیانۃ المسلمین کا کام جو اُن کا اپنا فرض منصبی تھا یہاں بڑے زور شور اور سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے جزیل جزائے عظیم جزائے کثیر عطا فرمائے اور قبول فرمائے اور اختر کو اور اس کے گھر والوں کو اور جتنے لوگ یہاں آتے ہیں اور ان کے گھر والوں کو آپ سب کو آپ سب کے گھر والوں کو سو فیصد اعلیٰ خدا نسبت اولیائے صدیقین عطا فرمادے۔ ہم اس کریم سے چھوٹی ولایت نہیں مانگیں گے کیوں کہ وہ کریم ہے جو نااہلوں کو بدون استحقاق اور بغیر صلاحیت کے عطا فرماتا ہے۔ اے اللہ ہم صرف آپ کے کرم کے سہارے پر یہ دُعا مانگ رہے ہیں۔ اپنے کرم سے قبول فرمالیجئے اے خُدا! جملہ سوئے قضا کو حسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے۔ اگر ہماری قسمت میں خطرناک مرض لکھے ہیں تو جملہ سیئی الاسقام کو صحت و عافیت سے تبدیل فرما دیجئے۔ اگر ہمارا خاتمہ خراب لکھا ہے تو آپ اپنے کرم سے اس سوئے قضا کو حُسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے اگر آپ نے ہم کو جہنمی لکھا ہے آپ اپنی قدرتِ قاہرہ سے اپنے کرم سے ہم کو جنتی لکھ دیجئے۔ جملہ سُوئے قضا کو حُسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے۔ جیسا کہ اے اللہ مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ اے خدا آپ کا فیصلہ آپ پر حاکم نہیں ۔آپ کا محکوم ہے لہٰذا اپنی حاکمانہ قدرت سے اپنے جملہ فیصلوں کو جو ہمارے لیے مضر ہیں ان جملہ سوئے قضا کو حُسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کو ظلم سے نجات عطا فرما اور کشمیر کے ان مجاہدین کو جو محصور ہیں ان کے محاصرہ کو توڑ دے۔ ظالم ہندوؤں کا فروں کے دلوں میں بزدلی ڈال دے، ان میں اختلاف ڈال دے۔ اے اللہ آپ اپنی قدرت قاہرہ کے ڈنڈے سے ان ظالموں کو پاش پاش کر دیجئے، ہلاک کر دیجئے، ان

ظالموں کے محاصرہ کو توڑ دیجئے۔ عالمِ غیب سے فرشتوں کو ان کی مدد کو بھیج دے غیب سے اسباب پیدا فرما دے۔ آپ خالق الاسباب ہیں۔ مسبب الاسباب ہیں اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَدَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَالشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ برس میں جتنی بھلائیاں مانگیں سب ہم کو عطا فرمادے ہم سب کے جتنی بُرائیوں سے پناہ مانگی سب بُرائیوں سے پناہ نصیب فرما دے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا۔ یہ دعا جبریل علیہ السلام لائے تھے یعقوب علیہ السلام کے پاس جس کی برکت سے ان کی ان اولادوں کو اللہ نے معاف کیا ہے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا۔ تفسیر رُوح المعانی میں ہے۔ تو وہ دُعا بھی پڑھتا ہوں عربی میں اے ایمان والوں کی آخری امید۔ یارجاء المومنین اے ایمان والوں کی آخری امید لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا ہماری امیدوں کو منقطع نہ کیجئے اور یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا وَیَا مُعِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِنَّا وَیَا مُحِبَّ التَّوَّابِیْنَ تُبْ عَلَیْنَا۔ یارب العالمین جتنی بھی دُعاؤں کی ہمارے دوستوں نے ہم سے فرمائش کی ہے یا اس مجمع میں جن لوگوں نے ہم سے کہا ہو یا اللہ جتنے میرے دوستوں نے دُعاؤں کی فرمائش کی ہے۔ یا انہوں نے خط لکھا ہو اور ہم کو نہ ملا ہو یا ہم نے وعدہ کیا ہو یا وہ ہماری دُعاؤں سے توقع رکھتے ہوں اللہ تعالےٰ اختر کو اور ان سب کو اور میرے گھر والوں کو آپ کے سب گھر والوں کو جمیع مقاصد حسنہ میں بامُراد

فرما اور جمیع ہموم اور غموم اور جمیع پریشانیوں سے نجات اور عافیت نصیب فرما۔ سارے عالم کے تمام مسلمانوں کو یارب العالمین تمام خیر نصیب فرما اَللّٰھُمَّ کُلَّ خَیْرٍ لِّکُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ سارے عالم کے مسلمانوں کو عافیت دارین نصیب فرما کشمیری مجاہدین کے لیے دُعا کرلیجئے یہ مجاہدین بے حد غم میں ہیں۔ رسد نہیں ہے ظالم ہندوؤں نے ان کا کھانا پینا بند کیا ہوا ہے۔ اے خدا رحم فرما دے اپنے کلمہ کے نام پر رحم فرمادے اور ان کے لیے کھانے پینے کا غیب سے انتظام فرما دے۔ ان کو طاقت دے دے ان کو ہمت دے دے۔ غلبہ دے دے۔ غیب سے امداد بھیج دے جس طریقہ سے آپ نے جنگ بدر میں بھیجی تھی اگرچہ ہم اس کرم کے لائق نہیں۔ لیکن آپ کا نام کریم ہے محدثین نے جو تعریف کی ہے کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کردے۔ لہٰذا ہم آپ کو کریم سمجھ کر اپنی نالائقی کے باوجود آپ سے رحمت کی درخواست کرتے ہیں کہ جہاں جہاں مسلمان مظلوم ہیں خاص کر کشمیریوں کے معاملہ میں غیب سے مدد فرما اور فتح مبین عطا فرما یا اللہ جلد سے جلد کشمیر کو فتح عطا فرما اور آزاد کشمیر کی طرح مقبوضہ کشمیر کو بھی آزاد فرما دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ جو کچھ مانگا اے خدا وہ بھی عطا فرما دے۔ جو ہم نہیں مانگ سکے، بے مانگے سب کچھ عطا فرما دے۔ ابا اپنے بچوں کو بعض وقت بے مانگے بھی دیتے ہیں۔ آہ اپنی شفقت سے۔ اس لیے اے خدا آپ ہمارے رب ہیں ہمارے مانگنے سے جو کچھ آپ نے دیا۔ جو مانگ رہے ہیں وہ بھی دے دیجئے اور جو نہیں مانگا اپنی رحمت سے اور کرم سے وہ سب کچھ عطا فرما دیجئے جو ہم سب کے لیے آپ کے علم میں مفید ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

آپ کو پا گیا اپنی جاں میں

ذکر سے جب ملا نُور جاں میں
سیکڑوں جاں ملی میری جاں میں

چار سُو اُن کی نِسبت کی خوشبو
پھیل جاتی ہے سارے جہاں میں

کِس طرح سے چھپاؤں محبت
راز ظاہر ہے آہ و فغاں میں

چشم غمّاز ہے دردِ نِسبت
عِشق مجبُور ہے گو بیاں میں

نیم جاں کر دیا حسرتوں نے
رہ کے صحرا میں ہوں گلستاں میں

آپ کی راہ میں جان دے کر
آپ کو پا گیا اپنی جاں میں

یوں تو دُنیا سے جانا ہے مجھ کو
کام کچھ نیک کر لوں جہاں میں

تیری توفیق کا آسرا ہے
ورنہ رکھا ہے کیا خاکداں میں

مِثلِ خورشید چمکا دے یا رب
دردِ مخفی ہے جو میری جاں میں

تیری رحمت کے صدقے میں اخترؔ
کیا عجب ہو گا باغِ جناں میں

عروجِ بندگی

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بُو سے
کِسی اور سمت کو ہے مری زندگی کا دَھارا
جو گرے اِدھر زمیں پر مرے اشک کے سِتارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ندامتِ عاشقانِ مجاز

اُن کا جمال تھا فنا چہرہ پہ آگئی خزاں

اپنی تمام عاشقی بن گئی شرم کا عَلم

اپنا سرِ نیاز تھا قدموں پہ آہ جن کے خم

اُن کی خزاں کو دیکھ کر چشم ہے آج میری نم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۵

مقصدِ حیات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کُتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ــــــــــــــــــــ مقصدِ حیات
واعظ ــــــ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
جامع و مرتب ــــــــــــــــ سید عشرت جمیل میرؔ
کتابت ــــــــــــــــــــ محمد علی زاہد
تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ــــــــ حافظ محمد یونس (ایم ایس سی ایم ایڈ)

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ١١١٨٢
کراچی فون ٣٦٨١١٢ ٣٩٩٢١٧٦

فہرست

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم سورۃ الذاریات

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○

اور ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

آغازِ سُخن

جنوبی افریقہ کے دوسرے سفر سے واپسی پر مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءھم وادام اللہ فیوضھم وانوارھم سے بعض خاص احباب نے درخواست کی کہ ختم قرآن کے موقع پر ان کی مسجد میں حضرت والا نصیحت کے چند کلمات فرمادیں۔ بوجہ تعلق خاص باوجود تکان وضعف کے حضرت والا نے ان کی درخواست قبول فرمالی اگرچہ گذشتہ کئی برسوں سے رمضان شریف میں بوجہ ضعف مساجد میں وعظ فرمانے کا حضرتِ والا کا معمول نہیں ہے۔

پیشِ نظر وعظ شب ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ کو مطابق، مارچ ۱۹۹۴ء بروز دوشنبہ بعد تراویح دس بجے شب معمار ایونیو گلشن اقبال نمبر ۱۴ کی مسجد خلفاء راشدین میں ہوا جو تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا جس میں دُنیا کی فنائیت اور انسان کی زندگی کا مقصد عجیب عنوانات اور انوکھی تعبیرات سے بیان فرمایا جس کو سُن کر دل دُنیا کی محبت سے سرد اور آخرت کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ اس کا نام "مقصدِ حیات" تجویز کیا گیا۔ بوقتِ تحریر قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کے حوالے بین القوسین درج کردیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور امتِ مسلمہ کے لیے نافع فرمائیں اور حضرت والا اور ناقل ومرتب اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں ۔ آمین

جامع ومرتب : احقر سید عشرت جمیل عرف میر عفا اللہ عنہ
یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم - ۲۹ رمضان ۱۴۱۴ھ

مقصدِ حیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۱۹)
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ
عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

حضرات سامعین! اللہ سُبحانہٗ وتعالےٰ نے اس دُنیا میں جو ہم کو بھیجا ہے اس کا مقصد کیا ہے ؟ جب انسان کسی کام کا مقصد نہیں سمجھتا تو اس کا کام کبھی صحیح نہیں ہوسکتا لہٰذا ہم اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیں کہ ہم دنیا میں کس لیے آئے ہیں۔ یہ ہمارا پردیس ہے آخرت ہمارا وطن ہے۔ پہلے دنیا کے پردیس کی کچھ مثالیں سُنیئے کشمیر سے کوئٹہ سے اور اطراف پاکستان سے کچھ لوگ کراچی کمانے آتے ہیں۔ کما کر پیسے جمع کرتے ہیں جب پھر اپنے وطن واپس جاتے ہیں یعنی کشمیر، کوئٹہ یا مانسہرہ ہزارہ جہاں کے بھی ہوں تو یا تو اپنا نقد پیسہ لے جاتے ہیں اور وہاں ٹھاٹھ سے رہتے ہیں یا اپنے نقد پیسے سے کرسی یا چیئر وغیرہ خرید کر چیئرمین بن کر جاتے ہیں اور اطراف میں ان کی خوب عزت ہوتی

ہے کہ ماشاء اللہ کراچی سے خوب کما کر آئے ہیں کرسیاں لگی ہوتی ہیں اور دعوت ہوتی ہے تو کراچی کی چائے کی پیالیاں لگی ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے پردیس کا مقصد سمجھا ہوا تھا ۔ پردیس کی کمائی یعنی کراچی کی کمائی کراچی پر نہیں خرچ کی بلکہ اپنے وطن لے گئے جس سے ان کو عزت ملی اور اگر کراچی کی کمائی کراچی ہی میں خرچ کر دیتے تو وطن میں کوئی عزت نہ ملتی بلکہ لوگ بے وقوف سمجھتے ۔

مسافرانِ دنیا کی تین اقسام

لہٰذا دنیا کے پردیس سے دُنیا کے وطن جانے والے تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ بعض لوگ خالی کرنسی یعنی نقد لے جاتے ہیں کیوں کہ وہاں بھی وہی سکہ چلتا ہے جو پاکستان کی حدود میں چلتا ہے اس لیے ان کا نقد بھی ان کے لیے کار آمد ہوتا ہے اور بعض لوگ ساری کرنسی کا سامان لے جاتے ہیں اور بعض لوگ نقد بھی لے جاتے ہیں اور سامان بھی یعنی کرسیاں اور چائے کی پیالیاں پلیٹیں قالین وغیرہ بھی لے جاتے ہیں، مہمانوں کے لیے چادریں لے جاتے ہیں چناں چہ جب ہم لوگ کشمیر جاتے ہیں تو پہاڑوں پر دیکھتے ہیں کہ چادروں پر کراچی لکھا ہوا ہے اور معلوم ہوا کہ چائے کی پیالیاں بھی کراچی سے لائے ہیں ۔ تو دُنیا کے پردیس سے دنیا کے وطن جانے والوں کی تین قسمیں یہ ہیں ۔ نمبر ایک خالی کرنسی یعنی نقد پیسہ لے جانے والے، نمبر دو کرنسی کے بجائے صرف سامان لے جانے والے، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ ایسا سامان دیہاتوں میں نہیں ملے گا اور تیسری قسم یہ ہے جو دونوں لے جاتے ہیں کرنسی بھی اور سامان بھی ۔

دنیا کا سامان سفرِ آخرت کے لیے کار آمد نہیں

اسی سے سمجھیے کہ جب ہم آخرت

کی طرف جاتے ہیں، جس دن ہمارا ڈیپارچر ہوتا ہے، دُنیا سے روانگی ہوتی ہے اور دُنیا کا ویزا ختم ہو جاتا ہے تو جو بڑے سے بڑے پردیس کی مختلف قسم کی زندگی گذارنے والے اس جہان میں ہیں بتایئے کہ ڈیپارچر کے وقت ان کے ساتھ کیا کیا سامان جاتا ہے۔ جب دُنیا سے آخرت کی طرف قبرستان میں ہمارا جنازہ اترتا ہے تو بتایئے کہ کوئی دُنیا کی کرنسی لے جاتا ہے ؟ یا پلیٹ، پیالیاں، موبائل ٹیلی فون، وائرلیس، صاف ستھری چادریں، کاریں وغیرہ کوئی سامان لے جاتا ہے ؟ یا سامان اور نقد دونوں لے جاتا ہے ؟ نہ سامان لے جاتا ہے نہ نقد کرنسی لے جاتا ہے اور نہ دونوں لے جاتا ہے۔ جب ہم دنیا سے جاتے ہیں اور قبر میں ہمارا جنازہ اترتا ہے تو شاعر کہتا ہے۔

؎ شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

؎ دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

جو آگے پیچھے پھرتے تھے، کپڑے دھوتے تھے، تیل کی مالش کرتے تھے، پیر دباتے تھے یہ سارے خدمت گذار مٹی ڈال کر چلے جا رہے ہیں۔

شکور کی تعریف

مٹی ڈالنے پر مجھے ایک واقعہ اچانک یاد آ گیا جس کو میں بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ سمجھتا ہوں ورنہ اچانک یاد نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام شکور ہے۔ محدثِ عظیم ملا علی قاریؒ مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں اللہ کے ناموں کی تفصیل اور شرح

میں لکھتے ہیں کہ اللہ کے ننانوے ناموں میں سے ایک نام شکور ہے اس کے معنی ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِی الْاَجْرَ الْجَزِیْلَ عَلَی الْعَمَلِ الْقَلِیْلِ شکور اس ذات کو کہتے ہیں جو تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ انعام دے دے۔ مثال کے طور پر سڑک پر چلتے ہوئے حسینوں سے، نامحرم عورتوں سے نظر بچائی یہ نظر بچانا کون سا بڑا کام ہے آپ پٹائی سے بچ گئے رسوائی سے بچ گئے عشق مجازی سے بچ گئے اور ذلّت وخواری سے بچ گئے۔ عورتوں میں بھی یہ تاثر ہوتا ہے کہ یہ نظر بچا کر گذرنے والا کوئی اللہ والا بندہ معلوم ہوتا ہے اگر دیکھ لیتے تو داڑھی کی عزت ختم ہوجاتی، گول ٹوپی کی عزت ختم ہوجاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نظر کی حفاظت پر تین انعام عطا فرمائے جو اُن کے شکور ہونے کی دلیل ہے۔

پہلا انعام کیا ہے؟

حفاظتِ نظر کا پہلا انعام بے چینی سے حفاظت

بے چینی سے حفاظت۔ نظر ڈالنے کے بعد بے چینی بڑھ جاتی ہے کہ آہ کاش یہی مل جاتی تو لفظ کاش اور حسرت سے آپ کو حفاظت ملتی ہے اس پہلے انعام کا نام ہے حسرتوں سے حفاظت۔ اب کاش نہیں نکلے گا کیوں کہ دیکھا ہی نہیں۔ پھر گھر کی چٹنی روٹی بریانی اور پلاؤ معلوم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ ہم کو عطا فرمائی ہے۔ آپ بتائیے کہ اگر مجنوں کو ساری دُنیا کی عورتیں بریانی اور پلاؤ بھیجتیں اور اس کی وہ لیلیٰ جس پر وہ ظالم پاگل ہُوا تھا سوکھی روٹی بھیجتی تو مجنوں کس لیلیٰ کا کھانا کھاتا؟ اپنی لیلیٰ کا! اور کہتا کہ یہ سوکھی روٹی میری لیلیٰ کے ہاتھ سے آئی ہے۔ تو جو مولیٰ کے عاشق ہیں، جو اللہ والے ہیں وہ اپنی بیوی کو تمام دنیا کی لیلاؤں سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے مولیٰ نے عطا فرمائی ہے اور اسی لیے وہ چین سے رہتے ہیں ان کے گھر میں سکون رہتا ہے۔

اور جو ادھر ادھر تا جھانک کرتے ہیں ان کے گھر میں بے برکتی، پریشانی اور لڑائی جھگڑے رہتے ہیں کیوں کہ نظر میں تو دوسری سما گئی اس لیے اپنی بیوی ان کو اچھی نہیں لگتی۔ تو نظر بچانے کا پہلا انعام کیا ملا؟ حسرت اور بے چینی اور پریشانی سے حفاظت۔

دوسرا انعام ہے ایمان

حفاظت نظر کا دوسرا انعام ایمان کی حلاوت

کی حلاوت۔ حدیث قدسی ہے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محدثین لکھتے ہیں کہ حدیث قدسی کی تعریف یہ ہے هُوَ الْكَلَامُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ بِلَفْظِهٖ وَيُنْسِبُهٗ اِلٰى رَبِّهٖ حدیثِ قدسی وہ کلام نبوت ہے جو زبان نبوت سے نکلے مگر نبی یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ایسی حدیث کو حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نظر کتنی زہریلی چیز ہے ابلیس کا تیر ہے اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ نظر ابلیس کا تیر ہے اور تیر بھی زہر میں بجھایا ہوا۔ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۲۸) جس نے میرے خوف سے اپنے قلب و نظر کو اس تیر سے بچا لیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو کیا دوں گا اس نے آنکھ کی مٹھاس مجھ پر فدا کی میں اس کو دل کی مٹھاس، ایمان کی حلاوت دے دوں گا۔ علامہ ابن قیم جوزی فرماتے ہیں کہ بندہ نے بصارت دے کر بصیرت لے لی۔ بصارت آنکھ کی بینائی کو کہتے ہیں، نظر کی روشنی کو بصارت کہتے ہیں اس نے اپنی بصارت کو خدا پر فدا کیا اس کے بدلہ میں اللہ نے اس کو بصیرت اور قلب کی ایمانی مٹھاس دے دی۔

حفاظت نظر کا تیسرا انعام حسن خاتمہ کی بشارت

محدثِ عظیم ملا علی قاریؒ

جو ہرات کے رہنے والے تھے ثم ھاجر الی مکہ پھر مکہ کی طرف ہجرت کی۔ آج ان کی قبر جنت المعلیٰ میں ہے وہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ ایمان کی حلاوت دے گا پھر اس کا خاتمہ ایمان پر ضروری ہو جائے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت دے کر واپس نہیں لیتے اور حفاظت نظر کا یہ تیسرا انعام ہے۔

لہٰذا آج سڑکوں پر، ایئرپورٹوں پر، ریلوے اسٹیشنوں پر، مارکیٹوں میں جگہ جگہ جہاں جہاں بھی عورتیں سامنے آئیں نظر بچا بچا کر اللہ تعالیٰ سے حُسن خاتمہ کا سودا کر لیجئے۔

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا

(مرقات صفحہ ۴، جلد ۱) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس قلب کو ایمان کی مٹھاس دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے فِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بِشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہو گیا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ آج سڑکوں پر، ایئرپورٹوں پر اور بازاروں میں جگہ جگہ ایمان کی حلاوتیں بٹ رہی ہیں بشرطیکہ اس نظر سے مٹھائی کی دکانوں کو مت دیکھو یعنی نامحرم شکلوں پر نظر نہ ڈالو۔ اگر کسی کی شوگر بڑھی ہو اور وہ مٹھائی کی دکان کو دیکھ لے تو دیکھنے سے اس کی شوگر نہیں بڑھے گی لیکن یہ نظر کی ایسی ظالم مٹھائی ہے کہ دیکھنے سے ہی زہر اتر جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے نامحرم عورتوں کو صرف دیکھ لیا، استعمال نہیں کیا، بات بھی نہیں کی لیکن یہ آنکھوں کا زنا ہو گیا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے علماء سے عرض کرتا ہوں کہ بخاری شریف میں دیکھ لیجئے فَزِنَی الْعَیْنِ

اَلنَّظَرُ (بخاری جلد ۲ کتاب الاستیذان) بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے اور اس میں وہ لڑکے بھی شامل ہیں جن کے داڑھی مونچھ نہ ہو۔ لہٰذا آنکھوں کا زنا کرکے ولی اللہ بننے کا خواب دیکھنے والوں کو اپنا سر پیٹنا چاہیے ولی اللہ بننے کا شوق ہے تو یہی قرینے ہیں ولی اللہ بننے کے؟

ولی اللہ بننے کے لیے دو کام

لہٰذا نظر کی حفاظت اور دل کی حفاظت اگر سالک یہ دو کام کرلے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ ہوجائے گا۔ باقی سب پرچے آسان ہیں باقی سب گناہ چھوڑنا آسان ہیں بس دو کام اہم ہیں۔ ایک سرحد کی حفاظت اور ایک دار الخلافہ کی حفاظت۔ دیکھیے دشمن دو راستوں سے آتا ہے یا تو سرحد سے آئے گا یا براہ راست دار الخلافہ پر ہوائی جہاز سے حملہ کرسکتا ہے جب آپ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آنکھوں کی سرحد کی حفاظت کر لی اور قلب کے دار الخلافہ کی حفاظت کر لی تو بس آپ کے لیے اللہ کی ولایت اور دوستی کا راستہ بالکل ہموار ہے۔ جو گناہ سے نظر سے بچائے گا اور دل بچائے گا وہ ظالم کیا جھوٹ بولے گا؟ بڑا مشکل پرچہ جو حل کرلے گا اس کو آسان پرچہ حل کرنا کیا مشکل ہے۔ جو سو ڈگری کا بخار برداشت کر لے گا اس کو پچاس ڈگری کا برداشت کرنا کیا مشکل ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ جس کے اوپر بڑے بڑے ڈھول بجتے تھے جب کوئی اعلان بادشاہ لوگ کراتے تھے تو اونٹ پر کوچوان چوب مارتا تھا اور اعلان کرتا تھا کہ بادشاہ سلامت کا یہ اعلان ہے۔ اس نقارہ کی آواز دو میل تک جاتی تھی۔ وہ اونٹ ایک گاؤں سے گذرا تو چھوٹے چھوٹے بچوں نے تالیاں بجا بجا کر اس کو چڑانا شروع کیا تو مولانا

رومیؒ فرماتے ہیں کہ اس اونٹ نے کہا کہ اے بچو! تمہاری چھوٹی چھوٹی ہتھیلیوں کی چٹ چٹ پٹ پٹ کی جو آواز ہے یہ مجھ پر کیا اثر کرے گی میری پیٹھ پر جو نقارہ بجتا ہے اس کی آواز دو میل تک جاتی ہے۔ جب میرے کان اس زور شور کی آواز کے برداشت کرنے والے ہوگئے ہیں تو تمہاری چھوٹی چھوٹی ہتھیلیوں کی چٹ چٹ کی آواز میرے لیے تو مچھر کے برابر بھی نہیں ہے۔

استحضارِ عظمتِ الٰہیہ کے آثار

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں اتر جاتی ہے اور میدانِ قیامت کے سوال جواب کا خوف دل میں اُتر جاتا ہے اتنے بڑے نقارے کے بعد دنیا کی ملامتوں کا اور دنیا والوں کے لعن طعن کی وہ پرواہ بھی نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ایک شخص نے ایک مشت داڑھی رکھ کر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت جب سے داڑھی رکھی ہے میرے تمام دوست احباب میرا مذاق اڑا رہے ہیں، خوب ہنس رہے ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اس کو جواب لکھا کہ اپنے دوستوں کو ہنسنے دو تم کو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا اور ایک صاحب کو جواب دیا کہ لوگوں کے ہنسنے سے کیوں ڈرتے ہو تم کیا لوگ نہیں ہو۔ کیا تم لگائی ہو۔ لوگوں سے تو لگائی ڈرتی ہے۔ تم مرد ہو کر ڈرتے ہو ہنسنے دو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نظر کی حفاظت پر کتنا بڑا انعام ملا۔ نمبر ایک پریشانی، بے چینی، حسرت سے حفاظت، نمبر دو ایمان کی حلاوت، جو نظر بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان کی حلاوت دیں گے اور ایمان کی حلاوت کے بعد تیسرا انعام کیا ملے گا حُسنِ خاتمہ یعنی ایمان پر خاتمہ کی بشارت۔

حفاظتِ نظر پر حُسنِ خاتمہ کے انعامِ عظیم کا سبب

اب اگر کوئی کہے صاحب یہ نظر بچانا تو کوئی زیادہ مشکل کام نہیں اتنا بڑا انعام اس پر کیوں ہے ؟ تو جو نظر بچانے والے ہیں ان سے پوچھو کہ جب نظر بچاتے ہیں تو دل پر کیا گذرتی ہے اور ایک صاحب نے پوچھا کہ نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ اور اتنا زبردست انعام کیوں ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ چوں کہ نظر کی حفاظت پر سارا غم دل اٹھاتا ہے اور جسم میں دل بادشاہ ہے۔ بادشاہ اگر آپ کے یہاں مزدوری کرے تو آپ مزدوری زیادہ دیں گے یا نہیں ؟ تو اللہ تعالیٰ بھی دل کی مزدوری زیادہ دیتا ہے کہ دل جسم کا بادشاہ ہے۔ لہٰذا دل جب محنت کرتا ہے، غم اٹھاتا ہے مالک کو خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نوازتے ہیں، اپنے ایمان کی حلاوت دے دیتے ہیں یوں سمجھ لو کہ اپنی محبت دے دیتے ہیں مُردوں کی محبت سے نجات دی اور زندہ حقیقی دل میں مل گیا۔

کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

اور اگر انہیں مرنے والوں پر مَرتے رہے تو آخر میں جب ان کا جغرافیہ بدل جائے گا چہرہ بدل جائے گا، صراحی جیسی گردن موٹی ہو جائے گی، گال اندر کو پچک جائیں گے، دانت منہ سے نکال کر ٹوتھ پیسٹ کر رہی ہو گی یا کر رہا ہو گا تو پھر میرا یہ شعر پڑھنا پڑے گا جو میں نے میر صاحب کے لیے کہا ہے لیکن میر صاحب کے لیے ہی نہیں، خود ہمارے لیے بھی ہے۔ سالکین کے لیے ہے آدھی رات کا یہ شعر ہے، میں اللہ کی نعمت عرض کرتا ہوں کہ بعد منتصف اللیل جب اس

دُنیا کے آسمان پر اللہ تعالیٰ نزول فرماتے ہیں بے ساختہ یہ شعر ہو گیا

؎ حسینوں کا جغرافیہ میں بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

یہ تارے گننے کی تاریخ تھی، رونے کی، اشکباری بے قراری اور اختر شماری کی۔ اختر شماری کے معنی ہیں رات میں تارے گننا، میرا نام نہ سمجھنا۔ اختر کے معنی تارے کے ہیں نہیں تو آپ کہیں کہ آپ کو تو میں نے نہیں شمار کیا تھا۔ یہ سب کیا ہوا، کہاں گئی وہ تاریخ

؎ حسینوں کا جغرافیہ میں بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہو گا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

حُسنِ فانی سے دل لگانا حماقت ہے

آسمان کے ستاروں کے مانند زمین پر بھی حُسن کے ستارے پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سب فانی ہیں، اپنی حماقتوں سے باز آجاؤ۔ انٹرنیشنل ڈنکی بین الاقوامی احمق جس کو دیکھنا ہو وہ حسینوں پر مرنے والے کو دیکھ لے۔ یہ میں نہیں کہتا حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر گناہ کرنے والا تو بے وقوف ہے ہی لیکن نظر کا مجرم جو ہے یہ سب بے وقوفوں کا سردار ہے، امیر الحمقاء ہے کیوں کہ ملنا ملانا کچھ نہیں بس دل کو جلانا اور تڑپانا اور پانا کچھ نہیں مفت میں آنکھوں کا زنا کر رہا ہے زبان سے اگر بات کر لی تو یہ زبان کا زنا ہے۔ بلا ضرورت باتیں کر رہا ہے۔

کہہ رہا ہے آپا آپ کا مکان کہاں ہے گلشن اقبال کے کون سے نمبر میں ہے۔ کیا ضرورت ہے آپ کو آپا سے یہ بات کرنے کی ؟ اس کا حرام پاپا کھا رہے ہو اور نفس تمہارا اس پر چھاپہ مار رہا ہے۔ سوچو کہ اللہ دیکھ رہا ہے جس کو ہر وقت یہ مراقبہ ہو کہ اللہ میری نظر کو دیکھ رہا ہے کہ میرا بندہ کہاں نظر ڈال رہا ہے وہ بدنگاہی کیسے کرسکتا ہے

؎ میری نظر پہ ان کی نظر پاسباں رہی
افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

ہر وقت یہ احساس رہے کہ اللہ میری نظر کو دیکھ رہا ہے۔ یہ نہیں کہ ایئرپورٹ پر کسی بڈھی کی مدد کا تو کوئی خیال نہیں اور کسی نمکین لڑکی کو دیکھا تو کہا کہ لائیے میں آپ کا بیگ بھی لے لوں اور آپ کا امیگریشن بھی کرا دوں۔ میں ذرا مسافروں کی خدمت اچھی کرتا ہوں۔ ارے یہی ایک مسافرہ ہے اور بھی تو مسافر ہیں! دیکھو جو کام کرو سوچو کہ اللہ بھی دیکھ رہا ہے، وہ دل کے راز کو جانتا ہے بزرگ شاعر فرماتے ہیں

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

یہ سمجھ لیجئے کہ اللہ کو ایکسرے کی ضرورت نہیں۔

شکور کی تشریح پر ایک حکایت

میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ کا ایک نام شکور ہے جس کے معنی ہیں کہ تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ جزا دینے والا۔ اس پر مُلّا علی قاریؒ نے ایک واقعہ بیان کیا تاکہ سمجھ میں آجائے کہ اللہ تعالیٰ کیسے شکور ہیں اور کیسے اپنے بندوں کے اعمال پر بے حد جزا دیتے ہیں۔ یہ واقعہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ میں ہے

جو عربی زبان میں ہے میں اس کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ حکی ان رجلا روی فی المنام ایک شخص کی حکایت بیان کی گئی کہ ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا حَاسَبَنِیْ رَبِّیْ میرے رب نے میرا حساب شروع کیا فَخَفَّتْ کِفَّۃُ حَسَنَاتِیْ میری نیکیوں کا پلہ ہلکا پڑ گیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ بس اب جہنم میں جانا پڑے گا فَوَقَعَتْ فِیْھَا صُرَّۃٌ کہ ایک چھوٹی سی تھیلی آکر گری جس سے میری نیکیوں کا وزن بڑھ گیا اور نجات مل گئی میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ مَاھٰذَا یَا رَبِّیْ اے میرے رب یہ تھیلی کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا سنئے! مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ میں یہ واقعہ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھٰذَا کَفُّ تُرَابٍ اَلْقَیْتَہٗ فِیْ قَبْرِ مُسْلِمٍ یہ وہ مٹی ہے جو اپنے ہاتھ سے تو نے ایک مسلمان کی قبر پر ڈالی تھی وہی میں نے قبول کر لی تھی۔ آج اسی کے صدقہ میں تیری مغفرت ہو گئی۔

ایک تبلیغی دوست کو میں نے جب یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ پہلے تو میں تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالتا تھا اب تو خوب بھر بھر کے ڈالوں گا۔

دوستو! ایک بات یہ عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری بات سننے والے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ آج علم میں کوئی اضافہ ہو گا۔ دردِ دل حاصل کیجئے، کیفیتِ ایمانی و احسانی حاصل کیجئے بس یہی مقصد ہے۔ علوم کے اضافہ والی بڑی بڑی لائبریریاں ہیں لیکن وہاں سگریٹ پی رہے ہیں نماز بھی نہیں پڑھتے۔

دنیا کا مال و متاع مقصدِ حیات نہیں

میں نے ابھی یہ عرض کیا تھا کہ دنیا کے پردیس

سے دُنیا کے وطن کی طرف جب واپسی ہوتی ہے تو تین طریقہ پر ہوتی ہے یا صرف کرنسی یا سامان اور کرنسی یا صرف سامان لیکن جب انسان اللہ کی طرف جاتا ہے، جب قبر میں جنازہ اترتا ہے تو پھر کرنسی بھی یہیں چھوڑ دیتا ہے، سامان بھی چھوڑ دیتا ہے اور اگر دونوں لے جانا چاہے تو کچھ نہیں لے جا سکتا۔ جب کچھ بھی ساتھ نہیں لے جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ مقصدِ حیات یہ نہیں تھا آخرت کے وطن اور اس وطن میں فرق ہے۔ دُنیا کے پردیس کی کمائی اور کرنسی آپ اپنے دُنیا کے وطن میں لے جا سکتے ہیں، کراچی کی کرنسی کشمیر لے جا سکتے ہیں لیکن جب اصلی وطن آخرت جانا ہوگا تو ہم ایک سوت کپڑا بھی نہیں لے جا سکتے سوائے کفن کے کوئی پینٹ شرٹ نہیں لے جا سکتے۔ سب اتار لی جائیں گی، گھڑیاں تک اُتار لی جائیں گی، چشمے بھی اُتار لیے جائیں گے چاہے سنہری کمانی کیوں نہ ہو، ساری کرنسی جیب سے نکال کر، کُرتے پاجامے اُتار کر کفن میں لپیٹ دیا جائے گا کہ جاؤ اپنے وطن۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب دُنیا میں آئے تھے تو ننگے آئے تھے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بالکل ننگا آتا ہے۔ اب جاتے وقت اتنا ہُوا کہ کچھ کفن اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ جب تم بچے تھے، پیدا ہوئے تھے اس وقت تم ننگے بھی اچھے لگتے تھے مگر اب بڈھے ہو کر ننگے جاتے تو اچھا نہ لگتا۔ لہٰذا عزت کے ساتھ، شرافت کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ کفن کو شریعت نے لازم کر دیا اور اب تم ہمارے مہمان ہو ہمارے پاس آرہے ہو لہٰذا اب تمہیں ہم مرسڈیز پر نہیں لادیں گے۔ بسیں اور کاریں تمہارے لیے عزت کی چیز نہیں ہیں لہٰذا جو سب سے زیادہ اشرف ہے، اشرف المخلوقات ہے تم اس انسان کے کندھوں پر چلو۔ آج کوئی بادشاہ بھی کسی کے کندھوں پر نہیں چل سکتا اور اگر چلے تو لوگ کہیں گے کہ یہ بادشاہ کیا حماقت کر رہا ہے۔ اللہ نے اپنے مہمانوں

کو یہ عزت دی۔

ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں کہ جب ہم دُنیا میں آئے تھے تو کچھ ساتھ نہیں لائے لیکن جب آخرت کو گئے تو کیا ساتھ لے کر گئے اس پر یہ شعر کہتے ہیں

؎ آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے سر پر دھر چلے
واں سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں
یاں سے سمجھانے کو لے دفتر چلے

قیامت کے دن اعضاء گواہی دیں گے

ہم اپنے دفتر کو دیکھیں کہ کیا کیا، کیا ہُوا ہے، اپنی خلوتوں میں، تنہائیوں میں جو کام کیے ہیں جس دن قیامت آئے گی تو یہ ہاتھ بولے گا۔

؎ دست گوید من چنیں دزدیدہ ام

مولانا رومیؒ قیامت کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ ہاتھ کہے گا کہ اے خدا میں نے اس طرح چوری کی تھی اور

؎ لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام

ہونٹ بولیں گے کہ میں نے لڑکیوں یا لڑکوں کا حرام بوسہ لیا تھا۔ یہ ہونٹ خود بولیں گے، مجرم کے خلاف خود گواہی دیں گے لہٰذا ابھی سے ہوش میں آجانا چاہیے

؎ چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام
گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

آنکھ کہے گی کہ مَیں نے حرام اشارہ بازی کی ہے، نامحرم عورتوں کو دیکھا ہے۔ کان کہے گا کہ میں ہمیشہ گانا سنا کرتا تھا۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۲۳ سورۃ یٰسٓ) اللہ منہ پر اس دن سیل کر دیں گے، مہر لگا دیں گے سارے اعضاء ہاتھ اور پَیر سب بولنے لگیں گے آج جن اعضاء کو حرام مزے دیئے جا رہے ہیں یہی کل قیامت کے دن جوتے لگوا دیں گے۔ رومانٹک والوں سے پوچھو کہ حرام بوسہ میں کتنا مزہ آتا ہے لیکن ان کو یہ پتہ نہیں کہ سَر پر اسٹک پڑنے والی ہے۔ رومانٹک کی کھوپڑی پر اسٹک پڑے گی اس وقت پتہ چلے گا جب یہ اعضاء بولنے لگیں گے۔ لہٰذا جلد توبہ کر لینی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کس طرح برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں

یہ مبارک مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ میں رو رو کر ہم اللہ سے معافی مانگ لیں جو شخص صدق دل سے توبہ کرتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (پارہ نمبر ۱۹ سورۃ فرقان)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل صالح کرے ہم اس کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے۔

اس پر ایک علمی اشکال یہ ہے کہ توبہ تو حالتِ ایمان میں قبول ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے اِلَّا مَنْ تَابَ کیوں فرمایا؟ حضرت حکیم الامت نے تفسیر بیان القرآن میں

اِس کا جواب دیا کہ یہ آیت مشرکین کے لیے نازل ہوئی ہے یعنی مَنْ تَابَ عَنِ الشِّرْكِ جو شرک سے توبہ کرے وَاٰمَنَ پھر ایمان قبول ہوگا۔ حالت شرک میں جو بت کے سامنے سجدہ کرے اس کا ایمان کیسے قبول ہوسکتا ہے۔ تفسیر مظہری میں بھی اِلَّامَنْ تَابَ کی تفسیر عن الشرك کی ہے یعنی جو شرک سے توبہ کرے اور پھر ایمان بھی لے آئے اور نیک اعمال یعنی ضروری طاعات کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ توبہ کرنے سے ہماری بُرائیاں کس طرح نیکیوں سے بدل جائیں گی اس کی علامہ آلوسی نے تین تفسیر کی ہے۔

تبدیل سیئات بالحسنات کی پہلی تفسیر

تفسیر نمبر ایک کہ جتنی اس نے بُرائیاں کی تھیں ان کو مٹا کر اس کی جگہ اللہ تعالیٰ وہ نیکیاں لکھ دے گا جو وہ مستقبل میں کرنے والا ہے، ماضی کے گناہوں کو مٹا کر وہاں مستقبل کی نیکیاں لکھ دے گا اور خالی اس لیے نہیں چھوڑے گا کہ خالی چھوڑنے سے فرشتے طعنہ دیتے کہ کچھ دال میں کالا تھا۔ یہاں سے کچھ مٹایا گیا ہے کیوں کہ یہاں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے غلاموں کی آبرو رکھ لی آہ! اپنے بندوں کی آبرو رکھ لی۔ اللہ تعالیٰ اس کے سوابق المعاصی کو مٹا دے گا اور لواحق الحسنات کو وہاں لکھ دے گا یعنی ماضی کے جتنے معاصی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مٹا کر وہاں اس کی مستقبل کی نیکیاں لکھ دیں گے۔ مثلاً ایک شخص فلم میں گانا گاتا تھا اب توبہ کر لی، نماز پڑھنے لگا داڑھی رکھ لی اور حج کرنے گیا تو جتنا اس نے گانا بجانا کیا تھا جو اعمال نامہ میں لکھا ہوا تھا اس کو مٹا کر اس کی جگہ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لکھا ہوا ہوگا،

یعنی توبہ کرتے ہی اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ مٹا دیتے ہیں اور وہاں وہ نیکیاں لکھ دیتے ہیں جو وہ آیندہ کرنے والا ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا کرم نہیں ہے۔

دوسری تفسیر

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ملکۂ تقاضائے معصیت کو ملکۂ تقاضائے حسنات سے تبدیل فرما دیتے ہیں یعنی جو ہر وقت گناہوں کے لیے پاگل رہتا تھا، ہر وقت فلمی گانے، وی سی آر، سینما، ہر وقت ٹیڈیوں کے ساتھ اسٹڈی کرکے نفس کو ریڈی رکھتا تھا اب توبہ کرکے سب گناہوں کو چھوڑ دیا۔ اب اللہ والوں کے پاس جاتا ہے، نیک اعمال کرتا ہے اللہ کی رحمت اس کے تقاضائے معصیت کی شدت کو تقاضائے حسنات کی شدت سے تبدیل کر دیتی ہے لیکن ایک شرط ہے کہ چھپ چھپ کر وہ معصیت کی عادت کو زندہ نہ رکھے جیسے کوئی بھنگی پاڑہ میں رہتا تھا اور روزانہ گو کے کنستر سونگھا کرتا تھا اس کے بعد اس نے توبہ کرلی اور عطر کی دکان میں نوکری کرلی اور اس نے عطر والے سے کہا کہ صاحب ہم کو کوئی ایسا عطر دے دیجئے کہ پھر ہم پاخانہ نہ سونگھیں اور بھنگی پاڑہ سے ہم کو مناسبت نہ رہے۔ اس نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے عود کا عطر لو، دس ہزار روپے کا تولہ ملتا ہے، عرب کے شہزادے لگاتے ہیں تم روزانہ مفت میں لگا لیا کرو کہ ہمارے ملازم ہو۔ لہٰذا وہ ٹھیک ہوگیا اب بدبودار چیز سونگھنے سے اس کو متلی آنے لگی کیوں کہ اس نے بھنگی پاڑہ جانا بالکل چھوڑ دیا تو سال چھ مہینے میں اس کی ناک کا مزاج جو فاسد تھا وہ مزاج سالم سے تبدیل ہوگیا، وہ کہتا ہے کہ بدبو کے تصور سے میں اب بھنگی پاڑہ نہیں جا سکتا، گو کا کنستر دیکھنے ہی سے قے ہو جائے گی اور اس کے ایک ساتھی نے بھی بھنگی پاڑہ سے توبہ کی تھی لیکن وہ چور قسم کا تھا کبھی ہفتہ میں مہینہ میں چھپ کر بھنگی پاڑہ جا کر گو کا کنستر سونگھ آتا تھا اور اپنے مربی کو بتاتا بھی نہیں تھا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر جانے ہی نہ

دے۔ اب بتلائیے کہ کیا اس کو صحت ہوگی اور کیا اس کو بدبو سے نفرت ہوگی؟ کیوں کہ یہ ظالم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا تھا۔ مولانا رومی اس کو بڑے درد سے فرماتے ہیں اور میں بھی درد سے کہتا ہوں اپنے دوستوں سے

؎ دست ما چو پائے مارا می خورد

جب میرا ہی ہاتھ میرے پیر کو کاٹ رہا ہے

؎ بے امان تو کسے جان کے برد

تو اے خدا تیری سلامتی و امن کے بغیر ہم اپنی جان کو کیسے بچا سکتے ہیں۔

دوستو! ہم اپنی جان پر رحم کریں ورنہ ساری زندگی کش مکش اور عذاب میں رہے گی دُنیا کا بھی عذاب ہوگا اور جب موت آئی گی تو قبر میں جب عذاب ہوگا تب پتہ چل جائے گا۔ اس لیے میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ چھپ چھپ کر غلط ماحول میں جانے کی حرام حرکت سے، گناہوں کے ارتکاب سے باز آجائیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار نہ کریں جو گناہوں سے سچی توبہ کرے گا پھر اس کے تقاضائے معصیت کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے تقاضے سے بدل دیں گے کچھ دن کا معاملہ ہے۔ سال دو سال ایسا گذار لو کہ بالکل گناہ نہ کرو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ گناہوں کو دل ہی نہیں چاہے گا دل ہی بدل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اللہ والا بنا دیں۔

پہلی آیت | مال ومتاع کے مقصدِ حیات نہ ہونے کی ایک عجیب دلیل

جو میں نے تلاوت کی تھی اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم اہل تقویٰ کی صحبت میں رہیں

تو مقصدِ حیات کہاں پالیں گے۔ مقصدِ حیات کیا ہے؟ جب ہم کفن لپیٹ کر جائیں گے تو کیوں کہ ہم اپنے زیورات، بیوی بچے، قالین، موبائیل ٹیلیفون وائرلیس اور کرنسی کسی قسم کی کوئی چیز نہ لے جاسکیں گے یہی دلیل ہے کہ یہ ہمارا مقصدِ حیات نہیں ہے۔ بتائیے یہ دلیل ہے یا نہیں ورنہ جب سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں کیا کسی نے دیکھا کہ کوئی مرنے والا اپنے ساتھ اپنا مکان اور قالین اور ٹیلی فون سب لے جارہا ہو اور فرشتوں سے امداد لے رہا ہو کہ اے فرشتو دوڑو میں اکیلے اپنا قالین اور اپنا مکان نہیں اٹھا سکتا، میری مدد کرو اور اس کے بعد آسمان سے فرشتے آگئے ہوں کہ جن کا یہ جنازہ ہے انہوں نے اللہ میاں سے درخواست کی ہے کہ میری کرسیاں اور میرا قالین، میرا ٹیلی فون اور موبائیل میری کاریں اور میرا ساز و سامان آخرت میں پہنچ جانا چاہیے آج تک کیا کوئی مردہ ایسا گیا ہے جو اپنا مکان اور دُنیا کا سامان ساتھ لے گیا ہو۔

عبادت کے مقصدِ حیات ہونے پر دو دلائل

معلوم ہوا یہ مقصدِ حیات نہیں ہے یہ وسائلِ حیات ہیں وسائل چھن جاتے ہیں مقاصد نہیں چھنتے۔ یہی دلیل ہے کہ ہمارا مقصدِ حیات عبادت ہے۔ ہم عبادت کے نور کو اللہ کے پاس لے کر جاتے ہیں اور اسی میں ایک دلیل اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اپنا نام لینے کی طاقت دیتے ہیں کیوں کہ یہ مقصدِ حیات ہے اور بہت سی طاقتیں ساٹھ ستّر سال کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جب طاقت ختم ہو گئی تو بڈھا اپنی بڑھیا سے کہتا ہے کہ لینے دینے پر ڈالو خاک، کرو محبت

پاک۔ دوستو! آخری زندگی میں سوائے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے ساری طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ نابینا ہو گئے بہرے ہو گئے، مگر زبان ان کی حرکت کرتی رہی اللہ کا نام وہ لیتے رہے جو اللہ کے نام کے عادی تھے اور جو اللہ کے نام کے عادی نہیں تھے، چھپ چھپ کر بھنگی پاڑہ جاتے رہے اور خبیث حرکتیں کرتے رہے ان کا خاتمہ کس طرح خراب ہوا۔

غیر اللہ سے دل لگانے کا خوف ناک انجام

دوستو! بڑا دردناک واقعہ سُناتا ہوں

علامہ ابن قیم جوزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک عاشق تھا، چھپ چھپ کر اپنے معشوق سے ملا کرتا تھا۔ آخر جب اس کو موت آنے لگی تو اس کے دوستوں نے کہا کہ اب کلمہ پڑھ لو تو کلمہ کے بجائے وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

؎ رضاک اشھٰی الیٰ فوادی
من رحمۃ الخالق الجلیل

اے معشوق تیرا خوش ہو جانا مجھے خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ محبوب ہے نعوذ باللہ۔ کفر پر خاتمہ ہوا۔ تو دوستو! ایسا نہ ہو کہ چھپ چھپ کر یہ حرکت موت کے وقت ظاہر ہو جائے نعوذ باللہ اور سوء خاتمہ کے ساتھ جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخلہ ہو اللہ پناہ میں رکھے۔ اس لیے ہم سب جلد از جلد دل سے غیر اللہ کو نکال دیں۔

؎ لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں
مومن نہیں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

مومن شاعر تھا اس کا ایک دوست تھا اس کا نام آرزو تھا لیکن بدعتی تھا لیکن

جب یہ اہلِ حق سے وابستہ ہُوئے اور سنت کی زندگی مل گئی، تو بدعت کی زندگی سے نفرت ہوگئی لیکن دل کہتا رہتا تھا کہ چلو آرزو کے پاس چلو آرزو کے پاس ایک دفعہ اپنے دل کو ٹھونک کر کہا کہ اے دل سُن لے۔

ے لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں

اگر تو نے آرزو کا نام لیا تو تجھی کو نکال کر پھینک دوں گا۔

مومن نہیں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ہم اگر اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرنے والوں سے، سنت کو دفن کرنے والوں سے ملیں تو ہم مومن نہیں ہیں۔ میں ایسے لوگوں سے ہرگز نہیں ملوں گا۔

میں اپنے ان دوستوں سے کہتا ہوں جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی ہے کہ گناہوں کے مراکز کو گناہوں کے اڈوں کو بالکل چھوڑ دو۔ یہی کہہ دو کہ اگر گناہ کا نام لیا تو اے دل میں تجھ کو ہی سینہ سے نکال دوں گا۔ ان شاء اللہ میں مسجدیں، رمضان کے مہینہ میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک پورا سال گناہوں سے بچ کر گذاریں۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ دل پاک ہو جائے گا تقاضائے معصیت کو اللہ تقاضائے حسنات سے تبدیل فرما دیگا

تبدیلِ سیّئات بالحسنات کی تیسری تفسیر

اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کی برکت سے کس طرح برائی کو مٹا کر حسنات سے تبدیل فرماتا ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے یوتی بالرجل یوم القیامۃ قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے فرشتو

اِس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے وینحی عنہ کبارھا اور اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا دیئے جائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم نے یہ گناہ کیے تھے وہ کہے گا کہ ہاں اللہ تعالیٰ اور دل میں ڈرے گا کہ اب تو بس جہنم میں گئے اِس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ اس کے ہر صغیرہ گناہ کی جگہ پر حسنہ اور نیکی لکھ دو اور یہ وہ نیکی نہیں ہوگی جو اس نے کی ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے عطا فرمادیں گے کہ یہاں نیکی لکھ دو اور ایک دوسری روایت میں ہے لیاتین ناس یوم القیامہ بہت سے لوگوں کے ساتھ کرم کا یہ معاملہ ہوگا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا کہ یقال ھذا کرم العفو اس کا نام عفو کریمانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معافی بھی دے رہے ہیں اور گناہ کی جگہ نیکیاں بھی دے رہے ہیں کیسا کریم مالک ہے۔ اس کرم کو دیکھ کر وہ کہے گا کہ اللہ میاں ابھی تو میرے اور بھی گناہ ہیں ان لی ذنوبا لوارھا ھنا میں اپنے بڑے بڑے گناہوں کو تو یہاں دیکھ ہی نہیں رہا ہوں ۔ ذرا ڈھٹائی تو دیکھئے کہ جب چھوٹے چھوٹے گناہوں پر نیکیاں ملنے لگیں اور انعامات ملنے لگے تو یہ ظالم اپنے بڑے گناہوں کو اللہ میاں کے سامنے پیش کر رہا ہے ان لی ذنوبا لوارھا ھنا کہ اللہ میاں میرے تو اور بھی بڑے بڑے گناہ تھے میں ان کو کیوں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اس مقام کو بیان فرمایا تو آپ ہنس پڑے حتی بدت نواجذہ یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں کہ بندوں کا یہ حال ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہنس پڑیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

آہ ! اللہ تعالیٰ کے کرم بے پایاں کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے ۔

مقصدِ حیات عبادت ہے

جو دو آیات میں نے تلاوت کیں ان سے معلوم ہوا کہ ہماری زندگی کا مقصد حصولِ تقوےٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی ہے۔ اگر ہماری کرسی، ہماری قالینیں، ہمارے گھر، ہمارے بال بچے، ہمارے کاروبار، ہمارے پیسے سب موت کے وقت چھن جائیں گے اور کفن لپیٹ کر جانا ہے تو دوستو! معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں مقصدِ حیات نہیں تھیں ورنہ اللہ ہمارا سب مال جنت میں بھیج دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ ہم نے تمہاری زندگی کا مقصد بیان کر دیا اب تم لاکھ دُنیا کی محبت میں پھنس کر ہمیں بھولے رہو یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ ہم نے تو تم کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا لیکن تم رومانٹک دُنیا میں جا کر حسینوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ تو تم نے میری بندگی چھوڑ کر گندگی میں جو اپنی زندگی ضائع کی اس کے تم ذمہ دار ہو۔ اگر میں قرآن میں اعلان نہ کرتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ اللہ میاں آپ نے پیدا کر کے ہم کو بتایا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (پ۲۷ الذاریات) ہم نے تمہیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تو بس عبادت ہی جاتے گی اللہ کے یہاں۔ لہٰذا دوستو! عبادت کی کرسی ہی جائے گی اب اسکی توفیق اور ولی اللہ بننے کا نسخہ بتاتا ہوں۔

متقی اور ولی اللہ بننے کے دو نسخے

نمبر ایک اہل اللہ اور اہل تقوےٰ کی صحبت میں جاؤ مگر جس سے مناسبت ہو۔ یہاں ہمارے اس شہر کے اندر حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم بڑے اکابر میں سے ہیں۔ مفتی رفیع عثمانی اور مفتی تقی عثمانی کے استاد ہیں ان کو بخاری پڑھائی ہے۔ سمجھ لیجیے کہ کتنے بڑے عالم ہیں ان سے مناسبت ہو تو

وہاں جائیے مولانا تقی عثمانی کو بھی خلافت ہے مولانا رفیع عثمانی کو بھی خلافت ہے مولانا سبحان محمود صاحب کو بھی خلافت ہے مولانا یوسف لدھیانوی بھی خلیفہ ہیں بہرحال جہاں آپ کا گروپ ملتا ہو ۔ دیکھو ہر ایک کا خون مت چڑھوانا محمد علی کلے کو دیکھا کہ بڑا مشہور آدمی ہے ڈاکٹر سے کہیے کہ ہمارا خون ملائیے جب خون کا گروپ مل جاتا ہے تب خون چڑھوایا جاتا ہے اگر مناسبت کے بغیر بیعت میں جلدی کر دی تو میرا یہ شعر پڑھنا پڑے گا وہ شعر سنئے !

ع آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا
عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے رہے ساحل نہ ملا

اس لیے ہم سب کے دادا پیر حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد ہے کہ جہاں تمہاری مناسبت ہو وہیں فائدہ ہوگا ۔

ولی اللہ بننے کا پہلا نسخہ صحبتِ اہل اللہ ہے

بیان کے شروع میں جو دو آیات میں نے تلاوت کیں ان میں ایک خاص ربط ہے جو ان شاء اللہ بیان کروں گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تقوے والی زندگی اللہ والی زندگی، ولی اللہ بننے کی زندگی کا ایک نسخہ تو ہم نے پہلی آیت میں نازل کیا کہ تم اللہ والوں کے ساتھ رہو تو اللہ والے بن جاؤ گے ۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حکیم اختر! آم والوں سے آم، مٹھائی والوں سے مٹھائی، کباب والوں سے کباب اور کپڑے والوں سے کپڑا ملتا ہے ۔ اسی طرح اللہ والوں سے اللہ ملتا ہے ۔ لاکھ کتاب پڑھ لو مگر اللہ کو نہیں پا سکتے ہو ۔ اگر آپ مٹھائی والوں سے کپڑا خریدنے جائیں تو کیا کہے گا

کہ پاگل ہے لے جاؤ اس کو آغا خان ہسپتال اور کپڑے والے سے مٹھائی مانگو تو کیا کہے گا۔ کپڑے والوں سے کپڑا، مٹھائی والوں سے مٹھائی مانگتے ہو اور اللہ والوں سے خالی تعویذ! واہ! اللہ والے اسی لیے ہیں کہ آپ کو بس تعویذ دیتے رہیں۔ اگر اللہ والوں سے آپ نے اللہ حاصل نہیں کیا تو آپ نے ان کی کچھ عزت نہیں کی کچھ قدر نہیں کی۔ لہٰذا ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

لیکن اگر مخلص نہیں ہے تو اللہ والوں کے ساتھ محض مرغا کھانے کے لیے بعض لوگ پڑے رہتے ہیں کہ یہاں پیر صاحب ہیں مرغا آئے گا۔ ایک صاحب علی گڑھ کے اسٹوڈنٹ تھے، میرے ساتھ کر دیئے گئے میرے شیخ نے ان کو میرے ساتھ کر دیا تھا۔ کانپور کے قریب باندہ میں ایک بہت بڑا دار العلوم ہے حضرت مولانا قاری صدیق صاحب کے یہاں کئی وقت مُرغے کھائے ان کی چارپائی رات کو میرے ہی ساتھ تھی کہنے لگے کہ آپ نے جو یہ شعر پڑھا تھا کہ۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

تو اس پر میں نے بھی ایک شعر بنایا ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا اس شعر کے مقابلہ میں کون سا شعر آپ نے بنایا ہے اس میں تو یہ تعلیم ہے کہ اللہ کو پانے کے لیے اللہ والوں کے پاس جاؤ، ان سے راہ و رسم قائم کرو۔ کہنے لگے کہ میرا شعر ویسا نہیں ہے جیسا آپ نے پڑھا لیکن سن لیجئے اچھا ہے۔

مُرغ کھانے کی ہے یہی اک راہ
کھانے والوں سے راہ پیدا کر

دیکھا آپ نے! حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کا ایک شعر پیش کرتا ہوں جو اچانک یاد آگیا کہ دوستو! اپنی قیمت اپنے بنگلوں سے اور اپنی کاروں سے مت لگاؤ کاروباروں سے مت لگاؤ۔ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو کتنی محبت ہے۔ فرماتے ہیں کہ۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اور حسن کی دنیا کا حال بھی سُن لیجئے کسی شاعر کا شعر ہے اور بہت عمدہ ہے۔

ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے
کیسے کیسے ایسے ویسے ہوگئے

یعنی شکلیں بگڑ گئیں، حسن و جمال سب جاتا رہا۔

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

اللہ کا نام تمام لذاتِ کائنات کا کیپسول ہے

دوستو! اللہ پر فدا ہو جاؤ۔ مولائے کائنات پر جو فدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لیلائے کائنات اور دُنیا بھر کی ساری مٹھائیاں سارے کباب و بریانی کی لذت اپنے نام میں عطا فرماتے ہیں ساری لذاتِ کائنات کا کیپسول اللہ کا نام ہے اگر وہ بے مزہ

ہوتے تو ان چیزوں میں کیسے مزہ پیدا کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ بے مزہ ہوتے تو کباب اور مرغی میں لذت اور مٹھائی اور گنے میں رس کیسے پیدا کرتے۔ بے رس کا ہو اور گنوں میں رس پیدا کر دے جس سے سارے عالم کو شکر ملتی ہے۔

ے اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے اللہ کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سارے رومانٹک والوں کا انجام گو اور موت کا مقام ہے جہاں ہزاروں کی عزت خراب ہو رہی ہے۔

شیطان دھوکہ باز تاجر ہے

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو تو آپ سب لوگ مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تاجر بزنس مین آپ کو نمونہ کچھ دکھائے اور مال دوسرا دے دے تو آپ اس کو چار سو بیس، چکر باز اور دھوکہ باز کہتے ہیں اور اس سے کبھی سودا نہیں خریدتے لیکن ابلیس ہمیشہ دھوکہ دیتا رہتا ہے حسینوں کے گال اور آنکھیں دکھاتا ہے نمونہ کیسا دکھاتا ہے اور مال کیا دیتا ہے پیشاب اور پاخانہ کے مقام پر ملوث کرتا ہے لیکن آہ! اس ابلیس کی دُم نہ چھوڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا کریں صاحب ہر طرف بے پردگی ہے۔ بے پردہ عورتوں نے تو ہماری ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم نے اُن کی دُم میں ناک کیوں لگائی ہوئی ہے تم نظر بچاؤ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ

مبارک پر عمل کرو۔ وہ چین پاؤ گے، ہر ہر نظر کی حفاظت پر دل کو حلاوتِ ایمانی سے اپنی محبت سے اللہ بھر دے گا۔ دوستو! بس زندگی مت ضائع کیجئے۔ درد بھرے دل سے کہتا ہوں اور اس کے آگے میں اور کیا کہہ سکتا ہوں بقول حکیم الامت تھانوی کے کہ اگر میرا بس چلتا تو میں اپنا دل اپنے دوستوں کے دل میں ڈال دیتا۔

ان دو آیتوں میں تقویٰ حاصل کرنے کے دو نسخے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے جن کی روشنی میں اس وقت دو نسخے میں نے ولی اللہ بننے کے آخرت کی کرنسی کا مالدار بننے کے پیش کیے۔ جب ساری دنیا لات مار دے گی تو یہی کرنسی کام آئے گی اور وہ کیا ہے ؟ اللہ کی دوستی۔ تقویٰ کے لیے ایک آیت تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائی کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت میں رہو۔ اگر اہلِ تقویٰ کے پاس نہ رہو گے تو غفلت کا لقوہ گر جائے گا۔

ولی اللہ بننے کا دوسرا نسخہ

نمبر دو جب ریل کوئٹہ جاتی ہے تو دو انجن لگاتے ہیں چڑھائی پر ایک انجن نہیں سنبھال پاتا ایک انجن ریل کے پیچھے بھی لگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا۔ فرمایا کہ اے ایمان والو! میں نے رمضان کے روزے کس لیے فرض کیے تم کو بھوکا پیاسا مارنے کے لیے نہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ کیوں کہ ایک انجن تو اللہ والوں کی صحبت کا ہے جس میں تم بیٹھتے ہو دوسرا انجن اور لگا دیتا ہوں تاکہ تم جلد ولی اللہ بن جاؤ یہ مہینہ ڈبل انجن کا ہے اس مہینہ میں جس نے گناہ نہ چھوڑا سمجھ لو گیارہ مہینہ تک اس کو گناہ سے نجات نہیں مل سکتی۔ یہ بزرگوں کا تجربہ ہے۔ جس کا رمضان زیادہ اچھا ہو گا، تقویٰ سے گذر جائے گا سمجھ لو اس کا پورا سال تقویٰ سے گذرے گا کیوں کہ اس نے اللہ کے رمضان کا احترام کیا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کا احترام کیا تو اللہ تعالیٰ

بھی اس کو تقویٰ سے عزت عطا فرمائیں گے، اس کو گناہوں سے ذلیل و رسوا نہیں فرمائیں گے۔ جو اللہ کے احکام کی عظمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس بندہ کو عظمت و اکرام بخشتا ہے۔ بس تقریر ختم ہوگئی یہ مہینہ ڈبل انجن کا ہے ایک تو اہل اللہ کی صحبت ہے جو الحمد للہ ہم کو نصیب ہے ماشاء اللہ ہمارے شہر میں کیسے کیسے اہلِ اللہ موجود ہیں اور رمضان کا مقصد بھی تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ ہم تم کو بھوکا مارنے کے لیے روزہ فرض نہیں کر رہے ہیں لہٰذا افطار سے پہلے دعا کرلیجئے اور تہجد کے وقت دعا کرلیجئے جب سحری کے لیے اٹھتے ہیں اور آج قرآن پاک ختم ہوا ہے اس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے اور رمضان شریف میں دعا کی قبولیت کے چار اسباب ہیں، چار سبب اللہ کی رحمت کو برسانے کے لیے پیدا کردیئے گئے ہیں :

نمبر ۱ افطار سے پہلے نمبر ۲ تہجد کے وقت میں

نمبر ۳ جب قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے اس کے بعد

نمبر ۴ عرش کے اٹھانے والے فرشتے پورے مہینہ میں روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ فضائل رمضان میں دیکھ لیجئے۔

اب دُعا کیجئے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمدن النبی الامی والہ وصحبہ وبارک وسلم یارب العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اور عرشِ اعظم کو اٹھانے والے فرشتوں کی آمین کے صدقہ میں جو قرآن پاک آپ کا عظیم الشان کلام آج یہاں ختم ہوا ہے اس کے صدقہ اور طفیل میں اور اس مبارک مہینہ کے صدقہ اور طفیل میں اپنی رحمت سے ہمارے مجرمانہ دل

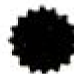
کو نکال کر اپنے نیک بندوں کا دل داخل کر دیجیے۔

اے اللہ ہمارے دلوں کا مزاج بدل دے فاسقانہ نافرمان گناہ کے مزاج کو خبیث عادتوں کو یا اللہ طیب مزاج سے بدل دے اور جو لوگ چھپ چھپ کر اپنے نالائق اور غلط ماحول میں جا کر اپنی عادت کو صحیح نہیں ہونے دے رہے ہیں اے خدا اُن کو اپنی جان پر اور ہم سب کو اپنی جانوں پر رحم کرنے کی توفیق عطا فرما کہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہ ماریں اللہ والوں کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق دے دے کہ ہم جب ان کے دَر پر آگئے تو ساری برائیوں سے ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرما دے۔ معصیت کے مراکز میں دوبارہ جا کر اپنی روح کی ناک کو فاسد کرنے سے ہم سب کو پناہ نصیب فرما اے اللہ اختؔر کو اور ہم سب کو اور میرے دوستوں کو اور ہم سب کے گھر والوں کو اور آپ سب کے گھر والوں کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما دے کہ زندگی کا ہر لمحہ اور زندگی کی ہر سانس اے خدا ہم سب آپ پر فدا کر دیں، آپ کو خوش کرنے کے لیے قربان کر دیں کبھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں نہ اختؔر نہ اس کی اولاد نہ میرے دوست نہ ان کے گھر والے سب کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما دے اولیاء صدیقین کا جو آخری مقام ہے جہاں سے آگے نبوت شروع ہوتی ہے اے خدا آپ نے بابِ نبوت کو بند فرمایا لیکن اولیاء صدیقین کا دروازہ کھلا ہوا ہے اپنی رحمت سے ہم سب کے لیے اولیاء صدیقین کے دروازے کھول دیجیے اور ہم سب کو منتہائے اولیاء صدیقین کا مقام اپنی رحمت سے عطا فرما دیجیے کیوں کہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف محدثین نے یہ کی ہے کہ کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کردے ہم نالائق ہیں لیکن آپ تو لائق ہیں اپنے کرم سے ہم نالائقوں پر مہربانی فرما دیجیے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

مرقعِ عبرت

کتابی چہرے جو ہوں گے بینگن
تو ٹوٹ جائیں گے سارے بندھن
وہ شاہزادی لگے گی بھنگن
اگرچہ پہنے وہ لاکھ کنگن
یہ دانت ہل کر اکھڑ پڑیں گے
لگائیں اُن پر ہزار منجن
نہ سُننا اے میرؔ اُن کی ہرگز
کہ نفس و شیطان ہیں تیرے دُشمن
لگا بڑھاپے سے مجھ کو فتّو
اگرچہ پہنے ہوئے ہے اچکن
ہوئے ہیں پیری میں مثل بلّی
جو تھے جوانی میں شیر افگن
بچاؤ اپنی نظر کو عشرت
یہی ہے بس اِک طریق احسن



سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱٦

فیضانِ محبت

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴٦۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷٦

نام وعظ ——————— فیضانِ محبّت

واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

——————— دامت برکاتہم

کتابت ——————— محمد علی زاہد

اشاعت اوّل ——————— جمادی الاوّل ۱۴۱۸ھ

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

حرفِ آغاز

مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بنگلہ دیش کے احباب خصوصی کی دعوت پر تقریباً گذشتہ پندرہ سال سے ایک یا ڈیڑھ ماہ کے لیے ہر سال بنگلہ دیش تشریف لے جاتے ہیں۔ اس عرصہ میں جو عظیم الشان کام وہاں ہوا ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں خصوصاً شعبۂ تزکیۂ نفس گویا دوبارہ زندہ ہوا اطال اللہ بقارہ وادام اللہ علینا برکاتہ۔ وہاں کے خواص و عوام جس والہانہ بلکہ دیوانہ وار انداز سے حضرت والا سے محبت کرتے ہیں اس کا اندازہ بغیر مشاہدہ کے ممکن نہیں۔ جن لوگوں نے دیکھا ہے وہی سمجھ سکتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کے جوشِ محبت و وارفتگی کا کیا عالم ہے اور دراصل یہ حضرت مرشدی کی محبت و شفقت کا اثر اور صدائے بازگشت ہے۔ حضرت والا خود سراپا محبت ہیں جس کی برکت سے بڑے بڑے علماء کی دستارِ فضیلت دستارِ محبت میں گم ہوگئی ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں

مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

زیرِ نظر وعظ فیضانِ محبت بنگلہ دیش کے شہر کشور گنج میں یکم دسمبر ۱۹۹۲ء بروز منگل بعد نمازِ عشاء جامعہ امدادیہ کے احاطہ میں ہوا جہاں ایک بہت بڑا پنڈال لگایا گیا تھا تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا جس میں عوام کے علاوہ علماء کرام کی بھی کثیر تعداد تھی۔

دس بجے شب کے قریب حضرت والا کا بیان شروع ہوا جس میں حق تعالیٰ کی محبت اشد اور اس کے حاصل کرنے کے طریقے اور اس محبت کے حصول میں جو موانع ہیں مثلاً حقوق الوالدین میں کوتاہی، بیویوں کے حقوق میں کوتاہی، مخلوق کی ایذا رسانی، بہنوں کو ورثہ نہ دینے کا ظلم، بدنظری وجملہ معاصی ومنکرات کا ذکر نہایت جوش کے ساتھ بیان فرمایا کہ ان نافرمانیوں اور مظالم کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت کا خواب دیکھنا جنون و دیوانگی ہے ۔

اور اس کے ساتھ دین پر استقامت کی ترغیب کے لیے بزرگانِ دین کے تقویٰ فنائیت وصبر واولوالعزمی کے واقعات نہایت رقتِ قلب اور درد کے ساتھ بیان فرماتے ۔ وعظ کیا تھا، جلال وجمال کا حسین امتزاج تھا کبھی شانِ جلال سے چہرہ تمتما جاتا تھا اور آواز بلند ہوجاتی تھی اور کبھی رقتِ قلب سے آنکھیں اشکبار ہوجاتی تھیں مجمع پر وجد وبے خودی طاری تھی اور اکثر لوگ زار وقطار رو رہے تھے شاید اس سے قبل حضرت والا کو اس قدر جوش وخروش سے بیان فرماتے ہوئے احقر نے نہ دیکھا تھا اس وقت عجیب حال تھا، دل اللہ کی محبت وخوف میں ڈوب کر اپنی نالائقی وکمتری کے احساس سے شرمسار تھے ۔

وعظ کے بعد بہت سے احباب نے فرمائش کی کہ جلد اس کو شایع کیا جائے چناں چہ ایران کے ایک عالم مولانا عبدالناصر صاحب زید مجدہ نے جو فی الحال مقیم خانقاہ ہیں اس کو ٹیپ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے اس کی ترتیب وتبییض کی اور ضروری حوالہ جات بین القوسین درج کردیئے گئے اور اس کا نام "فیضانِ محبت" تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرماویں اور قیامت تک آنے والے

سالکین طریق اور تمام امت مسلمہ کے لیے نافع بنادیں اور حضرت مرشدی دامت برکاتہم اور ناقل و مرتب و جملہ معاونین کے لیے تاقیامت صدقۂ جاریہ بنادیں۔ آمین

مسودۂ وعظ حضرت والا کی نظرِ ثانی کے بعد آج مؤرخہ ۸ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۰؍ اپریل ۱۹۹۴ء بروز سہ شنبہ طباعت کے لیے دیا جارہا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

جامع و مرتب
احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ
خادم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے
اسی کا نام ہے دردِ محبت
پھرتا ہوں دل میں درد کا نشتر لیے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے

(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

فیضانِ محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۶۵)
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ (ترمذی۔ ابواب الدعوات)

ہمارے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم جن کے صدقہ وطفیل میں، جن بزرگوں کی دعاؤں سے آج ہم جیسوں کو بھی امت میں نگاہِ عزت مل رہی ہے یہ ہمارے بزرگوں کی نسبت اوران کی غلامی کا صدقہ ہے ورنہ مٹی میں کچھ نہیں ہے۔ اگر مٹی ہوا پر اُڑ رہی ہو تو مٹی کو سمجھنا چاہیے کہ یہ برکت فیضِ ہوا ہے ورنہ ہمارا مستقر اور مرکز تو نیچے ہے لہٰذا ہمارے بزرگوں نے اپنی تمام ترقیات ظاہری و باطنی کو، خدماتِ دینیہ کو اپنے بزرگوں کی طرف منسوب کیا ہے چناں چہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ یہ فرمایا کہ بھائی ہم تو کچھ نہیں تھے یہ سب حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت ہے اور اپنا تخلص بھی حضرت نے آہ رکھا تھا۔ آہ پر میرا بھی

ایک شعر ہے کہ اصلی خانقاہ کیا ہے ۔ لیکن پہلے حضرت کے شعر کو پیش کرتا ہوں۔

حقیقت کیا تمہاری تھی میاں آہؔ
یہ سب امداد کے لطف و کرم تھے

اتنا بڑا علامہ و عالم اپنی ساری تصنیفات اور سارے کمالات کو اپنے شیخ اور مرشد کی طرف نسبت کر رہا ہے اور در حقیقت یہ بالکل صحیح ہے، تکلف نہیں۔ اگر اکیس دن انڈا مرغی کے پروں میں تسلسل کے ساتھ رہے اور اس میں جان آجائے، بچہ نکل آئے تو اس بچہ کو اپنا وجود ممنونِ حرارتِ تربیتِ مرغی سمجھنا چاہیے، ممنون رہنا چاہیے، اپنا ذاتی کمال سمجھنا احمقانہ اقدام ہوگا۔ اسی لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو مشایخ سے اور ذکر اللہ کی برکت اور تعلق مرشد کے باوجود فیض نہیں ہُوا انہوں نے تسلسل کے ساتھ صحبت اختیار نہیں کی جیسے اکیس دن تک انڈوں کو مُرغی کے ساتھ رہنا چاہیے اکیس دن تک اس کی گرمی پہنچنی چاہیے لیکن اگر اکیس دن کے بجائے دس بارہ دن انڈے کو رکھا پھر مُرغی کو بھگا دیا یا انڈے کو ہٹا دیا تو اس انڈے کو جان اور روح اور حیات نہیں ملے گی۔ اسی طرح اہل اللہ کی صحبت میں جو لوگ مسلسل نہیں رہتے ان کے اندر ایمانی حیات اور نسبت مع اللہ پیدا نہیں ہوتی چاہے کبھی خلافت بھی مل جاتی ہے، بعض وقت اہل اللہ اور اہل اللہ کے غلام و خادم کبھی آیندہ کی تکمیل کی امید پر خلافت دے دیتے ہیں یا مقام و جغرافیائی لحاظ سے کہیں بہت شدید ضرورت ہوتی ہے، دیکھتے ہیں کہ بدعتی پیروں کا غلبہ ہے لہٰذا وہ قبل تکمیل خلافت دے دیتے ہیں لہٰذا اعطائے خلافت کو اپنی تکمیل کی دلیل نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ فکرِ تکمیل کے لیے وہ محرک ہے تاکہ اس کو کچھ حیا آئے جیسے کسی چور کو تھانیدار بنا دیا

جائے تو مارے شرم کے اب چوری نہیں کرے گا کہ لوگ کیا کہیں گے ہم لوگوں کی خلافت ایسی ہی ہے کہ ہم سب کو اپنی حالت پر کچھ حیا اور شرم آتے۔

خانقاہ کیا ہے؟

اچھا میں اپنا وہ شعر بھول جاؤں گا اس لیے پیش کرتا ہوں۔ خانقاہ کی تعریف میں مَیں نے ایک شعر کہا ہے کہ خانقاہ کسے کہتے ہیں اور خانقاہ کی حقیقت کیا ہے وہ شعر یہ ہے

اہلِ دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی اختر ہے اصلی خانقاہ

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے جن کو اپنا مربی بنایا تھا ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہوا یعنی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ میں شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کے صحیح نمونہ تھے اور شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن کے گھر جا کر میرے سامنے فرمایا کہ یہ مولانا اتنے بڑے صاحبِ نسبت ہیں کہ مَیں ان کے نور کو زمین سے لے کر آسمان تک دیکھ رہا ہوں۔

اصلی دار العلوم کیا ہے؟

ان کے ساتھ اختر نے تین سال وقت لگایا ہے ابتدائی جوانی میں پندرہ سال سولہ سال سترہ سال طبیہ کالج الہ آباد میں جب کہ میں طب پڑھ رہا تھا۔ ایک بار حضرت نے فرمایا اور کس کے یہاں فرمایا؟ بہت بڑا دار العلوم ہے اعظم گڑھ میں بہت بڑے عالم کا، مصنف عبدالرزاق کا حاشیہ عربی میں لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ان کے دار العلوم میں فرمایا کہ دار العلوم کس چیز کا نام ہے، دار العلوم کی حقیقت کیا ہے؟ دار العلوم صرف زبانی نقوش کو یاد کرنے کا نام نہیں پھر جوش میں آکر فرمایا تھا۔

؎ دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

جس کا دل اللہ کی محبت میں تڑپ رہا ہے سمجھ لو کہ بہت بڑا دار العلوم اسے حاصل ہے۔ علم کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تک پہنچا دے، راستہ اللہ کا دکھا دے کہ وہ ہے ہمارا اللہ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ یہ تمہارا رب ہے جو گویا نظر آرہا ہے۔ علم کی یہ حقیقت ہے۔

؎ علم آں باشد کہ بکشاید رہے

علم کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کا راستہ نظر آجائے اور

؎ راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

اور راستہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچ رہا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس راستہ پر چل کر ہم صرف پیٹ تک تکمیلِ بطن اور تنخواہوں تک پہنچیں دین کو تن پروری کا ذریعہ بنالیں وہ راستہ وہ علم حقیقت میں علم نہیں جو اللہ تک نہ پہنچا دے۔

؎ اَیُّھَا الْقَوْمُ الَّذِیْ فِی الْمَدْرَسَۃ
کُلُّ مَاحَصَّلْتُمُوْہُ وَسْوَسَۃ

اے مدرسہ والی قوم اگر تم نے اللہ کو حاصل نہیں کیا، صاحبِ نسبت نہیں ہوئے تزکیۂ نفس نہیں کرایا، گناہوں کو نہیں چھوڑا تو تمہارا سارا علم وسوسہ ہے اور کچھ نہیں۔ ابھی میرے بیان کا ترجمہ بنگلہ میں ہوگا اگرچہ میرے لیے اس میں مشکلات ہیں کیوں کہ بارش تسلسل سے ہوتی ہے جب بادل میں پانی کا وزن ہوتا ہے تو بغیر برسے ہوئے اس کو بہت مشکلات پڑتی ہیں اسی طرح مقرر کے سینہ پر علوم کا وزن ہوتا ہے ترجمہ کے لیے رُکنے میں بہت مشکل ہوتی ہے لیکن حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ

نے فرمایا کہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ گاؤں گاؤں جا کر اللہ کے دین کو پھیلائیں۔ محبت زبان کی محتاج نہیں ہے۔

ع رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر پہ چھائیے
عالم یہ جل رہا ہے برس کر بجھائیے

رحمت کا ابر بن کے قریہ قریہ بستی بستی پھر کر دین پھیلانا علماء کی ذمہ داری ہے۔

ع رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر پہ چھائیے
عالم یہ جل رہا ہے برس کر بجھائیے

اتنا بڑا عالم کہ عربوں میں آج جس کا غلغلہ ہے افسوس کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا یعنی مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مصنف عبد الرزاق کا حاشیہ اور تخریج انہوں نے عربی میں لکھی ہے اُن کے دار العلوم میں حضرت نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ع دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

ذکر کا حاصل غرق فی النّور ہونا ہے

اگر علم کے باوجود دل خدا کے لیے بے چین نہ رہے

اللہ تعالیٰ کی پیاس اور تڑپ دل میں پیدا نہ ہو تو علم کی حقیقت حاصل نہیں ہوئی علم کا حاصل یہ ہے کہ دل اللہ کی یاد میں ڈوبا ہوا ہو۔ حکیم الامت کے وصایا میں ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے لیے بے چین رہے کس طرح بے چین رہے؟ جیسے مچھلی پانی میں چین پاتی ہے! پانی کے ساتھ نہیں، پانی میں چین پاتی ہے سر کے اُوپر بھی پانی ہو داہنے بھی بائیں بھی اور نیچے بھی پانی میں ڈوبی ہوئی ہو لیکن اگر پانی کے ساتھ ہو مثلاً مچھلی کا سر کھلا ہو تو سمجھ لو کہ اس مچھلی کی حیات تنگِ ممات ہوتی ہے سوکھتی چلی

جاتی ہے لہٰذا اگر جسم کا کوئی عضو گناہ میں مبتلا ہے تو وہ دریائے قربِ الٰہی سے باہر ہے اس کی رُوح کی مچھلی پانی کے ساتھ تو ہے مگر پانی میں نہیں ہے اس لیے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کی تفسیر میں اس بات کو علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے امام بیہقی نے فرمایا کہ اے دوستو اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ میں جو"با" ہے یہ"با" بمعنی ساتھ کے نہیں ہے، مصاحبت کے معنی میں نہیں ہے بلکہ بمعنی فی کے ہے کَمَا اَنَّ السَّمَکَۃَ تَطْمَئِنُّ فِی الْمَاءِ لَا بِالْمَاءِ جس طرح مچھلی پانی میں ڈوب کے چین پاتی ہے پانی کے ساتھ نہیں۔ مثلاً مچھلی کا سر کھلا ہوا ہے یا اس کے جسم کا کوئی حصہ پانی سے خارج ہے تو اس مچھلی کو چین نہیں مل سکتا۔ اسی طرح اگر ہمارا کوئی عضو گناہوں میں مبتلا ہے، آنکھیں بدنظری میں مبتلا ہیں، کان گانا سننے میں مبتلا ہے، زبان جھوٹ اور غیبت میں مبتلا ہے تو سمجھ لو دریائے قربِ الٰہی سے ہماری روح کی مچھلی کے وہ اعضاء خارج ہیں لہٰذا روح کو چین نہیں مل سکتا۔ اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے عاشقوں کو اللہ کے دریائے قرب کی مچھلی سے تعبیر فرمایا ہے اور کیا پیارا عنوان ہے۔ آہ! کاش آپ کی زبان اردو ہوتی یا میں بنگلہ جانتا!

؎ زبان یار من بنگلہ و من بنگلہ نمی دانم

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ماہیان قعر دریائے جلال

یہ اللہ والے دریائے قرب جلال کی گہرائیوں میں رہنے والی مچھلیاں ہیں کیونکہ جو مچھلی گہرے پانی میں نہیں ہوتی تھوڑے پانی میں ہوتی ہے جون کے مہینے میں اس کو چھوٹے چھوٹے بچے بھی پکڑ لیتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ کا اور تقویٰ کا دریائے نور

اور دریائے قرب گہرا نہیں ہے یہ معاشرہ سے، سوسائٹی سے، جاہ اور مال اور حُبِّ دُنیا و نام کے چکر میں آکر استقامت سے محروم ہو جاتے ہیں اور جو مچھلیاں گہرے پانی میں ہوتی ہیں جب سورج پانی کی سطحِ ظاہر کو گرم کرتا ہے وہ اندر گھس جاتی ہیں اس لیے حکم ہے کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تمہارے دریائے قرب میں گہرائیاں ہوں اور غیر اللہ تم کو متاثر نہ کر سکے اور تم اس وقت دریائے قرب کی گہرائیوں میں اُتر جاؤ۔ لہٰذا اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ ذکر کے تھوڑے سے پانی میں گذارہ نہیں ہوگا۔ تو حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

اللہ والوں کی نظر کی کرامت

میری پہلی ملاقات جب مولانا سے ہوئی ہے اس وقت بہت سے علماء ندوہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت فرما رہے تھے کہ اے علماءِ ندوہ بُری نظر تو لگ جاتی ہے تو پھر اللہ والوں کی اچھی نظر کو کیوں تسلیم نہیں کرتے ہو؟ اگر بُری نظر کو اسلام تسلیم کرتا ہے اور اس کے لیے جھاڑ پھونک احادیث کے اندر مذکور ہے تو کیا وجہ ہے کہ اللہ والوں کی اچھی نظر نہ لگے۔ مَیں نے سمجھا کہ یہ ایک تصوف کی بات ہے اور ایک اللہ والا کہہ رہا ہے مَیں نے مان لیا لیکن جب مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ دیکھی تو محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کی شرح میں فرمایا کہ اسلام نے نظر کو تسلیم کیا ہے۔ بُری نظر لگ جاتی ہے اور اس کا منتر، اس کی جھاڑ پھونک کرانا قرآن و حدیث کے اصول کے مطابق جائز ہے۔ تو پھر اللہ والوں کی نظر کیوں نہ لگ جائے گی۔ فَکَیْفَ نَظَرُ الْعَارِفِیْنَ الَّذِیْ یَجْعَلُ الْکَافِرَ مُؤْمِنًا

جو کافر کو مومن کرتی ہے وَیَجْعَلُ الْفَاسِقَ وَلِیًّا اور فاسق کو ولی بناتی ہے وَیَجْعَلُ الْجَاهِلَ عَالِمًا اور جاہل کو عالم کرتی ہے وَیَجْعَلُ الْکَلْبَ اِنْسَانًا اور کتے کو انسان بناتی ہے وہ کتا جو اصحابِ کہف کا منظورِ نظر ہوا وہ ظالم آج قرآنِ پاک کا جز بن گیا اللہ کے کلام میں اس کا ذکر آیا اس کے ہر حرف پر دس نیکی اس طرح سے ملتی ہے جیسے کہ قرآن پاک کے تمام حروف پر۔ حکیم الامت ؒ نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب تفسیر موضح القرآن کے مصنف دہلی کی مسجد فتح پوری میں دیر تک ذکر میں مشغول تھے جیسے ہی نکلے ایک کُتّے پر نظر پڑ گئی وہ کتا دہلی کے سارے کتوں کا شیخ بن گیا جہاں جاتا تھا سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے پھر حضرت نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہ آہ جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے ان کی نگاہوں سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے؟ علم کی حقیقت، اللہ کی محبت ان ہی علماء کو حاصل ہوتی جنہوں نے اللہ والوں کی صحبت میں اپنے نفس کا تزکیہ کرالیا یہی اللہ والوں کا فیضانِ نظر ہے ورنہ علم کے صرف نقوش حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے متعلق حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کے سامنے یہ شعر پڑھا تھا۔

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دار العلوم رُوح کے جلنے کا نام ہے

اللہ کے عشق و محبت میں جب تک رُوح نہیں جلتی تب تک علم کا کچھ مزہ نہیں بقول مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کہ حدیث پڑھنے پڑھانے کا لُطف جب ہے کہ پڑھانے والا بھی صاحب نسبت ہو اور پڑھنے والا بھی صاحبِ نسبت ہو پھر دیکھو کیا لُطف آتا ہے۔

نسبت مع اللہ کی ایک عجیب تمثیل

دریا کو پانی کے تمام خواص پر ایک ہزار کتابیں پڑھا دو مگر دریا کے اندر پانی نہ ہو۔ مضمون پانی کا پڑھا دو لیکن دریا کے اندر پانی کبھی گذرے نہیں وہ کیا جانے سوائے خاک اُڑانے کے۔ چاہے پانی پر پی ایچ ڈی کرلے، تخصص کرلے لیکن خود پانی کی لذت سے محروم ہے اور اگر وہی دریا لبالب بھر جائے، خُدا کی رحمت سے بارش ہو جائے تو دُور سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس دریا میں پانی ہے اس کی ٹھنڈک دُور دُور جاتی ہے۔ اسی طرح لاکھ کتابیں پڑھ لے لیکن اگر دل اللہ کی محبت سے خالی ہے تو دوسروں کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں کچھ نہیں نہ یہ خود مزہ پاتا ہے اور اگر دل میں اللہ کی محبت کا، نسبت مع اللہ کا پانی گذر جائے تو اس کی ٹھنڈک اور فیض دُور دُور جاتا ہے۔ اللہ والوں کی ٹھنڈک دُور دُور جاتی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر سے کوئی ولی اللہ، کوئی صاحبِ نسبت گذر جائے اور اسکو وہاں قیام کا موقع نہ ہو تو اس شہر والے اس کے گذرنے کی برکت سے محروم نہیں رہیں گے لَوْ مَرَّ وَلِیٌّ مِّنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِبَلْدَۃٍ لَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلُ تِلْکَ الْبَلْدَۃِ جہاں دریا میں پانی ٹھنڈا ہوتا ہے دُور دُور چڑیوں کا چکر، ہواؤں کی ٹھنڈک، درختوں کی ہریالی بتا دیتی ہے کہ اس دریا میں پانی ہے۔ کوئی صاحبِ نسبت کتنا ہی اپنے کو چھپائے وہ چھپانے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ وہ چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو چھپا دیتا ہے۔ مولانا شمس الدین تبریزی نے کہا تھا کہ اے جلال الدین رومیؒ تو مجھ پر کیوں پاگل ہے، میرے اندر تو کچھ بھی نہیں۔ مولانا رومیؒ بھی معمولی شخصیت نہیں تھے وہ استدلال پیش کیا کہ اپنے پیر کو بھی خاموش کر دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُنیا

کی شراب پی کر اور الائچی پان کھا کر اس کی بو کو چھپا بھی دے لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جاتے گا۔

؎ بوئے مے را اگر کسے مکنوں کند
چشم مست خویشتن را چوں کند

لہٰذا اے سراپا جمال میرے مُرشد مَیں اس بات کا عادی نہیں ہوں۔

؎ خو نداریم اے جمال مہتری
کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری

کہ میں خشک لب ہُوں مجھے اللہ کی محبت کا کوئی ایک جام بھی آپ نہیں پلا رہے ہیں اور اکیلے اکیلے دریا کے دریا پی رہے ہیں۔ ایسی عقیدت و محبت تھی کہ پیر کا نام آتے ہی مولانا صفحے کے صفحے ان کی محبت میں لکھ جاتے ہیں۔

تو دوستو! یہ عرض کر رہا تھا کہ دار العلوم کسے کہتے ہیں؟ اور علم کی حقیقت کیا ہے؟

؎ علم آں باشد کہ بکشاید رہے

علم وہ ہے جو اللہ تک پہنچنے کا راستہ کھول دے اور

؎ راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

اور راستہ وہ ہے جو خدا تک جا رہا ہو اور حقیقی شاہ کون ہے؟

حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے

؎ شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود

اصلی شاہ وہ ہے جو اپنی ذات سے شاہ ہو۔

نے ز لشکر نے ز دولت شہ شود

فوج و لشکر کا محتاج نہ ہو۔ فوج و لشکر سے جو بادشاہت ہوتی ہے وہ تو محتاجی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی شاہی ایسی ہے جو کسی کی محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں۔ اس لیے دیکھئے اگر سارا عالم، ساری کائنات ولی اللہ بن جائے، دُنیا میں ایک کافر بھی نہ رہے، سب رات بھر سجدہ میں پڑے ہُوتے سُبحان ربی الاعلیٰ کہتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک ذرّہ اضافہ نہیں ہوسکتا۔ ہماری تسبیحات سے ہم پاک ہوجائیں گے، ہماری بگڑی بن جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمتوں میں ہمارے سجدوں سے ہماری عبادات سے ایک ذرہ اضافہ نہیں ہوتا اور اگر ساری دُنیا کافر ہوجائے بغاوت کردے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ایک ذرہ نقصان نہیں پہنچ سکتا اس لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو معافی کا سرکاری مضمون عطا فرمایا کہ یوں کہو اللہ تعالیٰ سے یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ اے اللہ اے وہ ذاتِ پاک جس کو ہمارے گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ اور بخش دینے سے جس کی مغفرت کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آتی فَھَبْ لِیْ مَا لَا یَنْقُصُکَ پس بخش دیجئے ہم کو وہ مغفرت جس سے آپ کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ وَاغْفِرْ لِیْ مَا لَا یَضُرُّکَ اور ہمارے ان گناہوں کو معاف کردیجئے جس سے آپ کو اے خدا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

آپ حضرات تھک گئے ہوں گے لہٰذا مضمون کو مختصر کر رہا ہوں۔ جو آیت آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچان چکے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور معرفت کو یقین کے درجہ میں پا چکے ان کو

ساری کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے بیوی کی محبت بچوں کی محبت پر اللہ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ بیوی بچوں سے خوب محبت کرتا ہے لیکن ان کی محبت میں اللہ کو ناراض نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہوئے اُن کے حقوق ادا کرتا ہے اور اگر اللہ کی محبت اشد نہیں ہے تو مخلوق کی محبت میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

والدین کے حقوق میں کوتاہی کا عذاب

بمبئی میں ایک شخص مجھ کو ملا لمبا کرتا، بالکل صالحین کی وضع لیکن اس نے بیوی کی محبت میں اپنی ماں سے بدتمیزی کر دی اور ماں کو کچھ کہہ دیا اُس کی ماں نے اس کو دو بددعائیں دے دیں کہ تو کوڑھی ہو کر مرے اور میرے جنازہ میں خدا تجھ کو شرکت کا موقع نہ دے اُس نے مجھے بتایا کہ اس لمبے کرتے تسبیح اور تہجد کے باوجود مجھے ماں کی بددعا لگ گئی اور میں کوڑھی ہو گیا اور ماں کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہو سکا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو ماں باپ کو ستاتا ہے اس کو موت نہ آئے گی جب تک دنیا ہی میں اس کو خدا عذاب نہ دے دے۔

ایک صحابی نے کہا کہ اگر ماں باپ ہم پر ظلم کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ماں باپ تم پر ظلم بھی کریں وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ (مشکوٰۃ باب البر والصلہ) اگر ظلم کریں اگر ظلم کریں اگر ظلم کریں تب بھی ماں باپ سے بدلہ لینا جائز نہیں کہ تمہارا وجود ان کے نطفہ سے ہے، ان کا ممنونِ منت ہے تمہارا وجود ماں باپ سے ہوا ان کے لیے تم دعا ہی کرتے رہو اگر بڑھاپے کی وجہ سے تم کو کچھ ڈانٹ ڈپٹ کریں بے موقع

آپ پر غصہ ہو جائیں تو برداشت کرو۔

بیویوں کے حقوق

اسی طرح بعض لوگ اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں۔ بیوی سے ذرا سی گستاخی ہو جائے اس کا کبھی دل چاہتا ہے کچھ ناز کرنے کو تو بیوی کو ڈنڈا لے کر پٹائی کرتے ہیں کہ ہیں! تم کو ناز کا کیا حق ہے؟ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بس حکومت ثابت کرتے ہیں لیکن سُنئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون غیرت مند ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ جب تو رُوٹھ جاتی ہے، ناز کرتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے عرض کیا اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے معلوم ہوتا ہے کہ میں آج کل روٹھی ہوئی ہوں فرمایا کہ جب تو مجھ سے رُوٹھ جاتی ہے تو قسم اس طرح کھاتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ ابراہیم کے رب کی قسم اور جب خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے دُنیا والو سُن لو جو لوگ اپنی بیویوں کو پیٹ پیٹ کر سیدھا کر رہے ہیں یہ کمینے لوگ ہیں۔ تفسیر روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۱۴۲ میں علامہ آلوسی نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کریم شوہروں پر، شریف اور لائق شوہروں پر یہ عورتیں غالب آ جاتی ہیں کیوں کہ جانتی ہیں کہ یہ ہمارے ناز اٹھائے گا وَیَغْلِبُهُنَّ لَئِیْمٌ اور کمینے شوہر ڈنڈے کے زور سے اور گالی گلوچ سے ان پر غالب آجاتے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون غیور ہو سکتا ہے فرماتے ہیں فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں۔ بیویاں اگر

کچھ تھوڑا سا ناز نخرہ دکھادیں تو اس کو برداشت کر کے کریم شوہر بنوں میرے اخلاق منارِ اور اخلاقی بلندیوں میں ذرا بھی کمی نہ آنے وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ لَئِیْمًا غَالِبًا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کمینہ اور بداخلاق بن کر، زبان کے زور سے ڈنڈے کے زور سے میں ان پر غالب آجاؤں۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک عورت سے اپنے شوہر کے کھانے میں نمک تیز ہوگیا اور وہ غریب آدمی تھا، چھ مہینہ کے بعد مُرغی لایا تھا چھ مہینہ تک دال کھا کھا کر زبان مُرغی کھانے کے لیے بے چین تھی مگر نمک تیز کر دیا لیکن اس نے بیوی کو کچھ نہیں کہا چپ چاپ کھالیا اور کہا کہ یا اللہ اگر میری بیٹی سے نمک تیز ہو جاتا تو میں یہ پسند کرتا کہ میرا داماد اس کو معاف کردے، میرے کلیجہ کے ٹکڑے کو کچھ نہ کہے تو یہ میری بیوی بھی کسی کے کلیجہ کا ٹکڑا ہے کسی ماں باپ کی بیٹی ہے اور اے خدا تیری بندی ہے بس میں آپ کی رضا کے لیے اس کو معاف کرتا ہوں حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں بیان فرماتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اسے ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا پوچھا بھائی تیرا کیا معاملہ ہُوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے یہ گناہ کیا، یہ گناہ کیا میں سمجھا کہ اب دوزخ میں جاؤں گا آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ تم کو معاف کرتا ہوں اس نیک عمل پر کہ تم نے میری بندی کی ایک خطا معاف کی تھی اور اس کو ڈنڈا نہیں مارا، اس کو گالی نہیں دی جس دن میری بندی سے نمک تیز ہوگیا تھا تو تم نے اس کی خطا کو معاف کر دیا تھا اس کے بدلہ میں آج میں تم کو معاف کرتا ہوں۔

جتنا زیادہ تہجد پڑھنے والے اور زیادہ ذکر کرنے والے ہیں میرا تجربہ ہے کہ

اگر اہل اللہ کے صحبت یافتہ نہ ہوں تو اکثر ان میں غصہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر ذکر کا جلال چڑھا ہُوا ہے۔ ارے نالائق تجھ پر تو شیطان کا وبال چڑھا ہُوا ہے۔ ذکر سے تو خدا کی مخلوق پر اور رحمت ہونا چاہیے نہ کہ تو اتنا گرم ہو گیا کہ اپنے کو ہر وقت فرشتہ سمجھتا ہے۔ اپنی بیٹی کو کوئی ستائے تو فوراً عاملوں کے پاس جائیں گے کہ حضور تعویذ دے دیں۔ میری بیٹی کو میرا داماد ستا رہا ہے اور خود اپنی بیویوں کو ڈنڈے لگاتے ہیں اور گالیاں سُناتے ہیں۔ مخلوقِ خدا کو جو ستائے گا ہر گز ولی اللہ نہیں ہو سکتا، ایک لاکھ حج وعمرہ کرے، ایک لاکھ ذکر کرے لیکن جو اللہ کی مخلوق کو ستائے گا ہر گز وہ مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۲، ترمذی جلد ۲۔ ابواب الایمان)

مخلوق کی ایذا رسانی کا ایک سبق آموز واقعہ

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود یہ واقعہ سُنایا کہ بڑی پیرانی صاحبہ نے حضرت سے کہا کہ مولانا میں ذرا رشتہ داری میں جا رہی ہوں۔ یہ مُرغیاں جو ہم نے پالی ہیں آٹھ بجے دن میں ان کو ڈربہ سے نکال دیجئے گا اور دانہ پانی دے دیجئے۔ اب اتنا بڑا مجددِ زمانہ حکیم الامت جو ساٹھ خطوط کا روزانہ جواب لکھے اور پندرہ سو کتابیں لکھنے والا اس کو بھلا مُرغی کہاں یاد رہے۔ حضرت بھُول گئے مُرغیاں ڈربہ میں بند رہیں اب خطوط کا جواب ندارد۔ تفسیر بیان القرآن کے لیے قلم اُٹھایا سارے علوم ختم۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے، دل میں اندھیرا آ گیا، سارے علوم ومعارف غائب ہو گئے۔ حضرت سجدہ میں گر گر رونے لگے کہ یا اللہ مجھ سے کیا خطا ہو گئی، کیا گناہ ہے

کہ جس سے آج آپ کی نگاہِ کرم میرے دل پر سے ہٹ گئی اور میرے دل سے سارے علوم غائب ہو گئے۔ میں تو آج دل کو بالکل خالی پا رہا ہوں۔ آسمان سے آواز دل میں آئی کہ اشرف علی میری مخلوق مُرغیاں ڈربہ میں بند ہیں آج وہ اندر اندر کُڑھ رہی ہیں، میری مخلوق کو ستا کر علوم و معرفت کا انتظار کرتے ہو! جاؤ جلدی مرغیوں کو کھولو۔ حضرت کانپ گئے، بھاگے ہوئے گئے، مرغیوں کو کھولا اور دانہ پانی رکھ دیا۔ جب واپس آئے تو دل میں فوراً سارے علوم کا دریا بہنے لگا۔ ایک جانور پر ظلم کا تو یہ عذاب ہے اور ہمارا کیا حال ہے۔ سگا بھائی سگے بھائی کو ستا رہا ہے، شوہر بیوی کو ستا رہا ہے ماں باپ سے لڑائی ہو رہی ہے، محلّہ میں پڑوسیوں کو ستایا جا رہا ہے، ذرا ذرا سی بات پر ڈنڈا چل رہا ہے۔ کیا حال ہے اس وقت!

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے صبر کا عبرت انگیز واقعہ

صوفیو اور سالکو! سُن لو کہ تصوف کس چیز کا نام ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے ولی اللہ جا رہے ہیں اور یہ واقعہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے ہیں مریدوں کا لشکر اور فوج ساتھ ہے۔ اُوپر سے ایک رنڈی بدکار عورت نے چولھے کی راکھ اور گھر کا کچرا اور گندگی کا ٹوکرا بھر کر ان کے سَر پر ڈال دیا۔ حضرت نے فرمایا: الحمد للہ۔ مُریدوں نے پوچھا کہ حضرت اس وقت آپ نے الحمد للہ کیوں کہا۔ فرمایا کہ دل میں مَیں نے انا للہ بھی پڑھ لیا کہ سُنّت ہے لیکن اس سُنّت کے ساتھ ایک دوسری سُنّت بھی

ادا کر رہا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ خادموں نے کہا کہ حضرت اجازت دیجئے تاکہ اس کو ہم گھما کر چھپکلی کی طرح دیوار سے چپکا دیں ۔ فرمایا کہ تم لوگ میرے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہو اِنَّ الْمُنْتَقِمَ لَا یَکُوْنُ وَلِیًّا انتقام لینے والا ولی اللہ نہیں ہوسکتا لہٰذا تم لوگوں میں میرے ساتھ رہنے کی صلاحیت نہیں، بھاگ جاؤ، مجھ کو چھوڑ دو۔ اگر صبر سے رہنا ہے تو بایزید بسطامی کے ساتھ رہو ورنہ میرا ساتھ چھوڑ دو، خدا کا راستہ صبر کا راستہ ہے ۔ گناہ چھوڑنے پر بھی صبر کرو، مخلوق کی اذیت پر بھی صبر کرو۔

حضرت حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ صبر

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ جب مخلوق مجھے گالیاں دیتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج میرے عجب و کبر کا علاج ہوگیا ۔ ہر طرف حضرت حضرت کی آوازوں سے دماغ میں عجب و کبر کا جو نشہ چڑھ جاتا ہے تو جب کوئی خط میں گالیاں لکھ کر بھیج دیتا ہے یہ میرے لیے کُونین کا کام دیتا ہے اور اس کی برکت سے میں دولت کونین پا رہا ہوں یعنی نسبت مع اللہ کا چاند جب کبھی عجب و کبر کے بادلوں میں چُھپ جاتا ہے تو مخلوق کی طرف سے اس طرح کی تکلیف پہنچنے سے اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے نکال دیتے ہیں لہٰذا یہ تکلیف کُونین ہے جو دولت کونین کا سبب ہے جس سے عجب و کبر کا ملیریا اُتر جاتا ہے ۔

تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے الحمد للہ اس لیے کہا کہ جو سر آگ برسنے کے قابل تھا اس سر پر خدا نے راکھ برسائی اس کا احسان

ہے کہ چھوٹی بلا دے کر بڑی بلاؤں سے بچالیا۔

ایں بلا دفع بلا ہائے بزرگ

یہ ہیں اللہ والے اور ہم لوگ چند رکعات پڑھ کر اپنے کو سمجھتے ہیں کہ بس ہم فرشتہ ہوگئے۔ اگر ہمیں کوئی ذرا سا کچھ کہہ دے بس بددعائیں دینے لگیں گے۔ آلو خرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ دو آلو زیادہ ڈالو جانتے نہیں ہو رات بھر تہجد پڑھا ہے دیکھتے نہیں آنکھیں کیسی لال ہو رہی ہیں۔

جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغؔ نام نہیں

تھوڑی سی عبادت کر کے اور عجب میں مبتلا ہوگئے کہ ہم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کم نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانویؒ کی شانِ فنائیت

یہ کیا فقیری ہے کیا بزرگی ہے دوستو! بزرگی اس کا نام ہے کہ میرٹھ میں حکیم الامت سڑک پر جا رہے ہیں۔ بھنگی جھاڑو دے رہا ہے۔ حکیم مصطفےٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حکیم الامت تھانوی کو فکر ہوئی کہ میرے پیر کو گرد و غبار نہ لگ جائے اور یہ حکیم صاحب اتنے قابل تھے کہ جب حضرت کا وعظ ہوتا تھا اردو میں یہ اسی وقت اس کو عربی میں لکھتے جاتے تھے۔ یہ بات شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمائی کہ نام کے حکیم تھے مگر نہایت بڑے عالم تھے اب خود سمجھ لیجئے کہ کتنے بڑے عالم تھے کہ حکیم الامت کے اردو وعظ کو وعظ کے دوران ہی عربی میں لکھ لیتے تھے۔ کمال ہے ان کی قابلیت کا۔ انہوں نے آگے جا کر بھنگی سے کہا کہ دیکھو ہمارے

پیر صاحب جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر جھاڑو نہ لگاؤ۔ حضرت نے سُن لیا۔ فرمایا کہ حکیم صاحب کیا مجھے تم فرعون بنانا چاہتے ہو۔ یہ میونسپلٹی کا ملازم ہے۔ حکومت کا ملازم ہے، حکومت کی تنخواہ لیتا ہے یہ اپنا حق ادا کر رہا ہے آپ کو جائز نہیں ہے کہ میری خاطر سے سڑک کی صفائی کو آپ رکوا دیں۔ ہمارے بزرگوں نے تو اس طرح زندگی گذاری ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری کا تقویٰ و فنائیت

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ذرا سی غلطی ہوگئی تھی۔ ایک نوجوان جاہل کسان کو ذرا زیادہ ڈانٹ دیا بعد میں حضرت کو احساس ہوا کہ یہ میرا شاگرد نہیں، میرا مُرید نہیں میں نے اس کو ضرورت سے زیادہ ڈانٹ دیا فوراً دو میل اس کے گاؤں گئے۔ عصر کے بعد چلے تھے لیکن اتنی پریشانی ہوئی کہ راستہ بھول گئے جو اللہ والے ہوتے ہیں ان کو اللہ کی نافرمانی کے بعد اتنی بے چینی ہوتی ہے کہ اپنی زندگی سے بے زار ہو جاتے ہیں۔ حضرت اندھیرے میں اس کے یہاں پہنچے اور کہا کہ بھائی مجھ سے آج بہت زیادہ غلطی ہوئی ہے میرے تم شاگرد نہیں مرید نہیں میں نے تم کو بے جا ڈانٹ دیا۔ تم خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔ اس جاہل کسان نے کہا کہ حضرت آپ میرے باپ سے بھی زیادہ بڑے ہیں، عزت دار ہیں، عالمِ دین ہیں آپ کو حق ہے مجھے ڈانٹنے کا۔ فرمایا ہرگز نہیں قیامت کے دن معلوم نہیں عبدالغنی کا کیا حال ہو گا؟ معاف کر دو تب یہاں سے جاؤں گا۔ اس نے کہا اچھا میں نے معاف کر دیا اور یہ اس لیے کہہ دیا تاکہ آپ کا دل خوش ہو جائے ورنہ آپ کا

مجھ پر حق ہے۔ اس کے بعد حضرت لوٹ آتے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا اسی رات کو انعام کیا ملا مخلوق خدا پر رحم کرنے کا اور ظلم پر معافی مانگنے کا انعام کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا دو کشتیاں ہیں ایک کشتی پر سرورِعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں دوسری کشتی کچھ فاصلہ پر ہے۔ اس پر شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے بیٹھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ عبد الغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔ حضرت شاعر نہیں تھے مگر اس مضمون کو شعر میں پیش کردیا کہ

ے
قلب مضطر کی تسلّی کے لیے
حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

دیکھا آپ نے، آج ہے کوئی شخص جس سے زیادتی ہوگئی ہو وہ جاکر پیر پکڑ کر معافی مانگے کہ مجھ سے خطا ہوگئی مجھے معاف کردو۔ سبحان اللہ! کیا شان تھی ہمارے بزرگوں کی! یہ ہے اصلی بزرگی۔ یہ نہیں کہ دو نفل پڑھ کر اکڑ رہے ہیں۔ مقبولیت کی علامت یہ ہے کہ عبادت کرکے اور زیادہ فنائیت پیدا ہوجائے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی شانِ تقویٰ

حکیم الامت کی کیا شان تھی کہ مرنے سے پہلے اعلان کردیا، کہ اگر میں نے کسی کو ستایا ہو، کسی کو بُرا کہا ہو تو۔

ے
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
قیامت کے دن پر نہ رکھے یہ کام

بروزِ قیامت خجالت نہ ہو

خُدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ والوں نے اللہ کی محبت میں سلطنت چھوڑ دی اور اپنی اصلاح کر لی ماں باپ کو اگر ستایا تو ان کے پیر پکڑ کے رو رو کے معافی مانگی اپنی بیوی کو اگر ستایا تو دوسرے وقت اس کی تلافی کر دی۔ اگر کبھی غلطی سے کچھ زیادتی ہو جائے تو دوسرے وقت اس کو گلاب جامن کھلاؤ مٹھائی کھلاؤ سندیش کھلاؤ اور اس سے کہہ دو کہ میں اب دُور اندیش ہو گیا اب آئندہ آپ کو نہیں ستاؤں گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میں بچپن سے رومانٹک اور حُسن پرست تھا مگر میری اماں گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر بڑی خراب شکل والی لے آئی۔ اس کا بھی جواب سُن لو اگر ہماری آپ کی بیٹی غصہ والی ہو، صورت میں بھی داماد سے کم ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد طلاق دے دے یا رات دن روئیں گے کہ اے خدا میرے داماد کے دل میں ایسی محبت ڈال دے کہ میری کم خوب صورت غصہ والی بیٹی کی زندگی پار کر دے۔ چند روزہ زندگی ہے۔ بیویوں کے ساتھ زندگی نباہ دو بلکہ حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا خوش کر دیں گے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔

سَرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں کے لیے خوش خبری

مَیں ایک خوش خبری سُناتا ہوں سارے کشور گنج والے اپنی اپنی بیویوں کو حدیث کی خوش خبری سُنا دیں۔ ان شاء اللہ صبح بیویوں کی طرف سے آپ کو بہترین

ناشتہ ملے گا۔ وہ خوش خبری کیا ہے؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اے اُمّ سلمہ جنت میں مسلمان بیویاں حوروں سے زیادہ خوب صورت کردی جائیں گی۔ (روح المعانی پ۲۷ صفحہ ۱۲۶) اور بڈھی ہونگی نوجوان کردی جائیں گی، سب جوان ہوکر جنت میں جائیں گی۔ (مشکوٰۃ ۴۱۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مَردوں کے لیئے خوشخبری

اور آپ لوگ کہیں گے کہ ہمارا کیا حال ہوگا؛ جنتی مرد جب جنت میں داخل ہونگے تو تیس اور تینتیس سال کی عمر ہوگی المراد بذلك كمال الشباب جوانی کمال پر ہوگی اور ہمیشہ رہے گی آنکھوں میں قدرتی کاجل لگا ہوگا اور داڑھی بھی نہیں ہوگی (مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۸) وہاں داڑھی کبھی نکلے گی ہی نہیں وہاں بلیڈ کی ضرورت نہیں ہوگی نہ وہاں بلیڈ کی کوئی مارکیٹ ہوگی ہمیشہ ایسے رہیں گے جیسے اٹھارہ انیس سال کا سُرخ وسفید نوجوان ہوتا ہے لہٰذا یہاں داڑھی منڈا کر ایڈوانس جنتی بننے کی کوشش نہ کریں کیوں کہ جنت انہیں کو ملے گی جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا حکم مان کر داڑھی رکھیں گے۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جتنی واجب عید کی نماز ہے، بقرعید کی نماز ہے وتر کی نماز ہے اتنی ہی واجب ایک مشت داڑھی رکھنا ہے اور چہرہ کے تینوں طرف ایک مٹھی داڑھی ہو اور مٹھی بھی اپنی ہونا ئی کی نہیں ورنہ کہیں آپ نائی کا دس سالہ بچہ لے آئیں اور اس کی مٹھی سے ناپ کر داڑھی کٹوادیں اور اس طرح کمسن بننے کا ذوق پورا کریں لہٰذا اپنی مٹھی سے ناپ کر داڑھی ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اور یہاں جو داڑھی رکھ رہے ہیں قیامت کے دن داڑھی رکھے

ہوتے اٹھائے جائیں گے۔ جنت میں داڑھی نہیں ہوگی لیکن میدانِ قیامت میں اسی حال میں اُٹھائے جائیں گے جس حال میں موت آئی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ قیامت میں اپنی داڑھی اللہ میاں کو دکھا کر یہ شعر پڑھوں گا۔

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

نافرمانوں کے لیے مقامِ عبرت و تازیانۂ محبت

اور جو داڑھی منڈا رہے ہیں وہ داڑھی منڈے اٹھائے جائیں گے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں گے کہ اے اللہ کے نبی میری شفاعت کیجئے میری سفارش کیجئے مجھ کو بخشوا دیجئے تو اللہ کے نبی نے اگر یہ سوال کرلیا کہ میری شکل میں تجھ کو اے ظالم، کیا خرابی نظر آئی تھی کہ تو نے میری جیسی شکل نہیں بنائی عیسائیوں، یہودیوں کی سی شکل بنائی۔ سکھوں سے بھی تو نے سبق نہیں لیا کہ اپنے گرونانک کی محبت میں انہوں نے داڑھیاں رکھیں حالاں کہ وہ باطل پر تھے، کافر تھے، نجات نہیں پائیں گے۔

دوستو! شرعی داڑھی رکھنے میں حسن و جمال بھی ہے آپ نے دُنیا میں کسی شیر کو دیکھا جس کے داڑھی نہ ہو چڑیا خانوں میں جا کر دیکھئے شیرنی کے داڑھی نہیں ہوگی آپ لوگ کیا بننا چاہتے ہیں؟ شیر بننا چاہتے ہیں یا شیر کی بی بی؟ ماشاء اللہ ہر طرف سے آواز آرہی ہے کہ شیر بننا چاہتے ہیں مومن اللہ کے شیر ہیں یعنی اللہ کی فرماں برداری میں وہ کسی کی پروا نہیں کرتے نہ معاشرہ کی نہ زمانہ کی نہ شیطان کی، نہ اپنے نفس کی۔

بہنوں کو ورثہ نہ دینا بدترین ظلم ہے

یہ نہیں کہ کسی کا مال مار لیا کسی کا کھیت دبالیا کیا یہ ظلم نہیں ہے ؟ یہ مال و دولت چند دن کی ہے جس کے لیے اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔ تہجد کبھی قضا نہیں کرتے مگر جب بابا کا انتقال ہوگیا تو اپنی بہنوں کا ورثہ اور بہنوں کی ساری زمین پر قبضہ کرلیا اور بہن سے کیا کہتے ہیں سال میں ایک دفعہ آنا تمہارے بچہ کے کپڑے بنا دیں گے اور تمہارا بھی ایک جوڑا بنا دیں گے آ کر ایک مہینہ خوب کھالینا اور باپ دادا کی چوکھٹ پر اپنا دل خوش کرلینا مگر خبردار زمین لینے کا نام نہ لینا نہیں تو ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پینے دوں گا۔ آہ یہ دینداری ہے ؟ یہ تو شقاوتِ قلبی اور بدترین ظلم ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی محبت کی کمی سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں آجائے تو عمل آسان ہوجائے اللہ تعالیٰ کی محبت تین طریقہ سے آتی ہے۔ نمبر ایک اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سوچیے کہ جس نے ہمارے لیے چاند سُورج زمین آسمان بنائے۔ اسلام و ایمان عطا فرمایا بال بچے دیئے، روزی دی اور کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں! نمبر۲ اللہ کا ذکر کیجیے کسی اللہ والے سے پوچھ کر۔ ذکر میں خاصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کردیتا ہے خاص کر جو ذاکرین خُدا کے عاشقوں کی نقل بناتے ہیں۔ دل میں محبت تھوڑی ہے، ایک آنہ ہے مگر اللہ اللہ اس طرح کریں گے جیسے سولہ آنہ محبت ہے۔ اللہ کو رحم آجاتا ہے کہ اس ظالم کے دل میں محبت تو تھوڑی ہے مگر یہ میرے عاشقوں کی نقل کررہا ہے لہٰذا اس کو محبت دے ہی دو۔

ذکرِ مثبت اور ذکرِ منفی

لیکن ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک تو تہجد، اشراق، اللہ اللہ کرنا یہ تو ذکرِ مثبت ہے اور دوسری قسم ذکرِ

منفی ہے یعنی گناہ سے بچو، نظر کو بچاؤ کسی کی ماں بہن بیٹی کو مت دیکھو، ایسا لڑکا جس کے داڑھی مونچھ نہ ہو اس کو مت دیکھو۔ ان کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ بعض ظالم کہتے ہیں کہ اس میں کیا گناہ ہے نہ لینا نہ دینا، لو نہ دو دیکھ تو لو ہم کیا لے رہے ہیں؟ صرف دیکھ ہی تو رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ تم آنکھوں کا زنا کر رہے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص نظر کی حفاظت نہیں کرتا اس کو عبادت کی حلاوت نہیں ملے گی نہ اس کو ذکر ہی میں مزہ آئے گا نہ نماز میں مزہ آئے گا۔ کیوں کہ حفاظتِ نظر پر ایمانی مٹھاس کا وعدہ ہے کنز العمال کی حدیث ہے کہ جس نے اللہ کے خوف سے نظر کو بچایا اللہ تعالےٰ اس کے قلب کو ایمان کی حلاوت عطا فرمائے گا۔ اس کا راز یہ ہے کہ میرے بندہ نے آنکھ کی خوشی کو مجھ پر قربان کیا میں اسکے بدلے میں اس کو اپنی ایمانی مٹھاس اپنی محبت کی لذت دے دوں گا۔

ذکرِ منفی کا نُور زیادہ قوی ہوتا ہے

حلاوتِ ایمانی کیا چیز ہے؟ اللہ تعالےٰ کی محبت کی مٹھاس جس سے اس کی عبادت لذیذ ہو جاتی ہے، اس کا سجدہ دو سو سلطنت سے افضل ہو جاتا ہے اس کی دو رکعت دوسروں کی لاکھ رکعات سے افضل ہو جاتی ہے، اس کا ایک بار اللہ کہنا دوسروں کے لاکھوں بار اللہ کہنے سے افضل ہوتا ہے کیوں کہ حلاوتِ ایمانی ذکرِ منفی سے عطا ہوتی ہے اور ذکرِ منفی کا نور ذکرِ مثبت سے قوی ہوتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک ہزار تہجد کا نور ایک پلہ میں رکھ دو اور گناہ سے بچنے کا غم اُٹھانے کا نور دوسرے پلہ میں رکھ دو تو یہ نور ہزاروں تہجد کے نور سے زیادہ قوی ہو گا۔ ایک شخص بازار میں جا رہا ہے، سامنے لڑکی آ گئی اس نے اپنی نظر کو بچا لیا اور دل پر

نہ دیکھنے کے غم کی تکلیف کو اٹھالیا تو اس کا نور زیادہ قوی ہوگا ذکر منفی کا نور ذکر مثبت کے نور سے زیادہ ہوتا ہے دلیل کیا ہے ؟ دلیل بھی بتاتا ہوں۔

اِلَّا اللہ کی تجلّی لَا اِلٰہ کی تخلّی پر موقوف ہے

بتائیے لا الٰہ پہلے ہے کہ الا اللہ پہلے ہے پہلے غسل کرتے ہو، کپڑا صاف کرتے ہو یا پہلے عطر لگاتے ہو ؟ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید میں بتا دیا کہ اگر الا اللہ کا عطر لگانا چاہتے ہو تو غیر اللہ سے قلب کو پاک کرو کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کو اللہ کیسے ملا فرمایا، لا الٰہ سے ملا، اور الٰہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو پتھر کے بُت ہیں ہندوؤں کی مورتی، اس سے تو مسلمان بچ جاتا ہے لیکن نفس کی جو بُری بُری خواہشات ہیں یہ بھی الٰہ ہیں۔ جو شخص چلتے پھرتے بتوں کو دیکھتا ہے، نامحرم عورتوں کو تانک جھانک کرتا ہے، بدنظری سے نہیں بچتا یہ بھی باطل خداؤں کا پجاری ہے، آنکھوں کا زنا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں مل سکتا علیٰ سبیل الولایۃ یعنی اولیاء اللہ کا ایمان اس کو نصیب نہیں ہوسکتا۔

خواہشاتِ نفسانیہ کے الٰہِ باطلہ ہونے کی دلیل

اب قرآنِ پاک سے اس کی دلیل سُنئے کہ نفس کی بُری خواہشات بھی الٰہ میں داخل ہیں، لا الٰہ کی نفی میں ہمارے اُوپر ان بُری خواہشات کی نفی بھی فرض ہے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ (پ ۲۵ سورۃ جاثیہ آیت ۲۳) اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ نے نہیں دیکھا ان انٹرنیشنل گدھوں کو، بے وقوفوں کو جنھوں نے اپنے نفس کی بُری خواہش کو خُدا بنا رکھا ہے میری رضا، میری خوشی کو چھوڑ کر اپنے

نفس میں حرام خوشی استیراد کرتے ہیں، امپورٹ کرتے ہیں، درآمد کرتے ہیں جس سے قلب ستیا ناس ہو جاتا ہے۔ کوئی پتھروں کو پوجتا ہے یہ اپنی خواہش کی پوجا کر رہے ہیں

بدنظری کی کلفت

کوئی ذرا عمل کر کے تو دیکھے نظر کی حفاظت میں بدنظری سے زیادہ مزہ آئے گا کیوں کہ بدنظری کا مزہ تو تھوڑی دیر کا ہے پھر گھنٹوں اضطراب و پریشانی رہتی ہے ایک شخص سے حکیم الامت نے پوچھا کہ نظر ڈال کر کتنی دیر پریشان رہتے ہو اور نظر بچا کر کتنی دیر کی پریشانی ہوتی ہے تو اس نے کہا کہ جب نظر بچا لیتا ہوں تو تین منٹ تک تکلیف رہتی ہے کہ پتہ نہیں کہ کیسی ہو یا کیسا ہو ناک کیسی ہو چہرہ کتابی ہو یا نہیں لیکن جب نظر بھر کے دیکھ لیتا ہوں تو بہتر گھنٹہ یعنی تین دن تک تڑپتا ہوں اب معلوم ہوا کہ تعزیت تین دن کیوں سنون ہے، کیوں کہ جب دل پر زخم لگتا ہے تو تین دن تک اس کی تکلیف رہتی ہے۔ اس کے بعد تکلیف کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے تین دن تک غمزدہ کو تسلی دینا شریعت نے مسنون کر دیا۔ لیکن گناہ کا عذاب تو الگ ہے۔ اس میں کوئی تسلی نہیں دے سکتا اِلّا یہ کہ توبہ کر کے اللہ کو راضی کر لے۔

شانِ عُشّاقِ حق

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ نہ ہوتی تو بھی خدائے تعالیٰ کے عاشقین اللہ کو ناراض نہ کرتے۔ وہ کہتے کہ میرا پالنے والا مالک ناراض ہو جائے گا دیکھئے جو ابا ڈنڈا نہیں مارتا لیکن انڈا کھلاتا ہے ڈبل روٹی دیتا ہے، مکھن دیتا ہے ڈنڈا نہیں مارتا تو جو لائق بیٹا ہوگا وہ اپنے باپ کو ناراض نہیں کرے گا۔ اپنے دوستوں سے کہے گا کہ اگرچہ میرا ابا ڈنڈا نہیں مارتا لیکن میرا ابا مجھ پر احسان کرتا ہے ہماری پرورش میں ہمارے

اُوپر بے حد مہربانی کرتا ہے ۔ لہٰذا میں اپنے باپ کو ناراض نہیں کرسکتا ۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جہنم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرنا خدا کے عاشقوں پر فرض ہے جنت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا محبوب ہونا عاشقوں پر فرض ہے ۔ اب اس کی دلیل سُنیئے

جنّت پر طلبِ رضائے الٰہی کی تقدیم کی حکمت

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دُعا مانگی اس میں جنت کو درجۂ ثانی میں رکھا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ اے خدا ہم آپ سے آپ کی خوشی مانگتے ہیں کہ آپ ہم سے خوش ہوجایئے ہماری خطاؤں کو درگذر فرمایئے اور ہم سے خوش ہوجایئے والجنۃ اور آپ سے جنت بھی مانگتا ہوں ۔ جنت کو درجۂ ثانی میں رکھا اور جنت درجۂ ثانی میں اس لیے ہے کہ وہ محلِ رضا ہے ۔ خدائے تعالیٰ جس سے راضی ہوں گے اس کو جنت ہی عطا فرمائیں گے ۔

جہنّم پر ناراضگیٔ حق سے استعاذہ کی تقدیم کی حکمت

اور دوزخ سے پہلے پناہ نہیں مانگی ۔ پہلے اللہ کی ناراضگی سے پناہ مانگی ۔ فرماتے ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اے خدا میں آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں وَالنَّارِ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں ۔ جہنم کو درجۂ ثانی میں رکھا کیوں کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اس کو جہنم دیں گے ۔ اس لیے اللہ کی ناراضگی سے ڈرنا اصل چیز ہے اور تقاضائے محبت ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت اشد حاصل کرنے کے طریقے

اشد یعنی اپنی جان سے زیادہ اللہ کی محبت ہوجاتے اہل وعیال سے زیادہ محبت اللہ کی دل میں پیدا ہوجاتے اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ محبوب ہو جائیں اس کے تین طریقے حضرت حکیم الامت نے بیان فرماتے۔ ان طریقوں پر جو عمل کرے گا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد حاصل ہوجائے گی۔ نمبر ایک یہ کہ روزانہ دس منٹ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سوچا کریں۔ یہ حکیم الامت کا مضمون ہے اس کو میرا مضمون نہ سمجھیں یہ اس ذاتِ گرامی کا مضمون ہے جس کے صدقہ میں یہ جامعہ قائم ہے۔ مولانا اطہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر حکیم الامت کی صحبت نہ اٹھاتے خواہ کتنے ہی بڑے عالم ہوتے آج یہ عزت ان کو حاصل نہ ہوتی۔ یہ حکیم الامت کی نسبتِ غلامی کا صدقہ ہے۔ ہم سب کی جو آج عزت ہے یہ حکیم الامت مجدد زمانہ حضرت تھانوی کا صدقہ ہے اس لیے حکیم الامت ہی کا مضمون پیش کر رہا ہوں کہ تین طریقے جو اختیار کرے گا اللہ کا عاشق ہوجائے گا، خدا کی محبت اس کو اس سطح پر مل جائے گی کہ اپنی جان سے زیادہ، اہل وعیال سے زیادہ، ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کو حاصل ہوجائے گی۔

اور وہ طریقہ بہت آسان

نسخہ نمبر ۱۔ حق تعالیٰ کے انعامات کا مراقبہ

ہے پانچ منٹ دس منٹ اللہ تعالیٰ سے روزانہ بات کرو کہ اے خدا آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں انسان بنایا۔ سُوّر، کُتّا، گدھا، بیل جانور نہیں بنایا اور اس

سے بڑا احسان یہ کہ آپ نے ہمیں یہودی عیسائی کافر نہیں بنایا آپ نے ہمیں مسلمان بنایا پھر ہمیں اہلِ حق اہلِ سُنّت جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر جو طبقہ تھا اس سے وابستہ فرمایا داڑھی عطا فرمائی، علمِ دین عطا فرمایا بیوی بچے عطا فرمائے اور سلیم الاعضا خلق فرمایا آپ نے مادرزاد اندھا نہیں پیدا کیا ہاتھ کا لُولا نہیں بنایا پیر کا لنگڑا نہیں بنایا سارے اعضا صحیح سلامت ہیں ہم آپ کے شکر گذار ہیں، ساتھ ساتھ شکر بھی ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ سے باتیں کرتے رہو دیکھو ان شاء اللہ تعالےٰ چند مہینہ میں کہاں سے کہاں آپ کا مقامِ محبت کا پہنچتا ہے اگر حکیم الامت کی بات ہم نہ مانیں گے تو اپنی بات کہاں سے لائیں گے، اپنے باپ دادا کی جائیداد کے علاوہ میرا اپنا ذاتی کچھ مال نہیں۔ میں مسکین ہوں باعتبار جائیداد دینیہ کے اسی لیے اپنے باپ دادا کی جائیداد پیش کر رہا ہوں اور اس لیے امیر بھی ہوں کہ باپ دادا ہمارے مالدار تھے، اُن ہی کا مال پیش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے احسانات کا تذکرہ علی سبیل الشکر کرو۔ اللہ تعالےٰ سے باتیں کرو کہ اے خدا اے اللہ آپ نے ہمیں یہ دیا یہ دیا یہ دیا جتنا یاد ہو سکے اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرو۔ حکیم الامتؒ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کی محبت کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا کہ جو انسانوں کی محبت کا طریقہ ہے۔ تم روزانہ دس منٹ کسی سے ملاقات کرو۔ چھ مہینے کے بعد اگر کسی دن نہ جاؤ گے تو وہ تمہیں خود تلاش کرے گا تمہارے گھر پر آئے گا کہ بھائی تم روزانہ آتے تھے۔ کیا بات ہے کہ آج کل نہیں آرہے ہو؟ کیا کسی پریشانی میں مبتلا ہو؟ اچھا ہم تمہاری پریشانی دُور کردیں گے کیوں کہ تم ہمارے دوست ہو۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ بھی اپنے دوستوں کی پریشانی جلد دور کر دیتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا (پ ۲۸ سورۃ طلاق آیت ۴) جو اللہ تعالےٰ سے

ڈرتا ہے اللہ اس کے کاموں میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔

نسخہ نمبر۲، ذکر اللہ کا التزام

اور نسخہ نمبر۲ یہ ہے کہ اللہ والوں سے تھوڑا سا ذکر پوچھ لو کیوں کہ ذکر میں خاصیت ہے کہ اللہ کی محبت پیدا کرتا ہے۔ خود حکیم الامت نے یوپی کے شہر پیلی بھیت کے ایک ولی اللہ سے پوچھا کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ حضرت اس وقت نوجوان تھے اس بزرگ نے فرمایا میاں مولانا اشرف علی ذرا ہاتھ کو رگڑو۔ حضرت نے دونوں ہاتھوں کو رگڑا۔ حضرت ان کے معتقد تھے فرمایا کہ ابھی اور رگڑو اور رگڑا اور کہا کہ حضرت ہاتھ گرم ہوگیا فرمایا کہ نہیں ابھی اور رگڑو جب اور رگڑا تو کہا کہ حضرت اب تو ہتھیلیاں آگ ہوگئیں۔ ہاتھ میں آگ لگ گئی اب میں زیادہ رگڑ نہیں سکتا۔ فرمایا کہ اللہ کا ذکر کیا کرو۔ ایک اللہ کے بعد جب دوسرا اللہ نکلے گا تو دل میں رگڑ لگے گی اور رگڑ لگتے لگتے دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگ جائے گی۔ اس کے بغیر جو لوگ دعوت دے رہے ہیں تو وہ حقیقتاً دعوت نہیں ہے۔ جسم ہے روح نہیں ہے کیوں کہ دعوت الی اللہ، اللہ کی طرف بلانا یہ لگانا ہے اور لگا وہی سکتا ہے جس کو لگی ہوئی ہو جس ظالم کو خود نہیں لگی ہے وہ کیا دوسروں کو لگا سکتا ہے یہ دو نسخے اللہ کی محبت حاصل کرنے کے ہوگئے اور ذکر میں ناغہ نہ کرے مزہ آئے نہ آئے ذکر کیے جائے یہ حکیم الامت فرماتے ہیں۔ دوستو! سُن لو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ کیا خبر کہ دوبارہ دوسرے سال آنا ہو یا نہ ہو زندگی کا کیا بھروسہ۔

ے میرؔ آؤ ذرا گلے مل لیں
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

یہ میرا شعر ہے۔ کیا بھروسہ ہے زندگی کا اس لیے آپ سے گلے مل رہا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی باتیں سُنا رہا ہوں۔

ذکر بے لذّت بھی نافع ہے

حکیم الاُمّت فرماتے ہیں کہ اگر ذکر میں مزہ نہ آئے تو بہ تکلف ذکر کیے جاؤ ناغہ نہ کرو۔ دیکھو شروع شروع میں تمباکو کھانے سے قے ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر اس بُری عادت کو جاری رکھے اور تمباکو کھاتا رہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ کھانا ملے نہ ملے لیکن تمباکو ملنا چاہیے۔ اگر نہیں ملتا تو پان بھنگی سے مانگ کر کھالیتا ہے۔ کہتا ہے کہ

کہاں تک ضبط بے تابی کہاں تک پاس بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ میں اب پان مانگوں گا

تو فرمایا کہ جب بُری چیز کی عادت نہیں چھوٹتی تو اللہ کے نام کی اچھی عادت ڈالو مزہ نہ بھی آتے تو بھی ذکر میں ناغہ نہ کرو۔ ایک دن ایسی عادت پڑجائے گی کہ اگر اللہ کا نام لیے بغیر سونا چاہو گے تو نیند نہیں آئے گی جب تک ان کو یاد نہ کرلو گے۔ حکیم الاُمّت کی بات مان لو حضرت کے الفاظ تک مَیں نے یاد کر رکھے ہیں کہ ذکر بے لذت سے بھی قلب پر معیت خاصہ کا انکشاف ہوجاتا ہے یعنی اللہ کا نام اتنا بڑا نام ہے کہ چاہے کچھ مزہ نہ آتے لیکن ان شاء اللہ معیتِ خاصہ، ولایتِ خاصہ سے اور نسبتِ خاصہ سے یہ شخص محروم نہیں رہے گا۔

ذکر بے لذّت کے مفید ہونے کی ایک عجیب مثال

جس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مزہ نہیں آتا ہے تو کیا نقصان ہے۔ اگر موتی کے خمیرہ میں کسی کو مزہ نہ آئے

توکیا موتی کا خمیرہ اس کو مفید نہ ہوگا۔ مکہ شریف میں ایک بڑے عالم سے سوال کیا گیا کہ صاحب میں دار العلوم چلا رہا ہوں ہزاروں فتنے ہیں۔ اہتمام کی فکر، گھربار کی فکر جب اللہ اللہ کرتے ہیں تو دل میں تو تشویش ہوتی ہے، ذکر میں دل ہی نہیں لگتا تو ایسے مشوش قلب کے ساتھ اللہ کا نام لینے سے کیا فائدہ ہوگا؟ ان عالم صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس کا جواب دو۔ میں نے عرض کیا کہ مکہ شریف میں جتنے دکاندار ہیں حج کے چار مہینے کی کمائی سال بھر کھاتے ہیں اس وقت ان کو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ بیٹھ کر اطمینان سے کھانا کھالیں۔ دس گاہک کھڑے ہیں دکاندار صاحب کے منہ میں ڈبل روٹی ہے، کھاتے جارہے ہیں اور تسبیح اور رومال اور ٹوپی گاہکوں کو دے رہے ہیں اور ریال لے رہے ہیں۔ اس تشویش وفکر میں جو روٹی وہ کھا رہے ہیں بتائیے اس سے خون بنتا ہے یا نہیں اور وہ زندہ رہتے ہیں یا نہیں۔ اسی طرح ہزار تشویش کے ساتھ اللہ کا نام روح میں نور ہی پیدا کرتا ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہزاروں تشویش کیا اگر غفلت کے ساتھ بھی زبان سے اللہ کا نام نکل جائے تو اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اصلی موتی کا خمیرہ قسم اعلیٰ اگر غفلت میں کھالے تو اثر کرے گا یا نہیں؟ ایک شخص کسی تشویس میں مبتلا ہے اس کو خمیرہ چٹا دیا گیا اور اس وقت بھی اس کا دماغ حاضر نہیں تھا، کسی سوچ میں پریشان تھا۔ تو بتلائیے خمیرہ سے اس کو طاقت آئے گی یا نہیں ضعف دور ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح غفلت کی حالت میں، تشویش کی حالت میں، بغیر لذت کے بھی جو اللہ کا ذکر کرتا رہے گا روح میں طاقت آتی چلی جائے گی، نور پیدا ہوگا ایمانی حیات میں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ ورنہ ذکر میں لذت اور مزہ نہ ملنے سے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں ہے، عبد اللطیف نہیں ہے، یہ ظالم عبد اللطف

ہے۔ مزہ کا غلام ہے، اللہ کا غلام کہاں۔

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ بے لذت ذکر اگر کوئی ہمیشگی سے کرتا رہے، مزہ نہیں آ رہا ہے لیکن اللہ کا حکم سمجھ کر یہ ذکر کیے جا رہا ہے تو ایک زمانہ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ولایت، اپنی نسبت اس کو عطا کردیں گے اور اس کے بعد پھر مزہ بھی آنے لگے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور بتادوں کہ کتنا مزہ آئے گا؟ ایک ہی اللہ میں زمین سے آسمان تک شربت روح افزا کا سمندر غیر محدود موجوں کے ساتھ نظر آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیوں کہ وہ خالقِ شکر ہے، خالقِ شربت ہے، گنے کے رس کا پیدا کرنے والا ہے اگر خدا گنوں میں رس نہ پیدا کرے تو ساری دنیا کے گنے مچھر دانی کے ڈنڈوں کے بھاؤ بک جائیں۔ یہ دو نسخے ہوگئے۔

نسخہ نمبر ۳، صحبتِ اہل اللہ کا اہتمام

تیسرا عمل، تیسرا نسخہ جو ہے یہ بہت لذیذ ہے۔ بہت مزے دار ہے اور اس میں کوئی تکلیف بھی نہیں۔ بیٹھے بیٹھے آرام سے مزہ لیتے رہو اور وہ ہے خدا کے عاشقوں کی صحبت اللہ کے عاشقوں کے پاس بیٹھے رہیں۔ اُن کو دیکھتے رہیں ان کے عشق کا خزانہ ان کے قلب سے آپ کے قلب میں غیر شعوری طور پر منتقل ہوجائے گا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الطِّبَاعَ تَسْرِقُ مِنْ طِبَاعٍ اُخْرٰی طبیعتوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت رکھی ہے کہ ایک طبیعت دوسری طبیعت کے فیض کو حاصل کرتی ہے۔

اہل اللہ کے فیضانِ صحبت کا ایک عجیب واقعہ

ایک شخص کو غصہ بہت

آتا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ لکھنؤ میں میرے ایک خلیفہ ہیں۔ ان کا نام مولوی محمد حسن کاکوروی ہے وہ کتب خانہ میں بیٹھتے ہیں۔ تم روزانہ اُنکے پاس جاکر بیٹھ جایا کرو۔ چند دن کے بعد اس نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ حضرت میرا غصہ کم ہوتا جاتا ہے بلکہ اب کنٹرول میں آگیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کیوں کہ مولوی محمد حسن صاحب نے تو مجھے غصہ کے متعلق نہ کوئی آیت سُنائی نہ حدیث سُنائی نہ نصیحت کی۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا چوں کہ مولوی محمد حسن میں حلم کا مادہ زیادہ ہے ان کی صحبت سے تمہارے قلب میں ان کی صفتِ حلم منتقل ہوگئی۔ اللہ والوں کے سینوں سے تعلق مع اللہ کی دولت دوسرے سینوں میں منتقل ہوجاتی ہے۔

صحبتِ شیخ کے آداب

مگر شرط یہ ہے کہ تسلسل کے ساتھ ان کے پاس رہے۔ کم از کم زندگی میں ایک چِلّہ لگادے جس طرح مُرغی کے انڈے کے لیے اکیس دن ہیں کہ اگر انڈا اکیس دن مُرغی کے پَروں میں رہے تو اس میں جان آجاتی ہے اسی طرح اللہ والا بننے کے لیے چالیس دن کسی صاحبِ نسبت کی خدمت میں رہے۔ مگر پھر پان کھانے کے لیے بھی خانقاہ سے باہر نہ نکلے کِسی مقامی دوست سے منگوالو۔ اگر انڈا مُرغی کے پَروں سے نکل کر پان کھانے چلاجائے تو پھر بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اگر انڈا لاکھ کہے کہ میں بنگلہ دیش کا انڈا ہوں اور مجھے پان کھانے کی زبردست عادت ہے لیکن اگر پَروں سے نکلا تو بچہ نہیں بنے گا اسی طرح عادت اللہ یہی ہے کہ صاحبِ نسبت بننے کے لیے تسلسل کے ساتھ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ تو تیسرا نسخہ کیا ہے؟ خدا کے عاشقوں کی صحبت! حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ تیسرا نسخہ دونوں نسخوں کی روح ہے اس لیے کہ سرورِ عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں خدا کی محبت مانگی وہیں اللہ والوں کی محبت بھی مانگی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اے خدا مجھے اپنی محبت بھی دے اور اپنے عاشقوں کی محبت بھی دے اور ان اعمال کی محبت بھی دے جن سے تیرے عشق ومحبت کی دولت ملتی ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث پاک میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کیوں مانگی اس میں کیا راز ہے؟ فرمایا کہ اللہ والوں کی محبت ایسی چیز ہے جو خدا کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان رابطہ قائم کر دیتی ہے۔

اللہ والوں کے فیضانِ صحبت کے دو واقعات

یعنی جو لوگ اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محبت بھی دے دیتے ہیں اور اعمال کی توفیقات بھی دے دیتے ہیں۔ دیکھئے اسی دور کا واقعہ ہے کہ جگر جیسا شرابی حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا رہا ہے اور عرض کر رہا ہے کہ حضرت میرے لیے چار دُعائیں فرما دیجئے۔ آپ کی صحبت کی برکت سے کتنے بڑے بڑے بدمعاش ولی اللہ بن گئے آپ کی خدمت میں ایک شرابی آیا ہے۔ بدکار ہوں، فاسق ہوں مگر بڑی اُمید لے کے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی فضل فرما دیں گے۔ آپ میرے لیے چار دُعائیں کر دیجئے کہ میں شراب چھوڑ دوں، حج کر آؤں، داڑھی رکھ لوں اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ حضرت نے ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھا دئیے اور جب اولیاء اللہ کے ہاتھ اُٹھتے ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو کیسا پیار آتا ہے۔

سُلطان ابراہیم ادھم کے طفیل ایک شرابی نے توبہ کی۔ وہ سڑک پر بے ہوش پڑا تھا۔ انہوں نے اس کا مُنہ دھویا اور قے صاف کی۔ اتنا بڑا سُلطان الاولیا۔ اور ایک شرابی کی قے دھو رہا ہے۔ جب ہوش میں آیا تو وہ پہچان گیا اور کہا کہ حضرت آپ تارکِ سلطنت بلخ ہیں، آپ جیسے ولی اللہ مجھ جیسے نالائق کے پاس کیسے آگئے؟ فرمایا کہ میں تم کو اس نظر سے دیکھتا ہوں کہ تم میرے اللہ کے بندہ ہو، اللہ میرا ولی ہے۔ جس طرح اپنے دوست کے نالائق بچوں سے نفرت نہیں ہوتی بوجہ دوست کی نسبت کے۔ اسی طرح اللہ تعالٰے کی نسبت سے مجھے تم سے نفرت نہیں۔ دیکھو میں نے تمہاری قے دھوئی اور تمہارا مُنہ دھویا۔ اس نے کہا کہ مجھے آپ توبہ کرا دیجئے کیوں کہ میرا گمان یہ تھا کہ اللہ والے گنہگاروں سے نفرت کرتے ہیں آج معلوم ہُوا کہ ان سے بڑھ کر کوئی پیار کرنے والا بھی نہیں ہے اسی وقت حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص توبہ کرتے ہی کہ ابھی تہجد نہیں پڑھی کوئی فرض نماز بھی نہیں پڑھی تلاوت بھی نہیں کی آنِ واحد میں اس زمانہ کا بہت بڑا ولی اللہ بن گیا۔ اسی رات میں سُلطان ابراہیم ابن ادھم کو خواب میں خدا کی زیارت ہُوئی آپ نے پوچھا کہ اے اللہ اس شرابی کو آپ نے اتنی جلدی کیوں ولی اللہ بنا دیا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ تم نے میری خاطر سلطنتِ بلخ چھوڑی میری خاطر سے تم نے میرے ایک گنہگار بندہ سے محبت کی۔ میری خاطر سے تم نے اس کا مُنہ دھویا۔ اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ میں نے تیری خاطر سے اس کا دل دھو دیا اللہ تعالٰے اپنے اولیا۔ کی خاطر بھی کرتا ہے ان کے دروازہ پر، ان کی چوکھٹ پر مر کے تو دیکھو اللہ ان کی خاطر سے کتنے کتنے گنہگاروں

کو کیا سے کیا بنا دے گا اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تیری خاطر سے میں نے اس کا دل دھودیا اور جس کا دل میں دھوؤں اس کے رذائل کا امالہ نہیں ہوتا ہے ازالہ ہوتا ہے لہٰذا اس سے بڑھ کر کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

تو جگر صاحب لوٹ کر آئے اور شراب چھوڑ دی۔ آل انڈیا شاعر تھے ڈاکٹروں نے ان سے کہا کہ حضور آپ قومی امانت ہیں، بہترین شاعر ہیں آپ تھوڑی سی پی لیا کیجئے ورنہ آپ مر جائیں گے۔ جگر صاحب نے پوچھا کہ اگر میں پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ پانچ سال اور جی جائیں گے۔ جگر نے کہا کہ پانچ سال بعد شراب پیتے ہوئے جب مروں گا تو خدا کے غضب کے ساتھ جاؤں گا خدا کا قہر لے کر جاؤں گا اس سے بہتر ہے کہ شراب چھوڑ کر خدا کی رحمت کے سائے میں جگر کو ابھی موت آجائے، آہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہ چھوڑنے کے لیے ایسا ہی ایمان و یقین عطا کر دے اور ہم بدنظری نہ کریں، کسی عورت کو نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھیں اگر نہ دیکھنے سے جان جاتی ہے تو جانے دو، جان تو دینے کے لیے ہی خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔

؎ جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

سب سے بڑی وفاداری یہی ہے۔ دامنِ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہو گئے اپنے شہادت کے خون سے وفاداری کا حق ادا کیا آج ہم اپنا خونِ شہادت تو کیا بہاتے صرف آنکھوں کی حفاظت ہمارے لیے مشکل ہو رہی ہے۔ آہ! اپنے دل کی ذرا سی خوشی ہم اللہ پر قربان نہیں کر سکتے، جان ہم کیا دیں گے۔ اللہ کی شان کہ

شراب چھوڑنے سے جگر صاحب بالکل اچھے ہوگئے۔

خونِ تمنّا کا انعامِ عظیم

جو گناہ چھوڑتا ہے خدا کی رحمت اس کو پیار کرتی ہے، جو بچہ پرہیز کرتا ہے پیچش میں کباب نہیں کھاتا اگرچہ روتا ہے کہ اماں دیکھو میرے سب بھائی کباب کھا رہے ہیں اور اماں آپ نے مجھ کو نہیں دیا۔ اماں کہتی ہے بیٹا تم نے میری فرمانبرداری کی ہے۔ جب اچھے ہوجاؤ گے خوب کباب کھلا دیں گے اور اسے گود میں اُٹھا لیتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں کہ میرا بچہ آج بیمار نہ ہوتا تو یہ بھی کباب کھاتا، اللہ کی رحمت کے دریا میں بھی جوش آتا ہے کہ ساری دُنیا بدنگاہی کر رہی ہے ناچ اور گانے دیکھ رہی ہے مگر میرے کچھ تھوڑے سے بندے ایسے بھی ہیں کہ حسین سے حسین عورتوں سے نظر کو بچا رہے ہیں اپنی خوشیوں کو مار رہے ہیں، مجھے خوش کرنے کے لیے اپنے دل کی تمناؤں کا خون کر رہے ہیں تو جس طرح دنیا کا آسمان جب سُرخ ہوجاتا ہے تو دُنیا کا سُورج نکلتا ہے اسی طرح جب بندوں کے دل کا آسمان خونِ تمنا سے، حرام خوشیوں کے خون سے سُرخ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قلب کے آفاق پر اپنے قرب کا سُورج طلوع کرتے ہیں۔ اللہ کو رحم آتا ہے کہ حرام خوشیوں کے خون سے میرے بندہ کا دل لال ہوچکا ہے لہٰذا اس کے دل کے اندر میں اپنے قرب کا سُورج طلوع کردوں اور دُنیا کا سُورج تو صرف ایک افق یعنی مشرق سے نکلتا ہے لیکن میرے قرب کا آفتاب دل کے ہر گوشہ سے طلوع ہوتا ہے، اس کو صاحبِ نسبت بنا دیتا ہوں۔

گناہ چھوڑنے ہی سے خدا ملتا ہے۔ دیکھئے جگر صاحب نے شراب چھوڑی پھر حج کر آئے اور داڑھی بھی رکھ لی۔ چار مہینہ میں جب داڑھی پوری شرعی ہوگئی

اور آئینہ دیکھا تو اپنی داڑھی کو دیکھ کر یہ شعر کہا اور شعر بھی کیسا پیارا ہے کہ جب بھی پڑھتا ہوں وجد آجاتا ہے، دل رونے لگتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ۔

؎ چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سُنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

یہاں کافر بمعنی محبوب ہے کہ جگر داڑھی رکھ کر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنا کر کیسا پیارا ہوگیا ہے اور فرمایا کہ جب مجددِ زمانہ حکیم الامت کی تین دُعائیں اللہ تعالےٰ نے قبول فرمالیں کہ شراب چھوٹ گئی، داڑھی رکھ لی اور حج کر آیا تو ان شاء اللہ تعالےٰ چوتھی دُعا بھی قبول ہو گی اور خاتمہ بھی ان شاء اللہ تعالےٰ ایمان پر ہو گا۔

حکیم الامت نے فرمایا کہ جن لوگوں کا ہاتھ اللہ والوں کے ہاتھ میں ہے ان شاء اللہ تعالےٰ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا کیوں کہ بروایت بخاری شریف اللہ والوں کی محبت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بندہ سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے وہ اپنے دل میں ایمان کی حلاوت پائے گا اور ملا علی قاری (مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۴، پر) فرماتے ہیں کہ حلاوتِ ایمانی جس کے دل میں اترتی ہے تو کبھی واپس نہیں لی جاتی۔ اور اس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔

اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے اہلِ باطل مایوس ہو جاتے ہیں کانپور میں ایک شخص کے پاس کچھ ہندو مبلغین پہنچے تو اس نے کہا کہ خیریت چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ سر پر اتنے جوتے لگاؤں گا کہ کھوپڑی گنجی ہو جائے گی۔ تمہیں معلوم نہیں کہ میں مولانا گنگوہی کا مرید ہوں۔ دہلی کے آریہ مرکز میں رپورٹ آئی کہ جو مسلمان کسی اللہ والے سے تعلق رکھتے ہیں ان پر ہمارا بالکل کوئی اثر نہیں ہوا اور ہم ان میں کسی ایک کو ہندو نہ بنا

سکے۔ اسی لیے کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے حکیم الامت نے اس کی وجہ یہی بیان فرمائی ہے کہ صحبت اہل اللہ سے قلب میں ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے یعنی ایسا یقین و ایمان عطا ہو جاتا ہے جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا خواہ فسق و فجور ہو جائے لیکن مردودیت تک نوبت نہیں پہنچتی جب کہ ہزار برس کی عبادت شیطان کو مردود ہونے سے نہ بچا سکی لہٰذا جو چیز مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے وہ ہزاروں سال کی اس عبادت سے بڑھ کر کیوں نہ ہو گی جس میں یہ اثر نہ ہو۔

بس اب بیان ختم کرتا ہوں۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق بخشیں اور دین پر استقامت اور وقت آنے پر حُسنِ خاتمہ کی دولت عطا فرماویں آمین!

علاجِ تکبر

المارئ اسرار کے تالے کو ذرا کھول
ظاہر ہوا جاتا ہے ترے ڈھول کا سب پول
اے نطفۂ ناپاک تو آنکھیں تو ذرا کھول
زیبا نہیں دیتا ہے تکبر کا تجھے بول

(حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۷

ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ________ ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

واعظ ____ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ________ سید عشرت جمیل میر

کتابت ________ محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ________ حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

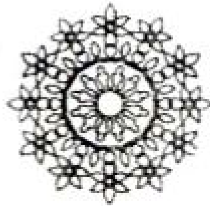
ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَللّٰهُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ

اے اللہ! تیری خوشی چاہتا ہوں اور جنّت

پیش لفظ

مجلس دعوۃ الحق دیوکے، کے لیے انتہائی خوش نصیبی کا موقع ہے کہ اس کا تیسرا سالانہ اجلاس واجتماع بعنوان "صیانۃ المسلمین" بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز اتوار لیسٹر شہر کی جامع مسجد الفضیل میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد آدم صاحب منعقد کیا گیا جس میں شارح مثنوی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی نے جو پاکستان سے تشریف لائے تھے شرکت فرما کر انتہائی دل نشین و روح پرور وعظ فرمایا۔ اکثر سامعین پر عجیب وغریب رقت ومحویت طاری تھی، بہت سی آنکھیں اشکبار اور قلوب متاثر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت کے تذکرہ سے دلوں کو سکون اور آنکھوں کو سرور حاصل ہو رہا تھا۔

اجتماع کے ختم ہونے کے بعد بہت سے احباب اور دوستوں نے اس وعظ کو طبع کرانے اور اس کے نفع کو عام کرنے کی تحریک کی تاکہ جو حضرات اجتماع میں شریک نہ ہو سکے وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد آدم صاحب، خطیب جامع مسجد لیسٹر نے اس کی طباعت پر زور دے کر فوراً اپنے مخلص احباب کی طرف سے اس کے طبع کرانے کی ذمہ داری قبول فرمالی۔ فجزاھم اللہ خیرا اور اس کا نام ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب تجویز کیا گیا اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس وعظ کو قبول فرمائے اور جن حضرات نے اس کی نشرو اشاعت اور طباعت میں حصہ لیا ان کو اس کا بہترین بدلہ دُنیا وآخرت میں عطا فرمائے اس طرح اس وعظ کی اشاعت سے صیانۃ المسلمین کے عملی کام کا آغاز ہو رہا ہے۔ والسلام

(مولانا) محمد ایوب عفا اللہ عنہ

ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ وَقَالَ تَعَالٰی یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○

دو آیتیں اس وقت تلاوت کی ہیں۔ پہلی آیت کا ترجمہ ہے کہ اطمینان اور دل کا چین اللہ کی یاد میں ہے۔ مضمون کا پہلا موضوع دل کا چین ہے۔

ہر شخص کی خواہش

ہر شخص دنیا میں اطمینان اور چین چاہتا ہے کوئی ایسا انسان دنیا میں نہیں جو یہ چاہتا ہو کہ میں پریشان رہوں۔ اس مجمع میں کوئی ایسا ہے جو کہ پریشانی چاہتا ہو؟ سو فیصد بین الاقوامی انٹرنیشنل چیز ہے۔ کافر بھی یہ چاہتا ہے کہ میرے دل کو چین ملے غریب بھی یہی چاہتا ہے اور امیر بھی یہی چاہتا ہے کوئی انسان ایسا نہیں بشرطیکہ اس کا دماغ صحیح ہو جو بے چینی چاہتا ہو۔ رعایا بھی یہی چاہتی ہے بادشاہ بھی یہی چاہتا ہے عالم بھی یہی چاہتا ہے غیر عالم بھی یہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے پریشانی میں بڑا مزہ آتا ہے تو آپ اس کو ڈاکٹر صاحب کے ہاں لے جائیں گے کہ بھئی اس کے دماغ کا علاج کرو۔ تو اللہ تعالیٰ

نے بین الاقوامی ضرورت کی چیز بتلادی کہ اے انسانو میں تمہارے دل کا پیدا کرنے والا ہوں اور مجھ سے بہتر تمہارے دل کے چین کا تیل کوئی نہیں جان سکتا۔ جیسے سنگر (Singer) مشین والے کہتے ہیں کہ اگر مشین میں ہمارا بنایا ہوا تیل استعمال کرو گے تو اس مشین کی ضمانت اور حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں اور دوسری کمپنی کا تیل ڈالو گے تو ہم ذمہ دار نہیں۔

اللہ کی یاد کا تیل

اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ اگر ہماری یاد کا تیل دل میں ڈالو گے تو تمہارے دل کے چین کی ضمانت اور کفالت میں کروں گا اور اگر تم نے مجھ کو چھوڑ کر کسی اور سے دل لگایا، سینما، وی سی آر، فلمی گانے سُنے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نقطۂ آغاز (Zero Point) اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نقطۂ آغاز ہے۔ یعنی ابھی گناہ کیا نہیں صرف ارادہ کیا، اسکیم بنا رہا ہے کہ آج کوئی گناہ کا مزہ لیا جائے۔ ارادہ کرتے ہی اس کے دل کی دُنیا اجڑ جاتی ہے۔ آہ ایک بہت بڑے بزرگ الہ آباد یوپی کے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

نیک بندوں کی دُنیا سُبحان اللہ! مگر نیک لوگ کون ہیں یہ بھی بتادوں؟ حج عمرہ کرنا ہر وقت تسبیح پڑھنا؟ ابرار کے رجسٹر میں کون داخل ہیں؟

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری (جلد ا صفحہ ۱۳۲) میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بیان کی ہے کہ ابرار میں کون لوگ داخل ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کرنے والے تابعی ہیں۔ قَدْ رَاٰی مِائَةً وَّعِشْرِیْنَ صَحَابِیًا اتنے بڑے تابعی ہیں ان کی اماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی تھیں۔ محدثین لکھتے ہیں کہ ان کی اماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور ہماری ماں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی نوکرانی تھیں۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین اس بچہ کی سنت تحنیک ادا کر دیجئے یعنی کچھ چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیجئے۔ یہ سنت ہے کہ بزرگوں سے یا علماء دین سے تحنیک کروائی جائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی

اسلام کی فتح - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام

محدثین لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا یہی سبب تھا کہ اتنے بڑے صحابی خلیفہ دوم جن کے اسلام لانے پر محدثین لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس خوش خبری میں ایک آیت لایا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آج سے اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہو گیا اور عمر کے اسلام سے سارے فرشتے آسمان میں خوشیاں منا رہے ہیں۔ قَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابنِ ماجہ صفحہ ۱۱) اور یہ آیت نازل ہوئی ؛ یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ انفال) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ آپ کو کافی ہے اور جو ایمان والے آپ کے تابعدار ہیں یہ آپ کو کافی ہیں۔

مجدّدِ زمانہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ آپ کو کافی ہو گیا تو پھر ایمان والوں کے کافی ہونے کا تذکرہ کیوں آیا ؟ جب کہ اللہ کا کافی ہونا کافی ہے۔ فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں ایک کفایت ظاہرہ، ایک کفایت حقیقیہ۔ حقیقتاً تو اللہ کافی ہے لیکن ظاہری طور پر کافروں پر رعب جمانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام سبب بنا۔ آہ جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے سارے کافر لرزہ براندام ہو گئے اور پہلی نماز کعبہ میں قائم کر دی۔ چالیسویں مسلمان ہیں۔ بیس صحابہ ادھر بیس صحابہ اُدھر اور درمیان میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمعِ نبوت کو لیے ہوئے پہلی نماز کعبہ میں پڑھی اور جب اسلام لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے خوشی میں ایسا نعرہ لگایا کہ کعبہ تک آواز گئی فرشتوں کو تو خوشی ہے ہی، خود سید الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اتنے خوش ہوئے کہ زور سے نعرہ مارا اللہ اکبر، یہ خوشی کا نعرہ تھا۔ ایسے شخص نے جس کی تحنیک کی ہو یعنی اپنا لعاب دہن خواجہ حسن بصری کے منہ میں ڈالا ہو اس کے علم کا کیا پوچھنا۔

دو دُعائیں

اور مستزاد یہ کہ دو دعائیں بھی کیں وہ دو دُعائیں مسافر ہونے کی حیثیت سے ہم اپنے لیے اور آپ کے لیے بھی مانگیں گے۔

فِقہ فی الدّین

نمبر ایک دُعا تھی اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ اس کو دین کا بہت بڑا عالم محدث فقیہ بنا دے۔ دین کے ساتھ علم۔ اگر دین کی سمجھ نہیں ہے تو اس کا علم کمزور ہوگا۔ اس لیے دُعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا تفقہ

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین کے بعد افضل الصحابہ ہیں ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ آپ نے فرمایا کیا تم تلاوت نہیں کرتے ہو۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ط اے لوگو کیا تم نے میرے رسول کو کھڑا نہیں چھوڑ دیا جب دیکھا کہ کوئی قافلہ غلہ لے کر آ گیا ہے اور تنگدستی کا زمانہ تھا۔ اندازہ لگائیے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کیسی فقہ حاصل تھی، معلوم ہوا کہ آیت تو ہم بھی پڑھ لیتے ہیں مگر اس آیت سے مسئلہ استنباط کر لینا اس کے لیے فقہ چاہیے، دین کی فہم چاہیے جو اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے سے ملتی ہے۔ کتابوں سے علم دین کی کمیت اور مقدار ملتی ہے اور اللہ والوں سے علم کی کیفیت اور اخلاص اور روح ملتی ہے، احسانی کیفیت ملتی ہے۔ مثلاً مغرب کی تین رکعت نماز فرض ہے مگر کیسے پڑھی جائے کس دردِ دل سے پڑھی جائے، کن اشکبار آنکھوں سے پڑھی جائے کس تڑپتے ہوئے دل سے پڑھی جائے یہ کیفیت اللہ والوں سے ملتی ہے۔ کیفیت کاغذات میں نہیں آ سکتی یہ دل سے دل میں منتقل ہوتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو اے علماء حضرات جو کچھ کتابوں میں پڑھتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ علم نبوت ہے، علم نبوت ایک تو ظاہری ہے لیکن اگر چاہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور باطن بھی مل جائے تو از سینۂ درویشاں باید جست اللہ والوں کے سینوں سے حاصل کرو، یہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ اپنے وقت کا امام بیہقی قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری کا مصنف۔ حضرت مظہر جان جاناں کا خلیفہ ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو امام بیہقی فرماتے تھے۔

مخلوق میں محبوبیت

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو دُعائیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیں۔ ایک فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ کہ ان کو دین کا فقیہ بنا دے۔ وَحَبِّبْهُ اِلَی النَّاسِ اور مخلوق میں اس کو محبوب کر دے، پیارا بنا دے۔ کیونکہ اگر مخلوق میں محبوب نہیں ہے پیارا نہیں ہے تو ہر آدمی اس سے گھبراتا ہے پھر اس سے فقہ متعدی ہوگا ؟ فیض دوسروں کو پہنچے گا؟ تو معلوم ہوا کہ علماء دین کو چاہیے کہ اپنے اخلاق میں بلندی پیدا کریں ورنہ ان سے نفع نہیں ہوگا۔ اس لیے حدیث میں ہے کہ اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نَصْفُ الْعَقْلِ جو سب لوگوں سے محبت کر کے سب کو ہموار کر لے اور سب سے محبت کرنا سیکھ لے یہ آدھی عقل ہے۔ التودد باب تفعل ہے اور تفعل میں تکلف کی خاصیت ہوتی ہے یعنی جس سے دل نہیں چاہتا اس سے بھی بہ تکلف محبت کرے۔ یہ حدیث کا لفظ ہے جس کو علماء سمجھتے ہیں ایسے لوگ جن کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں ان کا ایمان بھی کامل ہوتا ہے اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا الخ (ترمذی۔ ابواب الرضاع) کامل ایمان جس کا ہے اس کا اخلاق بھی اچھا ہے۔

آج ہم اس کو کامل اخلاق والا سمجھتے ہیں جو اُوپر سے خوب آیئے آیئے کرے اور اندر سے جایئے جایئے بعد میں جا کر وہی کہتا ہے کہ بہت بے وقوف آدمی ہے میں نے اس کو ایسے ہی الو بنایا ہے۔ دوستو جو اللہ کا مخلص ہے اور اللہ کی مخلوق کا مخلص ہے وہی ولی اللہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں اور اس کی اولاد کو ستاتا ہے یا اس کی اولاد کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو بتایئے باپ اس کو دوست بنائے گا ؟ تو جو شخص ربا کی عبادت میں رات دن مشغول رہے مگر

رب العالمین کی مخلوق کو لڑکی ہو یا لڑکا بُری نظر سے دیکھتا ہے تو آپ بتائیے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کو ولی بنائے گا ؟ اس لیے دوستو جتنا اخلاص اللہ کے ساتھ ہے اتنا ہی اخلاص مخلوق کے ساتھ بھی ہو۔ ہر کافر کے لیے دُعا کرتے رہو کہ اے اللہ اس کو بھی ایمان دے دے آپ کا بندہ ہے کیوں جہنم میں جائے۔ دردِ دل ہونا چاہیے۔

تو دوستو یہ دو دُعائیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَحَبِّبْہُ اِلَی النَّاسِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیں۔ اب یہ دعا ہم کیسے کریں؟ اللھم فقھنا فی الدین اے اللہ جتنے ہم سب بیٹھے ہیں ہم سب کو فقیہ بنا دے علم کی سمجھ والا بنا دے وحببنا الی الناس اور مخلوق میں ہم کو محبوب کر دے۔

ابرار کون ہیں ؟

اب ابرار کی بات چلی تھی ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

ابرار بندے کون ہیں ؟ اس لیے کہ وعدہ ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ نیک بندے جنت میں جائیں گے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں نقل فرماتے ہیں قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار الذین لا یوذون الذر جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں

بیویوں پر ظلم

آج جس کو دیکھو بیوی کی پٹائی کر رہا ہے ذرا ذرا سی بات پر لڑ رہا ہے ان کی آہ سے ڈریئے یہ بیویاں اللہ کی بندیاں

بھی ہیں ان کی اللہ تعالےٰ نے سفارش نازل کی۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اے ایمان والو تم ان بیویوں کو خالی بیویاں مت سمجھو یہ میری بندیاں بھی ہیں ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اگر کسی کی بیٹی کو کوئی ستا رہا ہے تو آپ بتایئے اس بیٹی کا باپ اس کو دوست بنائے گا؟ تو اگر ہم اپنی بیویوں کو ستائیں گے تو بیوی کا ابا تو غمگین ہو گا ہی ربا (یعنی حق تعالےٰ) بھی غضبناک ہو گا کہ یہ میری بندی کو ستا رہا ہے۔ پھر کیا ہو گا اس کا؟

میں اپنا تجربہ بتا رہا ہوں کہ جتنے لوگوں نے اپنی بیویوں کو ستایا اور رلایا اور ٹھنڈی آہ کھنچوائی، میں نے ان کو دیکھا کہ کسی کو فالج گرا کسی کو کینسر ہوا۔ آنکھوں سے دیکھا ہوا حال بتا رہا ہوں، چشم دید۔ تنہائی میں آپ ملیں گے تو اور واقعات بھی بتا دوں گا لیکن اس وقت موقع نہیں ہے اور جس نے اللہ کی ان بندیوں پر رحم کیا وہ اتنا جلد ولی بنا ہے جس کی حد نہیں۔

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ (یہ اختر جو آپ سے آج مخاطب ہے، پندرہ سال ان کی صحبت اٹھائی ہے اور جوانی میں ان سے بیعت ہوا ہوں) فرماتے تھے کہ حضرت شاہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ اتنے نازک طبع تھے کہ اگر بازار سے گذرتے ہوئے کسی کی چارپائی ٹیڑھی پڑی ہوئی دیکھ لی تو سر میں درد، بادشاہ نے پانی پیا، پیالہ صراحی پر ترچھا رکھ دیا تو سر میں درد ہو گیا۔ رزائی اوڑھ لی اور سلائی ٹیڑھی ہے تو سر میں درد ہو گیا۔ اتنے حساس اتنے نازک طبع کو حکم ہو رہا ہے، آسمان سے الہام ہو رہا ہے کہ اے مظہر جانِ جاناں اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو کوئی درجہ اعلیٰ ملے تو ایک بیوہ عورت ہے زبان کی کڑوی ہے مگر دل کی اچھی ہے اس سے شادی کر لو۔ تلاوت، نماز وغیرہ کی پابند ہے مگر زبان کی کڑوی

ہے۔ غصہ برداشت نہیں ہوتا ہے اس سے شادی کرلو، اب صبح شام ان کو تمغہ مل رہا ہے ہر وقت کڑوی کڑوی باتیں سن رہے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی مجھ کو لوگ کڑوی کڑوی باتیں لکھتے ہیں تو جتنے لوگ مجھ کو مجدد الملت اور حکیم الامت کہتے ہیں اس کا جتنا نشہ ہوتا ہے وہ ان خطوط سے اتر جاتا ہے۔ تو جب مخلوق کا کوئی بدتمیزی کا خط آتا ہے تو میں اسے کونین سمجھتا ہوں اور اس کونین کی بدولت دولتِ کونین پا جاتا ہوں۔ کونین کڑوی ہوتی ہے لیکن اس کی برکت سے دولت کونین ملتی ہے کبر سے اور بڑائی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تو ہماری نسبت مع اللہ کے چاند میں عجب اور کبر کے بادلوں کا کبھی گرہن نہیں لگتا۔ ہمیشہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہمارے دلوں میں روشن رہتا ہے۔

بھلے ایام

تو اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کے لیے غیب سے انتظام کرتے ہیں۔ حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے لیے غیب سے انتظام کیا ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سارا انتظام اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے جس کو وہ چاہتے ہیں وہی اللہ کا ولی بنتا ہے ایک بہت بڑے ولی کا شعر سُناتا ہوں ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اے دوستو سن لو جس کے دن اچھے ہونے ہوتے ہیں جس کی قسمت اچھی ہونی ہوتی ہے تو اسے اپنا بنانے کے راستے وہ خود ہی بتلاتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوق عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

جب اللہ اپنا بناتا ہے تو بال بال سے ان کی آواز سنائی دیتی ہے ؎

ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

جتنے بال ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر بال سے اللہ تعالیٰ بلا رہا ہے، ہمیں پیار کر رہا ہے، اپنا بنا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ صبح شام تلخ باتیں سن رہے ہیں ایک کابلی افغانی شاگرد نے کہا کہ حضرت اتنی کڑوی مزاج کی عورت سے شادی کیوں کی آپ نے ؟ آپ اتنے نازک طبع کہ بادشاہ کو ترچھا پیالہ رکھنے پر ڈانٹ دیا اور بادشاہ کے خادم کو رد کر دیا کہ جب تمہارا یہ حال ہے تو تمہارے خادم کا کیا حال ہوگا فرمایا سنو! اسی بیوی کی کڑوی کڑوی باتوں سے مظہر جان جاناں کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام عطا فرمایا کہ سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹ چکا کہ میرے ہی سلسلہ میں علامہ سید محمود بغدادی آلوسی تفسیر روح المعانی کے مصنف اور علامہ شامی نے بیعت کی ہے مولانا خالد کردی کے ہاتھ پر جو کرد کے رہنے والے تھے اور خلیفہ تھے شاہ غلام علی کے اور شاہ غلام علی خلیفہ تھے مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے تو یہ شامی جیسی فقہ کی عظیم کتاب اور تفسیر روح المعانی جیسی عظیم کتاب کے مصنفین سلسلہ مظہریہ میں داخل ہوئے اور شاہ ابوالحسن خرقانی کی بیوی بڑی ہی تند مزاج تھیں لیکن وہ برداشت

کرتے تھے کہ اللہ کی بندی ہے۔ آپ یہ بتایئے کسی کا داماد ہر وقت اس کی بیٹی سے تنگ ہو اور بیٹی حسن میں بھی کم ہو اور داماد بہت حسین ہو اور بیوی حسن میں کم تر اور اخلاق میں بھی کم تر، کڑوی ہو۔ لیکن وہ سوچتا ہے کہ میرے دوست کی بیٹی ہے اور نباہ دیتا ہے۔ آپ بتایئے کہ لڑکی کا باپ اس کے بارے میں کیا سوچے گا کہ آہ میرا داماد فرشتہ ہے دل چاہے گا کہ کوئی بلڈنگ اس کو دے دوں کوئی زمین اس کو دے دوں اللہ تعالیٰ کی ان بندیوں کے بارے میں یہی سوچئے۔ اگر کوئی مرد زیادہ حسین ہے بیوی کم تر ہے تو اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ اللہ کی بندی سمجھ کر۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ایسا انعام ملے گا کہ سو برس کے تہجد سے وہ مقام نہیں مل سکتا۔

اب ان ہی شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑے عارف باللہ بزرگ ہیں ہر وقت اپنی بیوی کی طرف سے تلخ باتوں کو برداشت کرتے تھے کہ یہ میرے اللہ کی بندی ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو کسی اور کو ستائے گی، لہٰذا مجھ کو ہی ستالے۔ میرے کسی مسلمان بھائی کو نہ ستائے۔ یہ اللہ کی بندی ہے اگر میری بیٹی بھی ایسی ہوتی تو میں یہی چاہتا کہ میرا داماد اچھا سلوک کرے تو آپ کی بیویاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندیاں ہیں میں بہت درد دل سے کہتا ہوں کہ جتنے اچھے اخلاق سے پیش آئیں گے اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی رحمت اُترے گی۔

نمک تیز ہونے پر مغفرت

حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں نمک سخت تیز ہوگیا کھایا نہیں گیا فاقہ سے سوگیا اور آسمان کی طرف دیکھا اور اللہ تعالےٰ سے معاملہ کرلیا کہ اے اللہ یہ میری بیوی تیری بندی ہے آج اس سے نمک تیز ہوگیا ہے اس نے ہمیشہ خدمت کی ہے میں آپ کے لیے اس کو معاف کرتا ہوں۔ قیامت کے دن مجھے بھی معاف کردینا۔ جب انتقال ہُوا تو ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ بھائی تیرا کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے حساب کیا اور فرمایا کہ تمہارے بہت سے گناہ بھی ہیں میں تم کو دوزخ میں قانون کی رو سے ڈال سکتا ہوں لیکن تم نے ہماری بندی پر رحم کیا تھا اور اس کی خطا کو معاف کیا تھا تم نے ایک خطا معاف کی نمک تیز ہونے کی اسکی برکت سے میں تمہاری زندگی بھر کی خطائیں معاف کرتا ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی بندیوں سے تعلق بھی ہے جہاں بندوں سے تعلق ہے وہیں پر بندیوں سے بھی ہے۔ اکثر بے کس ہوتی ہیں۔ ماں باپ سے دور ہوتی ہیں، اپنے بھائیوں سے دور ہوتی ہیں، ساری زندگی ہمارے لیے وقف کردیتی ہیں۔ پالتا کوئی ہے اور فائدہ کوئی اور اٹھاتا ہے۔ بس قانون ہے اللہ کا۔ اس قانون سے فائدہ اٹھانا ہے۔

ایک حدیث

مگر ان کی خطاؤں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ بیویاں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ ان استمتعت بها استمتعت بها وفیها عوج (بخاری جلد۲ صفحہ ۷۷۹) اگر ان سے فائدہ اٹھانا ہے تو ان کی ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اٹھالو۔ بتاؤ ہماری یا تمہاری پسلی سیدھی ہے یا ٹیڑھی؟ ٹیڑھی ہے تو کیا آپ کسی ہسپتال میں ایڈمٹ ہوتے ہیں اس کو ٹھیک اور درست کرانے کے لیے؟ ڈاکٹر سے کبھی درخواست کی؟ تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کا علم نبوت دیکھو کیا شانِ نبوت ہے کس انداز سے سمجھا رہے ہیں کہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہو رہے ہو اگر بیوی بھی ایسی مل جائے تو اسے برداشت کرلو۔

اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا اور اگر سیدھی کرو گے تو توڑ دو گے یہ بخاری شریف کی روایت ہے توڑ دو گے یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی دو خاندان تباہ ہو جائیں گے خاندان میں آگ لگ جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے بچے روئیں گے کہ میرے ابو کو کیا ہو گیا کہ میری اماں کو طلاق دے دی اور اگر تم نے گذار دیا تو گذر جائے گی اور اس میں سے جو اولاد پیدا ہو گی ان میں اگر کوئی عالم، حافظ قاری ہو گیا تو قیامت کے دن ان شاء اللہ جنت بھی پاؤ گے۔ دنیا تو مزے دار گذرے گی ہی جنت بھی پا جاؤ گے۔

فوائدِ حدیث

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی اس حدیث کی جو شرح لکھی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں فیه تعليم للاحسان الى النساء کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنے کی ہے والرفق بهن اور بیویوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ والصبر على عوج اخلاقهن اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر سے کام لو۔ کیوں؟ لاحتمال ضعف عقولهن کیونکہ ان کی عقلیں تھوڑی ہوتی ہیں۔ عقل تو آدھی ہے مگر ایک حدیث اور سُن لیجئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورتیں آدھی عقل کی تو ہیں لیکن جو نامحرم ہیں وہ ان کو نہ دیکھیں کیونکہ پوری عقل والوں کی عقل اڑا لے جاتی ہیں۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۴) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ہیں تو آدھی عقل کی لیکن اگر آنکھ سے آنکھ ملائی جائے چاہے وہ ائیرپورٹ لندن ہو یا ائیرپورٹ فرانس ہو تو عقل اُڑ جاتی ہے گی۔

نظر کی حفاظت

نظر کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ لو نہ دو دیکھ تو لو اس میں کیا حرج ہے اور ایک صاحب نے تو غضب کر دیا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ ہم تو ان حسینوں کو دیکھ کر اللہ تعالٰی کی معرفت حاصل کرتے ہیں کہ واہ رے میرے اللہ کیا شان ہے آپ کی۔ ایسے ایسے حسین آئینے پیدا کر دیئے۔ یہ تو آئینۂ جمال خداوندی ہیں کون ان کو دیکھنے کو منع کرتا ہے تو حضرت نے ان کو جواب میں لکھا کہ بے شک یہ آئینۂ جمال خداوندی ہیں لیکن آئینہ کی دو قسمیں ہیں؛

آتشی آئینہ

آئینہ ایک شیشہ کا ہوتا ہے اور ایک آتشی۔ آتشی آئینہ میں دوسری طرف چیز جل جاتی ہے۔ آگ لگ جاتی ہے یہ حسین آئینے تو ہیں لیکن آتشی آئینے ہیں تمہارا ایمان جل کر خاک ہو جائے گا اور صحت بھی خراب ہو جائے گی اور پاگل بھی ہو جاؤ گے۔ دماغ صحیح نہیں رہے گا۔ اس لیے بخاری شریف میں ہے کہ:

نظر پڑنا اور پڑانا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نامحرموں پر نظر ڈالتا ہے آنکھوں کا زنا ہے۔ لوگ اس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آنکھوں کا زنا فرما رہے ہیں۔ راستہ چلتے، ایک تو نظر پڑ جانا ہے اور ایک نظر ڈالنا ہے۔ ایک پڑنا ہے اور ایک پڑانا ہے۔ میں سادی اردو بول رہا ہوں۔ پڑنا معاف ہے لیکن پڑانا اور ایک سیکنڈ ٹھہرانا حرام ہے۔ فَزِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ۔ بدنظری آنکھوں کا زنا ہے۔ (بخاری کتاب الاستیذان)

واقعہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

بات چل رہی تھی شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ ان کا ایک مرید ہزاروں میل چل کر ان کے پاس پہنچا اور گھر جا کر پوچھا کہ حضرت ہیں؟ بیوی نے کہا کیسے حضرت؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کیسے حضرت ہیں! ہمارے پاس تو رہتے ہیں ان کا سارا کھیل کود ہم جانتے ہیں، کچھ نہیں حضرت وضرت۔ وہ بے چارہ مرید رونے لگا کہ ہزاروں میل سے آیا ہوں لیکن اس نے تو میری عقیدت میں دھکا مار دیا۔ روتا ہوا گیا۔ محلہ والوں نے دیکھا تو کہا وہ بڑے اولیاء اللہ ہیں۔ بیوی کی تکلیفوں پر صبر سے اللہ نے ان کو بڑا مقام دیا ہے۔ جاؤ جنگل میں ان کے مقام کا پتہ چلے گا۔ اب وہ مرید جنگل میں گیا تو دیکھا شیر پر بیٹھے آ رہے ہیں۔ کیا شیر پر بیٹھ سکتا ہے کوئی، یہ کرامت تھی۔ شیر پر بیٹھے ہیں اور لکڑیاں کاٹ کر گٹھر باندھ کر اس کے کمر پر رکھا ہے اور جب شیر چلنے میں گڑبڑ کرتا ہے تو سانپ کے کوڑے سے اس کی پٹائی کرتے ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ساری دُنیا تسلیم کرتی ہے انہوں نے مثنوی میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ اور میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب اس واقعہ کو بیان کرتے تھے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کو بڑے عجیب انداز میں پڑھتے تھے جو مولانا نے اس واقعہ کے آخر میں بیان کیا ہے۔ میں اس شعر کو سنانا چاہتا ہوں جب اس مرید نے کہا حضرت! میں تو آپ کے گھر گیا تھا بہت پریشان ہو کر آیا۔ فرمایا کہ میں سمجھ گیا۔ سنو اسی بیوی کی تکلیف اٹھانے سے جو اللہ کے لیے اٹھا رہا ہوں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس شیر کو میرا غلام بنا دیا۔ یہ کرامت اسی بیوی کی تکلیف پر صبر کرنے سے ملی ہے کہ اللہ کی بندی ہے یہ سوچ کر برداشت کرتا ہوں آہ شعر سنئے

گر نہ صبرم می کشیدے بار زن
کے کشیدے شیر نر بیگار من

اگر میرا صبر بیوی کی تکلیف کو برداشت نہ کرتا تو یہ شیر میری بیگاری اور غلامی کرتا؟ یہ انعام بیوی کے صبر پر ملا۔

اس سے قبل بات چل رہی تھی کہ ابرار بندے کون ہیں۔ ابرار کی تفسیر کیا ہے؟

واقعہ شاہ ابرار الحق صاحب

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک جگہ وضو کیا پھر وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ پھر تیسری جگہ چلے گئے۔ وہاں جا کر وضو مکمل کیا کسی نے عرض کیا کہ حضرت کیا ہو گیا آپ نے جگہ جگہ وضو کیوں کیا۔ فرمایا جہاں وضو کرتا ہوں وہاں چیونٹیوں کا مرکز ملتا ہے۔ ان کی آپس میں رشتہ داری ہوتی ہے اگر پانی کے دھارے سے یہ رشتہ داری ٹوٹ گئی کوئی ادھر بہہ گئی کوئی اُدھر تو میرا دل زخمی ہوتا ہے کہ یہ چیونٹیاں بھی اللہ کی مخلوق ہیں مَیں انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سُنئے کہ قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار الذین لا یوذون الذر جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے ہاں میرا مرشد ابرار بھی ایسا ہی ہے۔ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو دیکھئے کہ چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور آج خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر میرے شیخ کا مقام دیکھئے۔

گناہوں سے ناخوشی

ولا یرضون الشر اور جو کسی گناہ سے خوش نہیں ہوتے۔ اگر کسی گناہ سے دل میں حرام خوشی آگئی تو اللہ تعالٰے سے اس مضمون میں دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا آپ کی ناخوشی

کی راہ سے ہم نے جو حرام خوشی حاصل کی ہم اس خوشی سے توبہ کرتے ہیں کیونکہ میری بندگی کی شرافت کے خلاف ہے کہ میں آپ کو ناخوش کر کے گناہوں سے حرام خوشیاں استیراد کروں، امپورٹ کروں ۔ اس لیے ہماری ان تمام خوشیوں کو معاف کر دیجیے جو ہم نے گناہ کر کے حاصل کیں ۔ایسی خوشیوں کو آگ لگا دو جو گناہ سے حاصل ہوں ۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

ایک دُعا سکھا رہا ہوں روزانہ ہم لوگ دُعا کریں کہ اے خدا ایسا ایمان و یقین عطا فرما کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر قربان ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں ۔ یہ ایمان اولیاء صدیقین کا ہے اللہ سے مانگو اللہ کریم ہے بغیر استحقاق و صلاحیت دیتا ہے یہ نہ دیکھو کہ ہم اس قابل نہیں، مانگنے بڑھیا چیز، نسبت اولیاء صدیقین مانگنے اس لیے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء صدیقین کا ہے ۔

صدیق کی تین تعریف

علامہ آلوسی نے صدیق کی تین تعریف کی ہے ۔صدیق کا ایمان کیسا ہوتا ہے حضرت ابوبکر صدیق تو صدیق تھے ہی اور ان جیسا صدیق اب کوئی نہیں ہو سکتا لیکن اور بھی صدیق ہوتے رہتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں جمع نازل فرمایا والصدیقین تو صدیق کی تین تعریف ہے ۱، الذی لا یخالف قالہ حالہ جس کا قال اور حال برابر ہو ۔ ۲، الذی لا یتغیر ظاھرہ من باطنہ جس کا باطنی ایمان اتنا قوی ہو کہ لندن اور جرمن، جاپان جہاں بھی جائے اللہ کا نام بلند کرتا رہے کہیں مرعوب نہ ہو کسی ماحول سے متاثر نہ ہو اور ۳، الذی یبذل الکونین فی رضا

محبوبہ جو دونوں جہان خدا پر فدا کر دے۔

ایک اشکال اور جواب

جب میں نے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تفسیر بیان کی تو ایک عالم نے پوچھا کہ مَیں دنیا تو اللہ پر فدا کرنا چاہتا ہوں لیکن آخرت کیسے فدا کروں؟ آپ تو دونوں جہان دینے کو بتا رہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں دونوں جہان اس طرح دے سکتے ہیں کہ اللہ کی جنت کو درجۂ ثانیہ کر دیجئے یعنی جو کام کیجئے اس میں نیت یہ کیجئے کہ اے اللہ آپ خوش ہو جائیے اور جنت کو درجۂ ثانیہ کر دیجئے کہ اے اللہ جنت بھی چاہتا ہوں مگر آپ کی خوشی کے لیے روزہ نماز کرتا ہوں اور جب گناہ سے بچیں تو کہیے اے اللہ تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے میں گناہ سے بچ رہا ہوں اور جہنم سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ اس کا تحمل نہیں ہے جہنم کو درجۂ ثانیہ میں کر دیجئے۔ یہ بات میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے حاصل کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ (مسند شافعی ص۱۲۳)

اے اللہ تیری خوشی چاہتا ہوں اور جنت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو درجۂ ثانیہ میں کیا یا نہیں؟ جس نے یہ درجہ حاصل کرلیا اس نے گویا جنت کو بھی اللہ پر فدا کر دیا۔ آخرت کو بھی فدا کر دیا اور اللہ تعالےٰ کریم ہے آپ اللہ تعالےٰ سے بڑی چیز مانگئے چھوٹی ولایت و بزرگی نہیں بڑی ولایت مانگئے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تو بڑی چیز بھی

چھوٹی ہے۔

جنازہ کی تین قسمیں

دوستو ایک دن انتقال ہونا ہے، کیوں بھائی! اس میں کسی کو شک ہے؟ جنازہ قبر میں اترنا ہے یا کسی کو اس میں شک ہے؟ جنازہ جب اترے گا تو تین قسمیں ہو جائیں گی۔ ۱۔ ایک رجسٹر کافروں کا ہوگا۔ ۲۔ گنہگار مسلمانوں کا۔ اس کا نام ہے مسلمان فاسق۔ نافرمان مسلمان۔ ۳۔ متقی مسلمان، مومن ولی اللہ۔ ان تین رجسٹروں کے علاوہ چوتھا نہیں ہوگا۔ بتایئے آپ کس رجسٹر میں جانا چاہتے ہیں؟ (حاضرین نے کہا مومن ولی اللہ بن کر) کیونکہ دنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا ایسی دُنیا سے دل کا کیا لگانا۔ آپ بتایئے کوئی یہاں لوٹ کر آیا ہے۔ اس لیے دوستو ایک ہی دفعہ جب آئے ہیں تو کیوں نہ ولی اللہ بن کر جائیں تاکہ وہاں جا کر بڑی عزت سے رہیں اور کیوں صاحب پردیس میں اگر کوئی رئیس ہے تو وطن میں بھنگی اور فقیر رہنا چاہتا ہے؟ جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہ اپنا دیس اور وطن ہے ہر عقلمند آدمی اپنے وطن کی زندگی کو بناتا ہے۔

ایک بزرگ کی نصیحت

ایک بزرگ سے کسی نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت کر دیجئے فرمایا کہ دو جملوں میں پورا دین پیش کر دیتا ہوں۔ ۱ اعمل فی الدنیا بقدر مقامك فیها دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا یہاں رہنا ہے۔ ۲ اعمل للآخرۃ بقدر مقامك فیها آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔ بتایئے اس میں پورا دین ہے یا نہیں؟ اب اگر دونوں زندگی کا کوئی بیلنس نہ نکالے ہر وقت کماتا رہے تو بتا دوں وہ

کیا بن جائے گا ؟ ایک صاحب نے مجھ سے کہا میں ایک فیکٹری اور کھولنا چاہتا ہوں میں نے کہا جب زیادہ کمانا ہو گا تو پھر میرے پاس کم آنا ہو گا اور دین کمزور ہو جائے گا۔ اتنا کماؤ جس سے عزت سے رہ لو اور جو دونوں زندگی کا بیلنس نہیں نکالتا اور رات دن دُنیا میں پھنسا ہوا ہے تو بیلنس میں ایک لفظ بیل ہے یا نہیں بتاؤ تو یہ سمجھ لو کہ یہ بیل ہے انسان نہیں ہے کہ وطن کو خراب کر رہا ہے اور چند روز کی تعمیر میں لگا ہوا ہے۔

خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ کے ساتھ لکھنؤ میں سفر کر رہے تھے تو لکھنؤ سجایا جا رہا تھا۔ انگریزوں کی حکومت میں وائسرائے کی آمد پر سارا لکھنؤ سجایا گیا تھا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت! ابھی ابھی ایک شعر بن گیا ہے

رنگ رلیوں پہ زمانہ کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

تو میں نے عرض کیا تھا کہ اطمینان اور چین کہاں ملتا ہے ؟ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دل کا اطمینان صرف میری ہی یاد سے ملیگا مگر یاد سے کیا مُراد ہے ؟

ذکر کی دو قسمیں

ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ یادِ مثبت، یادِ منفی۔ جب شریعت کا حکم ہو نماز کا تو نماز پڑھو، روزہ کا تو روزہ رکھو، زکوٰۃ کا تو زکوٰۃ دو، حج کا تو حج کرو اس کا نام ذکر مثبت ہے لیکن جب لڑکیاں سامنے آجائیں اب ذکر منفی کرنا پڑے گا یعنی ان کو نہ دیکھو اس وقت نہ دیکھنا ذکر ہے ورنہ یہ ذکر نہیں کہ دیکھتے بھی رہو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی پڑھتے رہو۔ ایسا لاحول

خود ہمارے اوپر لاحول پڑھتا ہے۔ ارے مولانا دیکھئے ناکیسی ٹانگ کھلی ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ ٹانگ دیکھتے بھی جارہے ہیں اور شیطان ان کو ٹانگ بھی رہا ہے یہ کون سالاحول ہے پہلے نظر کو ہٹاؤ پھر اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ میری نظر نے اگر ایک ذرہ حرام لذت حاصل کر لی تو ہم اس سے معافی کے خواستگار ہیں۔ توبہ سے کام بنے گا۔ ایسے شہروں میں بغیر توبہ کے کوئی چارہ نہیں۔

علامہ اسفرائینی کی دُعا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ اسفرائینی نے سات چکر طواف کے بعد دُعا کی کہ اے اللہ مجھے معصوم کر دیجئے کبھی مجھ سے گناہ نہ ہو۔ بیس برس تک یہ دُعا مانگی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ایک دن طواف کر رہے تھے کعبہ سے آواز آئی کہ اے اسفرائینی استاد غزالی! تو کیوں یہ چاہتا ہے کہ مجھ سے کوئی خطا نہ ہو میری محبوبیت کے دو دروازے ہیں۔

محبوبیت کے دو دروازے

ا۔ میں متقی بندوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ ۲۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ اور توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہوں تو جب میں نے اپنی مقبولیت کی دو کھڑکیاں بنائی ہیں تو تو ایک ہی کھڑکی سے کیوں آنا چاہتا ہے۔ اگر تقویٰ کی کھڑکی سے نہیں آسکتا تو توبہ کی کھڑکی سے آجا۔ یعنی خطا کرو تو نہیں لیکن اگر خطا ہو جائے تو دو رکعت توبہ کی پڑھ کر رونا شروع کر دو۔ اتنا قرب بڑھے گا کہ جس کی حد نہیں۔ ندامت اور توبہ سے وہ قرب ملتا ہے کہ فرشتوں کو بھی وہ قرب نصیب نہیں کیونکہ فرشتوں کو قرب عبادت حاصل ہے لیکن انسانوں میں اولیاء اللہ کو دو قرب

نصیب ہیں۔ قرب عبادت اور قرب ندامت۔ جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں ؎

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعتراف قصور ہے
ہے مَلک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اولیاء کا مقام

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کے ذکر کا اور اولیاء اللہ کا اتنا اونچا مقام ہے کہ فرشتے ان کا ذکر سننے آتے ہیں گھیر لیتے ہیں۔ گناہ گاروں کے ذکر کو سننے کے لیے فرشتے اپنا ذکر چھوڑ کر آتے ہیں۔ کیوں صاحب! کسی کی دال روٹی پر کوئی بریانی والا آئے گا؟ ان کو ہمارا ذکر بریانی معلوم ہوتا ہے اور ہمارے ذکر کے مقابلے میں ان کو اپنا ذکر کمتر معلوم ہوتا ہے۔ جس کی دو وجہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہیں فتح الباری شرح بخاری میں کہ فرشتے یہ دیکھتے ہیں کہ یا اللہ یہ جتنے انسان مومن ہیں یہ بغیر دیکھے تجھ کو یاد کر رہے ہیں اور ہم تجھ کو دیکھ کر یاد کر رہے ہیں تو جو ذکر عالم شہادت کا ہوتا ہے اس سے ذکر عالمِ غیب کا فضل ہوتا ہے۔

آپ بتائیے کوئی کسی کو دیکھ کر محبت کر رہا ہے اور ایک آدمی بغیر دیکھے ہی اسے یاد کر کے رو رہا ہے ہم لوگوں نے کبھی اللہ کو دیکھا؟ نہیں لیکن بتاؤ اللہ کو یاد کر کے روتے ہو یا نہیں؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ آپ نے کیسی مخلوق انسان کی بنائی کہ جو بغیر دیکھے آپ کو یاد کر رہی ہے۔ فدا ہو رہے ہیں شہید ہو رہے ہیں، رو رہے ہیں روزہ نماز کر رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کیسی مخلوق ہے کہ بیوی بچے ہیں اور تمام فکر آٹا چاول کی ہو رہی ہے اور یہ ہزاروں فکر کے باوجود اللہ کو یاد کرتے ہیں

جب کہ ہمیں کوئی فکر نہیں لہٰذا ان کا ذکر افضل ہے ہمارے ذکر سے۔ اس لیے ہمارے ذکر کے وقت فرشتے ہمیں گھیر لیتے ہیں۔ جیسے اس وقت اللہ کا ذکر ہو رہا ہے تو ان شاء اللہ فرشتوں نے ہمیں گھیر لیا ہے آسمان تک اور جب فرشتوں کا ماحول ملے گا تو ہمارے اندر فرشتوں کے اثرات نہیں آئیں گے؟ اس لیے بزرگوں نے نصیحت کی ہے کہ جہاں اللہ والے رہتے ہوں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہو وہاں جاؤ ان شاء اللہ تمہاری اصلاح ہو جائے گی تمہارے اخلاق فرشتوں جیسے ہو جائیں گے کیونکہ فرشتوں میں رہو گے تو فرشتوں جیسے اخلاق آئیں گے۔

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر علوم میرے شیخ کے اُستاد یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں

اور ایک شعر اور پڑھتے تھے نظر کی حفاظت کے بارے میں چونکہ مولانا خود بھی بہت حسین اور عاشق مزاج تھے۔ عاشقوں کو بہت زیادہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے مگر ان کا مشاہدہ بھی قوی ہوتا ہے جس کا مجاہدہ قوی ہوتا ہے اس کا مشاہدہ بھی قوی ہوتا ہے۔ تو فرماتے ہیں ؎

عشقِ بتاں میں اسعد کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خوابگاہیں

اے اسعد تم حسینوں کے عشق میں آرام تلاش کرتے ہو اور جنت کے مزے دوزخ میں تلاش کرتے ہو ؎

ہتھوڑے دِل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

آج نوے فیصد لوگ پاگل خانہ میں اسی نظر کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے ہیں چین سے رہنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ صرف اللہ کی یاد ہی سے تم کو چین ملے گا۔

اللہ کی یاد کی مثال

اللہ کی یاد کی مثال قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں دیتے ہیں کہ جیسے مچھلی پانی میں ہوتی ہے۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ میں جو با ہے یہ با معنی میں مصاحبت کے نہیں کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ چین ملتا ہے۔ بلکہ با معنی فی ہے کما ان السمکۃ تطمئن فی الماء جیسے مچھلی جب پانی میں ڈوب جاتی ہے کہ اوپر نیچے دائیں بائیں سب پانی ہو تب اس کو چین ملتا ہے۔ اگر مچھلی کا صرف ایک انچ سر پانی سے کھلا رہ جائے تو چین نہیں پائے گی۔

لہٰذا دوستو، جب ہم اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں گے جب آنکھیں بھی ذاکر ہوں کان بھی ذاکر ہوں جسم کا کوئی عضو نافرمانی میں مبتلا نہ ہو تو سمجھ لو کہ ذکر میں ڈوب گئے اب دل کو اطمینان کامل نصیب ہوگا لیکن اگر آنکھیں بدنظری میں مبتلا ہیں تو اللہ کے قرب کے دریا سے خارج ہیں۔ ایک گناہ دل کو بے چین کردے گا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جیسے اہل یورپ، سوئٹزرلینڈ وغیرہ واٹر پروف گھڑیاں بناتے ہیں چاروں طرف پانی ہوتا ہے مگر گھڑی میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں گھستا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے ذاکرین کے دل کو پریشانی سے محفوظ رکھتے ہیں مگر ذاکرین سے مراد ذکر مثبت اور ذکر منفی والے ہیں یعنی جو اللہ کے احکام کی تعمیل بھی کرتے ہوں اور گناہ سے بھی بچتے ہوں

دونوں ضروری ہیں۔

اللہ کے دو حق

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ عبادت تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے مگر گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے۔ یاد کرلینا اس نکتہ کو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ کئی برس کے ارادوں کے بعد حاضری ہوئی ہے۔ پوچھو مولانا محمد ایوب صاحب سے کہ بیت اللہ میں یہ ہم کو انگلینڈ کی حاضری کی دعوت دیا کرتے تھے مگر میرا ارادہ مُراد تک نہیں پہنچتا تھا اب ایسے اسباب اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیئے کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ لہٰذا حق دو ہیں ایک محبت کا حق ایک عظمت کا حق۔ محبت کا حق ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ حج اور جو بھی احکام ہیں اور اللہ کی عظمت کا حق یہ ہے کہ ہم ان کو ناراض نہ کریں۔

اہل اللہ کی صحبت

لیکن اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے اور تقویٰ کے لیے جب تک ہم اللہ والوں کی اور اہل تقویٰ کی صحبت اختیار نہیں کریں گے ہمت نہیں ہوگی۔ یہ نسخہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے عبادت کرنا آسان ہے لیکن تقویٰ اختیار کرنا اور گناہ چھوڑنا جب تک تقویٰ والوں کے ساتھ نہ رہو گے گناہ چھوڑنے کی ہمّت نہیں پاؤ گے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں فرمائی ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو تاکہ تقویٰ والے ہو جاؤ۔ عبادت سے ولی اللہ نہیں ہو سکتے جب تک تقویٰ نہ ہو۔ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ جب تک متقی نہیں بنو گے ہم تم کو ولی نہیں بنائیں گے لاکھوں حج کرلو لیکن جب تک گناہ نہیں چھوڑو گے ہمارے ولی نہیں ہو سکتے ہماری ولایت حج عمرہ اور تسبیحات سے نہیں تقویٰ سے ملے گی اور تقویٰ ملے گا اہل تقویٰ کی

صحبت سے۔

اہل اللہ کے پاس کتنا رہے؟

لیکن کتنا رہے اللہ والوں کے پاس روح المعانی میں لکھا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر ہیں خالطوھم لتکونوا مثلھم اتنے دن رہو اللہ والوں کے پاس کہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ۔ دیکھئے نمک کی کان میں ایک گدھا گر گیا کچھ دن بعد وہ نمک بن گیا، صحبت کا اثر ہوا یا نہیں؟ تو اگر ہم نالائق بھی ہیں، انسانیت کے لحاظ سے پست ہیں لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ تفسیر روح المعانی کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ کسی اللہ والے کے پاس کچھ دن رہ لوگے تو ہمارا نالائق نفس لائق ہی نہیں ولی اللہ بھی ہو جائے گا۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا لہٰذا بغیر معیت صادقین کے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

ایک شرط

مگر ایک شرط ہے۔ گدھا نمک کب بنتا ہے؟ جب تک سانس لیتا رہتا ہے اس وقت تک نمک نہیں بنتا، گدھے کا گدھا ہی رہتا ہے۔ جب مر جاتا ہے تب بنتا ہے ایسے ہی نفس کو جب مٹا دو گے تب ولی اللہ بنو گے۔ جب تک ہم نفس کو زندہ رکھیں گے نالائق ہی رہیں گے۔ گدھا سانس لیتا رہے اور نہ مرے تو نمک نہیں بنے گا۔ مگر مٹانا بھی اللہ والوں کی صحبت میں رہنے ہی سے نصیب ہو گا۔

شیخ مضبوط ہو

مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ چائے میں چینی خود مٹتی ہے یا مٹانا پڑتا ہے؟ مٹانا پڑتا ہے۔ اچھا مرغی کے پر سے مٹاؤ تو مٹ جائے گی؟ نہیں! اور موم بتی سے

مٹاؤ گے تو موم بتی خود گھل جائے گی۔ لہٰذا مٹانے والا شیخ تگڑا ہونا چاہیے قوی النسبت ہو، صاحب نسبت ہو۔ لوہے کا چمچہ ہو جو کھڑ کھڑ کر کے گھول دے۔ شیخ کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کرنی چاہیے جب چینی گھل جاتی ہے پھر پینے میں مزہ آتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی جب نفس مٹ جاتا ہے تب اللہ کی محبت کا مزہ آتا ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ

بڑے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے مولوی حضرات، اے علماء حضرات مدرسوں سے نکل کر فوراً مسجد کے منبر پر مت بیٹھو۔ کچھ دن اللہ والوں کی صحبت میں رہ لو۔ اخلاص، احسان حاصل کر لو پھر ان شاء اللہ تمہارا منبر ہوگا جب دردِ دل عطا ہو جائے گا تو منبر تمہارا ہوگا۔ اشکبار آنکھوں سے تڑپتے ہوئے دل سے تمہارا بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ زلزلہ پیدا ہو جائے گا، تڑپو گے اور تڑپاؤ گے لیکن اگر دردِ دل نہ ہوگا تو باتوں میں بھی اثر نہ ہوگا ؎

نہیں جب چوٹ ہی کھائی تو زخمِ دل دکھاؤں کیا
نہیں جب کیف و مستی دل میں تو پھر گنگناؤں کیا

اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر چین نہیں۔

غم پروف دل

آپ کہیں گے کہ اگر ایک شخص غم و پریشانی میں مبتلا ہے تو اللہ کی یاد سے کیسے چین نصیب ہوگا؟ میں یہی عرض کرتا ہوں کہ اہلِ مغرب، اہلِ یورپ سوئٹزرلینڈ وغیرہ اگر واٹر پروف گھڑی بنا سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دل کو غم پروف رکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں غم ہوں گے لیکن دل میں غم نہیں گھسے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں لیکن

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ان کے غم کو بھی لذیذ کر دیتا ہے جیسے شامی کباب مرچے والا کھا کر رو رہا ہے یا نہیں ؟ لیکن ذرا اس سے پوچھو کہ بھائی آپ شامی کباب کھاتے وقت کیوں رو رہے ہیں ؟ اگر آپ کو تکلیف ہے تو یہ کباب ہم کو دے دیجئے تو وہ کیا کہے گا ارے بے وقوف یہ آنسو مزے کے ہیں تکلیف کے نہیں ہیں تو اللہ والا روتا ہوا بھی نظر آئے تو تسلیم و رضا کی لذت سے اس سے پوچھو کہ اس کے قلب کا کیا عالم ہے ۔

غم میں چین کیسے ؟

اب آپ کہیں گے کہ غم و پریشانی میں کیسے چین ملے گا ۔ اس پر میرا ایک شعر اس کی تعبیر کرتا ہے ؂

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال

اس سے پہلے میرا ایک اور شعر سُن لیجئے ؂

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غم دو جہاں سے فراغت ملے

اے خُدا اگر تیرے غم کا ایک ذرہ مل جائے تو دونوں جہان کے غم سے ان شاء اللہ نجات مل جائے گی ۔ اللہ کی محبت کے درد کا ایک ذرہ اتنا قیمتی ہے کہ آسمان و زمین سُورج و چاند وزارت عظمٰی کی کرسیاں، بادشاہوں کے تخت و تاج اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتے ۔ اللہ کی محبت کا درد معمولی چیز ہے ؟ اب دوسری مثال سنئے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صدمہ و غم میں خوشی کس طرح حاصل ہو گی اس کی دوسری تعبیر سُنئے ؂

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

چاروں طرف کانٹے ہیں لیکن غنچہ ان کانٹوں کے درمیان کھل جاتا ہے یا نہیں ؟ نسیم صبح آتی ہے اور کلیوں کو کانٹوں کے درمیان کھلا دیتی ہے اور پھول کھل جاتا ہے۔ تو نسیم صبح میں تو یہ اثر ہو اور اللہ کی رحمت کی جو ہوائیں اللہ کے عاشقوں پر برستی ہیں ان میں یہ طاقت نہ ہو کہ غموں میں ان کا دل اللہ خوش رکھے۔

غم کیوں؟ غم اس لیے دیتے ہیں کہ اللہ کو بھول نہ جائیں یا دل میں تکبر نہ پیدا ہو جائے۔ اللہ میاں بھی بیلنس رکھتے ہیں اپنے عاشقوں کا۔ زیادہ تعریف سننے سے بیلنس خطرہ میں پڑتا ہے یا نہیں تو کبھی کچھ غم بھیج دیتے ہیں تاکہ میرے بندے کی عبدیت کا زاویہ قائمہ نوے ڈگری سے ذرا سا ادھر اُدھر نہ ہو، بندگی قائم رہتی ہے ورنہ تکبر آسکتا ہے یا نہیں ؟ یہ تو میری تعبیر تھی۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی تعبیر پیش کرتا ہوں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے خوش رہتا ہے اور جو بندے زمین پر اللہ کو خوش رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر خوش رکھنے کی ضمانت اور کفالت قبول کرتا ہے۔

کیوں صاحب! کوئی بیٹا اپنے ابا کو ہر وقت خوش رکھے ابا اس کو خوش نہیں رکھے گا اپنی طاقت بھر ؟ یہاں ابا کمزور بھی پڑ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طاقت میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی تو جو بندہ اللہ کو خوش رکھے گا تو کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھنے کی ضمانت قبول نہیں کرے گا ؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سُن لو اے اہل دُنیا ؎

گر او خواہد عین غم شادی شود

اگر وہ اللہ چاہے تو غم کی ذات کو خوشی بنا دے۔ ہم لوگ اور یہ سائنس داں تو غم کو ہٹا کر اس کی جگہ خوشی کو لائیں گے لیکن وہ اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ اس غم کی ذات پر رحمت کی نگاہ ڈال دیں اور وہ غم ہی خوشی بن جائے۔ عین بہ معنی ذات۔ یعنی خود غم خوشی بن جائے۔

گر او خواہد عین غم شادی شود
عین بند پائے آزادی شود

جو چیز پیر کی بیڑی معلوم ہو رہی ہے، ہر وقت پریشانی میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہی آزادی بنا دیتا ہے۔

دُنیا کے اور اللہ کے غم میں فرق

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو بھائی دنیا کے خوف میں پریشانی ہے، پولیس کے خوف میں پریشانی، سانپ کے خوف میں پریشانی، حاسد سے پریشانی، ظالم ڈاکو سے پریشانی۔ لیکن اللہ کے خوف میں امن ہے، چین ہے اطمینان ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے، خوف کے آتے ہی دل میں چین آتا ہے۔ اللہ سے ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پورے عالم سے بے ڈر کر دیتا ہے

اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

درج در خوفے ہزاراں ایمنی

اللہ کے ڈر میں ہزاروں امن اور چین و سکون پوشیدہ ہے۔

خوف میں امن کیسے؟

لیکن ایک اشکال ہوتا ہے کہ یہ بتاؤ کہ خوف اور امن متضاد ہیں یا نہیں ؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھے اعتراض کی نظر سے دیکھ رہے ہیں مولانا رومی یہ اعلان کر رہے ہیں کہ خدا سے خوف کرنے اور ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ امن وسکون بھی دیتا ہے۔ سارے عالم سے بے خوف کر دیتا ہے تو خوف و امن میں تضاد ہے یا نہیں اور اجتماع ضدین محال ہے یا نہیں ؟

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس فلسفیانہ اعتراض سے تم ہم کو دیکھ رہے ہو ہم تمہاری آنکھوں میں اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرتے ہیں اس لیے دوسرا مصرعہ سنئے

در سواد چشم چندیں روشنی

تمہاری آنکھ کی سیاہ پتلی میں نور کا خزانہ رکھا ہے۔ روشنی اور سیاہی میں تضاد ہے یا نہیں ؟ تو جب آنکھ کی کالی پتلی میں نور کا خزانہ اللہ نے رکھ دیا تو اللہ تعالےٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ اپنے خوف والوں کو امن وسکون بخش دیں۔

امن کہاں ہے؟

تو میں عرض کر رہا تھا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ دل کا چین اللہ کے ذکر میں ہے اور کہیں بھی نہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ اس وقت مسجد کے اندر مسافر ہوں آپ سے مخاطب ہوں اور قسم کھا کر آپ سے کہتا ہوں کہ واللہ چین اور سکون نہ قالینوں میں ہے نہ ایرکنڈیشنوں میں ہے نہ بریانیوں میں ہے نہ پونڈ کی گڈیوں میں ہے، نہ وزارت عظمیٰ کی کرسیوں میں ہے نہ سلاطین کے تخت وتاج میں ہے اگر چین ہے تو اللہ کے نام میں ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تخت سلیماں تھا

اور میں نے ایرکنڈیشنوں میں خودکشی کرتے ہوئے پایا ہے۔ کروڑوں روپیہ والوں کو خودکشی کرتے ہوئے پایا ہے لیکن کسی اللہ کے ولی سے آج تک خودکشی ثابت نہیں۔ یہ دلیل کیا معمولی ہے؟ اللہ کی رحمت کا سایہ اللہ والوں پر رہتا ہے کچھ بھی ہو ان کا دل غم پروف رہتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کو اپنی تعبیر میں فرماتے ہیں ؎

آں یکے در کنج مسجد مست و شاد
واں یکے در باغ ترش و نامُراد

ایک شخص مسجد کی ٹوٹی چٹائی پر اللہ اللہ کر رہا ہے اور مست و خوش ہو رہا ہے اور دوسرا شخص باغ میں ہے پھولوں میں ہے مگر رو رہا ہے۔ پھولوں میں اس کے دل میں کانٹے گھسے ہوئے ہیں۔ اللہ چاہے تو پھولوں میں رُلا سکتا ہے اور کانٹوں میں ہنسا سکتا ہے۔ تو دوستو دُنیا میں کہیں چین نہیں۔ اگر چین ہے تو اللہ کو راضی کرنے میں ہے مگر ذکر سے مُراد دونوں ذکر ہیں۔ اللہ کو راضی بھی رکھیے اور اس کی ناراضگی سے بھی بچیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اتنی مزے دار زندگی گذرے گی کہ سلاطین کو اس کا تصور بھی نہ ہو سکے گا۔

(دوران بیان حضرت والا نے وقت پوچھا عرض کیا گیا کافی وقت باقی ہے اس پر فرمایا کہ جب وقت ہو جائے تو ہمیں بتا دینا اس لیے کہ تقریر کے وقت میں کیا بتاؤں اللہ تعالیٰ کی کیا رحمت برستی ہے جس دردِ محبت کو میں پیش کرتا

ہوں مجھے کچھ ہوش نہیں رہتا کہ میں کہاں ہوں)

ترے جلووں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھدی
زبان بے نگہ رکھدی نگاہ بے زباں رکھدی

تو اللہ تعالےٰ کے نام میں کیا لذت ہے ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم بے وقوف ہو مٹھائی کی دُکان پر کھڑے ہُوئے بھیک منگے بنے ہو۔ ارے جاؤ تسبیح اُٹھاؤ ۔ اللہ کا نام لو ۔ جو شکر پیدا کر سکتا ہے اس کی مٹھاس کا کیا عالم ہو گا۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل یہ چینی اور شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے

اے دل ایں قمر خوشتر یا آں کہ قمر سازد

اے دل یہ چاند جیسے چہرے زیادہ حسین ہیں یا جو چاند بنانے والا ہے لیلیٰ کو نمک دینے والا ہے جس سے مجنوں پاگل ہوا ۔ جو تمام دنیا کی لیلاؤں کو نمک دیتا ہے آہ ذرا الفاظ سنئے غور سے ۔ وہ خالق نمکیات لیلائے کائنات جس کے دل میں آتا ہے وہ مولائے کائنات جب کسی کے دل میں آتا ہے تو ساری لیلائے کائنات سے بے نیاز کر دیتا ہے چاند اور سُورج کی روشنی اس کو پھیکی معلوم ہوتی ہے کیونکہ چاند و سورج اپنی روشنی میں اللہ تعالےٰ کے نور کے محتاج ہیں جس نے انہیں نور دیا ہے وہ اللہ تعالےٰ خود جس کے دل میں آئیں اس کے نور کا کیا عالم ہو گا ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو ۔ فرماتے ہیں ؎

گر تو ماہ و مہر را گوئی خفا
گر تو قد سرو را گوئی دوتا

گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو چرخ و عرش را گوئی حقیر

اے خدا اگر چاند و سورج کو آپ فرمادیں کہ تم بے نور ہو، تمہاری روشنی ہیچ ہے کچھ نہیں ہے تمہاری حقیقت۔ اور اگر سرو کے درخت کو آپ فرما دیں کہ تم ٹیڑھے ہو اگر سونے اور چاندی کے خزانوں کو اور سمندر کے صدف اور موتیوں کو آپ فرما دیں کہ تم فقیر ہو محتاج ہو بھیک منگے ہو تمہاری کوئی حقیقت نہیں اور اگر عرش اعظم اور آسمانوں کو آپ فرمادیں کہ تم حقیر ہو تو ؎

ایں بہ نسبت باکمال تو رواست

آپ کے کمال وعظمت کے مقابلہ میں سب آپ کو روا ہے آپ کے لیے سب زیبا ہے کہ آپ سورج و چاند کو بے نور کہہ دیں اور عرش اعظم اور آسمانوں کو حقیر فرمادیں ؎

ایں بہ نسبت باکمال تو رواست
ملک و اقبال و غنا ہا مر تو راست

کیونکہ سلطنت و عزت آپ کے لیے ہے العظمة لله ساری عظمت اللہ کے لیے ہے۔

اللہ کے نام کی عظمت

دوستو! حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں اور مست ہوتا ہوں تو دو سلطنت کاؤس اور کے کی ایک جو کے بدلہ میں خرید نے کے لیے تیار نہیں ہوں یہ ہیں ہمارے اسلاف یہ ہیں ہمارے باپ دادا ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد

بیک جو مملکت کاؤس وکے را

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے نام کی لذت مجھے ملتی ہے تو کاؤس وکے کی سلطنت کو ایک جو کے بدلے میں نہیں خریدتا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بوئے آں دلبر چو پراں می شود

ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

جب عرش اعظم سے اللہ کے نام کی لذت اڑکر زمین پر آتی ہے تو ساری زبانیں حیران ہو جاتی ہیں کہ میں اس کی تعبیر نہیں کر سکتا۔ بس آج کا یہ مضمون پورا ہوا۔

اب دوسری آیت کریمہ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ کی تفسیر بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔

دو مبارک انسان

دوستو! اس دنیا میں جس نے اللہ کو نہیں پایا اس نے کچھ نہیں پایا، جب جنازہ اٹھے گا تو ساتھ میں کیا جائے گا کتنی دولت کتنا سونا کتنی چاندی کتنی موٹر کار، کتنے موبائل فون لے جاؤ گے کیا ساتھ جاتے گا قبر میں؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دنیا کے انسانوں میں دو آدمیوں کو مبارک باد پیش کی ہے فرماتے ہیں ؎

اے خوشا چشمے کہ آں گریان اوست

مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اللہ کو یاد کر کے رو رہی ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ کو یاد کر کے روتے ہیں۔ آہ! دیکھو اللہ والوں کو کہ کیسے لوگوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

اے ہمایوں دل کہ آن بریان اوست

بہت مبارک دل ہے وہ جو اللہ کی یاد میں رو رہا ہے اور جل رہا ہے۔

دار العلوم کیا ہے؟

مولانا شاہ محمد احمد صاحب اعظم گڈھ تشریف لے گئے حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی مصنف عبد الرزاق کے مرتب ومحشی بڑے درجہ کے محدث ہیں جن کا عربوں میں غلغلہ ہے ان کے دار العلوم میں جب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو فرمایا ؂

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے

جس دار العلوم میں اللہ کی محبت میں تڑپایا نہ جاتا ہو اور اللہ کی محبت نہ سکھائی جاتی ہو وہ کیا دار العلوم ہے، وہ بس الفاظ ہیں۔ عشق ومحبت ہونا ضروری ہے اگر کسی جہاز میں اسٹیم نہ ہو تو وہ جہاز اُڑے گا؟ محبت کی اسٹیم ہی ہے جو انسان کو اڑا لے جاتی ہے اور ایک شیخ بھی ہونا ضروری ہے۔

ولی اللہ کیسے بنیں؟

بمبئی میں ایک شخص نے پوچھا کہ ولی اللہ بننے کا نسخہ بتایئے میں نے کہا ابھی ائیر پورٹ پر بتاتا ہوں یہ ہوائی جہاز زمین سے بنتا ہے یا آسمان سے آتا ہے؟ سارا میٹیریل زمین کا ہوتا ہے۔ لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ سب زمین کا ہے مگر یہ زمین سے ٹیک آف (Take Off) کیسے کر لیتا ہے۔ ایک اسٹیم دوسرا پائلٹ آگے بیٹھا ہوتا ہے اور تیسری ایک اور وجہ ہے کہ اس کی اسٹیم میں کوئی ہتھوڑا نہ مار دے۔ یعنی اسٹیم نہ نکلے بس یہ تین کام کر لو دنیا میں رہتے ہوتے بھی ولی اللہ بن جاؤ گے جس پر میرا ایک

ایک اُردو میں شعر ہے ؎

دُنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخُدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

ہم لوگ بھی زمین کے ہیں۔ تین کام کرلیں۔ ایک اللہ کی محبت کی اسٹیم ہو' دوسرے کوئی اللہ والا اپنا راہنما ہو، مشیر و رہبر ہو، تیسرے ہماری اسٹیم محبت میں کوئی ہتھوڑا نہ مارا جائے۔ مثلاً آنکھ سے بدنظری کرلی۔ تو یہاں سے اسٹیم نکال دی، کان سے گانا سُن لیا تو اسٹیم نکل گئی۔ یہ پانچ ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں (کان، آنکھ، ناک، زبان اور ہاتھ پیر کی) اسٹیم بھری ہو اور ٹونٹیاں بھی بند ہوں تو جہاز چل پڑے گا۔

گناہ سے حفاظت ضروری ہے

جدہ سے مکہ مکرمہ میرے مُرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ائرکنڈیشنڈ کار سے چلے لیکن اندر گرمی تھی۔ کار چلانے والے میرے پیر بھائی حاجی انوار الحق صاحب تھے۔ انھوں نے کہا حضرت کسی طرف کھڑکی کا شیشہ کھلا ہوا ہے تو میری طرف کا شیشہ ہی کھُلا ہُوا تھا۔ بس جلدی سے شیشہ بند کیا اور ٹھنڈک ہوگئی۔ شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ شیشہ کھلا ہوا تھا تو ائرکنڈیشن کام نہیں کررہا تھا۔ کار گرم تھی اسی طرح بعض لوگ دل میں اللہ کے ذکر کا ائرکنڈیشن چلاتے ہیں مگر آنکھوں اور کانوں کے شیشوں کی حفاظت نہیں کرتے، حواس خمسہ گناہ سے محفوظ نہیں رکھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ائرکنڈیشن کی ساری کیفیت اِدھر اُدھر تقسیم ہوجاتی ہے اور دل میں ذکر اللہ کی ٹھنڈک نہیں آتی۔

اللہ کی محبت کا پٹرول

ایک اور بات سنئے۔ جدہ سے ٹینکر آیا بیس ہزار گیلن پٹرول اس پر لدا ہوا تھا اس نے پانچ گیلن پٹرول ڈلوایا۔ حضرت والا نے انوار الحق صاحب سے فرمایا کہ اس پر تو ہزاروں گیلن پٹرول لدا ہوا ہے یہ پٹرول کیوں خرید رہا ہے؟ انوار الحق صاحب نے عرض کیا کہ اس کی پیٹھ پر ہے مگر انجن میں نہیں ہے۔ اس پر حضرت والا نے مسکرا کر فرمایا کہ جو علماء ظاہر پیٹھ پر علم لادے ہوں گے اور دل میں اللہ کی محبت اور خشیت کا پٹرول نہیں ہو گا تو سمجھ لو ان کا علم پیٹھ پر تو لدا رہے گا مگر نہ خود اس سے فائدہ اُٹھائیں گے نہ امت کو فائدہ پہنچے گا۔ بتاؤ شیخ کے علوم کیسے ہیں!

صحبتِ شیخ کی ضرورت

تو اللہ والوں کی صحبت سے دل میں محبت اور خشیت پیدا ہوتی ہے صحبت اگر ضروری نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں فرماتے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ کہ آپ صبر کر کے صحابہ میں بیٹھئے اور اپنی صحبت کے شرف سے ان کا تزکیہ فرمائیے۔

مقاصدِ نبوّت

تزکیہ مقاصد بعثت نبوت میں سے ایک مقصد ہے مدارس و مکاتب کا قیام يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ سے ثابت ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ سے دار العلوم کا قیام ثابت ہے وَيُزَكِّيْهِمْ نفس کا تزکیہ یہ خانقاہوں کا قیام ہے مگر خانقاہ اصلی ہو۔ جعلی پیر نہ ہو ورنہ وہ خانقاہ نہیں خواہ مخواہ ہے اور وہ شاہ صاحب نہیں سیاہ صاحب ہیں۔ اللہ والے کے لیے بھی کسی کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اب میں آیت کی تفسیر پیش

کرتا ہوں۔

کچھ کام نہ آئے گا

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آتے گی عربی کا ایک قاعدہ ہے ان النکرۃ اذا وقعت تحت النفی تفید العموم یعنی جب نفی کے بعد نکرہ آئے تو عموم کا فائدہ ہوگا۔ مال ولا بنون دو نکرہ استعمال فرماتے یعنی مال اور اولاد قیامت کے دن کچھ بھی مفید نہ ہوگا جس پر مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر سناتا ہوں ؎

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل قبر میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

ہر شخص کا جنازہ یہ کہتا ہے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

دوسرا جنازہ یہ کہتا ہے ؎

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو
آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

جب تک زندگی ہے بیٹے کی شادی ہے، بیٹی کی شادی ہے۔ فلاں مکان فلاں دکان۔ میں اس کو منع نہیں کر رہا ہوں لیکن بتلا رہا ہوں کہ آنکھ بند ہوئی اور سب کھیل ختم ہو جائے گا۔

کشتی پانی پر

دنیا کی ساری ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے ہم اللہ کی محبت کو سب پر غالب رکھیں دنیا و آخرت کا امتزاج ہو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا کہ دنیا کو ہم کس طرح ساتھ لے کر چلیں جیسے کشتی پانی کے اُوپر رہتی ہے تو کشتی چلتی ہے لیکن اگر پانی کشتی کے اندر گھس جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے۔ اگر دُنیا نیچے رہے اور اللہ کی محبت و آخرت غالب رہے تو بہترین آخرت رہے گی کیونکہ وہ دُنیا آخرت کے کام آئے گی لیکن اگر دنیا کا پانی آخرت کی کشتی میں گھس گیا تو وہی پانی جو کشتی کے چلنے کا ذریعہ تھا کشتی کو ڈبو دے گا۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است
آب اندر زیر کشتی پشتی است

پانی کشتی کے اندر آجائے تو کشتی ہلاک ہو جاتی ہے اور پانی کشتی کے نیچے ہے تو کشتی چلتی رہتی ہے۔

دُنیا مطلق بُری نہیں

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُنیا کو مطلق بری نہ کہو کہتے ہیں کہ دنیا پر لات مارو دُنیا پر لات مارو لیکن اگر تین وقت کھانا نہ ملے تو مارنے کے لیے لات بھی نہ اٹھے گی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا وہ بری ہے جو ہمیں نافرمانی میں مبتلا کر دے وان جعلت الدنیا ذریعۃ الاخرۃ ووسیلۃ لھا فھی نعم المتاع اور اگر دُنیا کو

آخرت کا ذریعہ بنادو تو دنیا بہترین متاع ہے۔

اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مگر جو قلب سلیم اللہ تعالیٰ کے یہاں پیش کرے گا جنت قیامت کے دن بغیر عذاب اسی کو ملے گی۔ بغیر حساب بخشا جائے گا۔ اب قلب سلیم کیسے ہوگا۔ اس کے پانچ راستے علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرماتے اس کو سن کر ہم فیصلہ کرلیں کہ ہمارا قلب سلیم ہے یا نہیں؟

قلب سلیم کے پانچ راستے

(۱) الذی ینفق مالہ فی سبیل البر جو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے۔ چونکہ اسے یقین ہے کہ وہاں ملے گا، خرچ نہیں ہو رہا بلکہ اللہ کے یہاں جمع ہو رہا ہے۔

اولاد کی تربیت

(۲) الذی یرشد بنیہ الی الحق جو اپنی اولاد کو بھی نیک بنائے۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا مانگی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ اے اللہ ہمیں مسلمان بنائیے کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فرماتے ہیں کہ مسلمان تھے اب مزید اسلام میں ترقی ہو، ایمان بڑھ جائے۔ بڑھیا مسلمان بن جائیں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل ہو کیونکہ ایمان کی دو قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِہِمْ ایمان پر ایمان کا اضافہ کیسے ہو۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ایمان موروثی عقلی استدلالی ہے وہ ایمان ذوقی حالی وجدانی میں تبدیل ہو جائے۔ یہ ہے زیادت ایمان۔ آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ معلوم ہوا کہ اولاد کو نیک بنانے کی دعا اور فکر کرنا پیغمبرانہ ذوق ہے تو قلب سلیم یہ ہے کہ اپنی اولاد کی

تربیت کی بھی فکر کرے۔ یہ نہیں کہ ابا تو ہر وقت مسجد میں ہے اللہ اللہ کر رہا ہے بیٹے ٹی وی اور سینما دیکھ رہے ہیں۔ کوئی فکر نہیں۔ انہیں رو کو دو رکعت پڑھ کر بیٹے کو ہاتھ جوڑ کرلے جاؤ، گلاب جامن کھلاؤ، پیسہ دو کہ بیٹا آج تبلیغی جماعت میں چلے چلو۔ ایک چلہ لگا لو۔ یا کوئی اللہ والے بزرگ آئے ہیں یا بزرگوں کے غلام آئے ہیں ان کے پاس لے جاؤ۔ یہ بتاؤ کہ اگر ان کو کوئی بیماری لگ جائے تو بزرگوں کے پاس جھاڑ پھونک کے لیے لے جاتے ہو یا نہیں مگر روحانی بیماری کے لیے اللہ والوں کے پاس لے جانے کی کوئی فکر نہیں ہے کہ خدا کا کچھ خوف پیدا ہوا جائے تو بیماری بھی ختم ہو جاتے۔

غلط عقیدوں سے پاکی

۳ الذی یکون قلبہ خالیا عن العقائد الباطلہ جس کا دل باطل عقیدوں سے پاک ہو۔ ایسا عقیدہ نہ ہو کہ پیروں سے بیٹا وغیرہ مانگنے لگے ؎

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

اور سنت کے خلاف جو پیر چلے اگر وہ ہوا پر اڑتا ہو تو اس کو شیطان سمجھو ؎

ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

اپنا ایک شعر یاد آگیا ہے پیش کیے دیتا ہوں ؎

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

اس سے پہلے ایک اور شعر ہے جو اچانک یاد آگیا سُناتے دیتا ہوں ؎

بہت روئیں گے کر کے یاد اہل مے کدہ مجھ کو
شراب درد دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

یہ بطور جملہ معترضہ کے ہے، یاد آگیا اس کو روک نہیں سکتا۔ جیسے کھاتے کھاتے اچانک مرنڈا یا سیون اپ آجاتے تو کیا اس کو نہیں پیتے؟

اگر کوئی پیر فقیر کرامت دکھادے ہوا پر اڑنے لگے مگر داڑھی نہیں رکھتا نماز نہیں پڑھتا، سنت کے خلاف زندگی ہے، اس کو ولی اللہ سمجھنا جائز نہیں۔ خلافِ شرع امور کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا کفر ہے۔

خواہشات کا غلبہ نہ ہو

(۴) الذی یکون قلبہ خالیا عن غلبۃ الشھوات جس کا دل شہوتوں کے غلبہ سے پاک ہو شہوت تو ہے کہ بیوی کا حق ادا کر سکے ہاں کافور کی گولی بھی نہ کھالے کہ بیوی کے قابل بھی نہ رہے اور اتنا اوورفل شہوت بھی نہ ہو کہ کسی کی تمیز ہی نہ رہے۔ ہر ایک کو تانک جھانک کرنے لگے۔ دل غلبۂ خواہش سے پاک ہو یعنی دل خواہش پر غالب ہو، جہاں حلال ہو وہاں ٹھیک ہے۔ جہاں حرام دیکھا بس اللہ کی پناہ مانگے اور وہاں سے بھاگے۔ خواہشات سے مغلوب نہ ہو۔

غیر اللہ سے دل پاک ہو

(۵) الذی یکون قلبہ خالیا عما سوی اللہ جس کا دل ماسوٰی اللہ سے خالی ہو۔ یعنی بیوی بچوں اور مال و دولت پر اللہ کی محبت غالب آجائے جس کو جگر مراد آبادی آل انڈیا شاعر نے کہا تھا ؎

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

اس کو خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ذکر کے وقت یہ شعر پڑھتے تھے

دل مرا ہو جائے ایک میدان ہُو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور مرے تن میں بجائے آب و گل
درد دل ہو درد دل ہو درد دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
ترے جلووں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی

جو کچھ ہو سارے عالم میں ذرہ ذرہ میں اللہ تعالیٰ نظر آئے۔ اگر اللہ مل جاتے، دل باخدا ہو جائے تو آنکھیں بھی باخدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا دل ہوتا ہے ویسی ہی آنکھ ہوتی ہے ۔ ابوجہل کا دل خراب تھا اس لیے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمیز اور پہچان نہیں ہو سکی۔ اللہ والوں کو بھی پہچاننے کے لیے اللہ تعالیٰ دل میں بینائی اور بصیرت عطا کرتا ہے۔

بس یہ پہلا مضمون ہے۔ لندن کی سرزمین پر اختر کی یہ پہلی گذارشات ہیں معروضات ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ بس اب دُعا کیجئے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اس لیے ہر شخص کو موت سے قبل اپنی فائل یعنی معاملات کو درست کر لینا چاہیے، حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے سوال کیا یا رسول اللہ سب سے زیادہ سمجھ دار آدمی کون ہے؟ فرمایا کہ جو موت کے لیے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہے اور جو موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہو۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ایک مرتبہ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور قبرستان میں پہنچ کر علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر سوچنے لگے کسی نے عرض کیا امیر المومنین آپ اس جنازہ کے ولی تھے آپ ہی علیحدہ بیٹھ گئے، فرمایا ہاں مجھے ایک قبر نے آواز دی اور مجھ سے یوں کہا کہ اے عمر بن عبد العزیز تو مجھ سے یہ نہیں پوچھتا کہ میں ان آنے والوں کے ساتھ کیا کیا کرتی ہوں؟ میں نے کہا ضرور بتا۔ اس نے کہا کہ ان کے کفن پھاڑ دیتی ہوں بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں خون سارا چوس لیتی ہوں گوشت سارا کھا لیتی ہوں اور بتاؤں کہ آدمی کے جوڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں، مونڈھوں کو بانہوں سے جدا کر دیتی ہوں اور بانہوں کو پہنچوں سے جدا کر دیتی ہوں، اور سرینوں کو بدن سے جدا کر دیتی ہوں اور سرینوں سے رانوں کو جدا کر دیتی ہوں اور رانوں کو گھٹنوں سے اور گھٹنوں کو پنڈلیوں سے پنڈلیوں کو پاؤں سے جدا کر دیتی ہوں۔ یہ فرما کر عمر بن عبد العزیز رونے لگے اور فرمایا دنیا کا قیام بہت ہی تھوڑا ہے اور اس کا دھوکہ بہت زیادہ ہے اس میں جو عزیز ہے وہ آخرت میں ذلیل ہے اس میں جو دولت والا ہے وہ آخرت میں فقیر ہے اس کا جوان بہت جلد بوڑھا ہو جائے گا، اس کا زندہ بہت جلد مر جائے گا اس کا تمہاری طرف متوجہ ہونا تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ کتنی جلدی منہ پھیر لیتی ہے اور بیوقوف وہ ہے جو اس کے دھوکہ میں پھنس جائے۔ کہاں گئے اس کے دلدادہ جنہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کیے، بڑی بڑی نہریں نکالیں بڑے بڑے باغ لگائے اور بہت تھوڑے دن رہ کر سب چھوڑ کر چل دیے وہ اپنی صحت اور تندرستی سے دھوکہ میں پڑے کہ صحت کے بہتر ہونے سے ان میں نشاط پیدا ہوا اور اس سے گناہوں میں مبتلا ہوئے، وہ لوگ خدا کی قسم دنیا میں مال کی کثرت کی وجہ سے قابل رشک تھے باوجودیکہ مال کے کمانے میں ان کو رکاوٹیں

پیش آتی تھیں مگر پھر بھی خوب کماتے تھے ان پر لوگ حسد کرتے تھے لیکن وہ بے فکر مال کو جمع کرتے رہتے تھے اور اس کے جمع کرنے میں ہر قسم کی تکلیف بخوشی برداشت کرتے تھے لیکن اب دیکھو کہ مٹی نے ان بدنوں کا حال کیا کر دیا ہے اور خاک نے ان کے بدنوں کو کیا بنا دیا۔ کیڑوں نے ان کے جوڑوں اور ان کی ہڈیوں کا کیا حال بنا دیا۔ وہ لوگ دنیا میں اونچی اونچی مسہریوں، اور اونچے اونچے فرش اور نرم نرم گدّوں پر نوکروں اور خادموں کے درمیان آرام کرتے تھے، عزیز و اقارب رشتہ دار اور پڑوسی ہر وقت دلداری کو تیار رہتے تھے لیکن اب کیا ہو رہا ہے آواز دے کر ان سے پوچھ کہ کیا گزر رہی ہے ؟ غریب امیر سب ایک میدان میں پڑے ہوتے ہیں ان کے مال دار سے پوچھ کہ اس کے مال نے کیا کام دیا ان کے فقیر سے پوچھ کہ اس کے فقر نے کیا نقصان دیا ان کی زبان کا حال پوچھ جو بہت چہکتی تھی ان کی آنکھوں کو دیکھ کہ دنیا میں وہ ہر طرف دیکھتی تھیں ان کی نرم نرم کھالوں کا حال دریافت کر ان کے خوب صورت اور دلربا چہروں کا حال پوچھ کہ کیا ہوا ان کے نازک بدن کو معلوم کر کہاں گیا اور کیڑوں نے کیا حشر کیا ؟ افسوس صد افسوس اے وہ شخص جو آج مرتے وقت اپنے بھائی کی آنکھ بند کر رہا ہے، اپنے بیٹے، اپنے باپ کی آنکھ بند کر رہا ہے ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے اور کسی کو کفن دے رہا ہے کسی کے جنازے کے ساتھ جا رہا ہے کسی کو قبر کے گڑھے میں ڈال رہا ہے کل کو تجھے یہ سب کچھ پیش آنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے !

یوں تو دُنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دُنیا کی حقیقت کھل گئی

حضرت اقدس مولٰنا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

گر خدا چاہے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو

عِشق کا اے دوستو! ہم سب کا یہ معیار ہو
متبع سُنّت ہو اور بدعت سے بھی بیزار ہو

اتباعِ سُنّتِ نبوی سے دل سرشار ہو
نورِ تقویٰ سے سراپا حاملِ انوار ہو

عاشقِ کامل کی بس ہے یہ علامت کاملہ
جاں فدا کرنے کو ہر دم سر بکف تیار ہو

عشقِ سُنّت کی علامت ہر نفس سے ہو عیاں
خواہ وہ رفتار ہو، گفتار ہو، کردار ہو

صحبتِ مُرشد سے نسبت تو عطا ہو گی مگر
اجتنابِ معصیت ہو ذکر کی تکرار ہو

عِشقِ کامل کی علامت یہ سُنا کرتا ہوں مَیں
آشنائے یار ہو بیگانۂ اغیار ہو

ہے یہی مرضی خدا کی ہم مِٹا دیں نفس کو
گرچہ وہ سارے جہاں کا بھی کوئی سردار ہو

اس کی صحبت سے نہیں کچھ فائدہ ہو گا کبھی
بے عمل کوئی محبت کا علمبردار ہو

جب کسی بندہ پہ ہوتا ہے خدا کا فضلِ خاص
دم میں وہ ذُوالنور ہو گا گرچہ وہ ذُوالنّار ہو

عُمر بھر کا تجربہ اختؔر کا ہے یہ دوستو
گر خدا چاہے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو

آہِ تنہائی

کٹ رہی ہے میری تنہائی مرے نغمات سے
لب اگر خاموش ہوں گے چشم تر ہو جائے گی

کر رہا ہوں آہ پیہم گو ابھی ہے نارسا
ایک دن آخر تو ممنونِ اثر ہو جائے گی

درحقیقت میری آہ خام کا ہے یہ قصور
رفتہ رفتہ پختہ ہو کر پردہ در ہو جائے گی

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مناجات

ہماری خشک آنکھوں کو خدایا چشمِ تر کر دے

مرے اشکوں میں شامل خونِ دل خونِ جگر کر دے

ہماری غفلتوں کی نیند کو آہِ سحر کر دے

ہماری سرد آہوں کو تو آہِ گرم تر کر دے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۸

تقویٰ کے انعامات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کُتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲۔ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ــــــــــــــــ تقویٰ کے انعامات

واعظ ــــــ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ــــــــــــ سیّد عشرت جمیل میر

کتابت ــــــــــــــ محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ــــــــ حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

عرضِ مرتب

پیش نظر رسالہ تقویٰ کے انعامات کوئی اصلاحی وعظ نہیں ہے جو کسی مجمع میں بیان کیا گیا ہو بلکہ یہ مرشدنا و مولانا عارف باللہ شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءھم وادام اللہ انوارھم کے ارشادات وملفوظات ہیں جو ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۹۵ء بروز بدھ ساڑھے دس بجے بعد نماز تراویح چند احباب کی آمد پر فرمائے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی مسجد اشرف میں تراویح پڑھنے کے بعد بعض احباب تشریف لاتے ہیں اور حضرت والا دامت برکاتہم حسبِ عادتِ شریفہ تشنگانِ محبت کو اپنے فیضانِ عشق و معرفت سے سیراب فرماتے ہیں ؎

درِ خانہ بند کردن سرِ شیشہ باز کردن

ایسی مجالس عموماً عام مواعظ سے زیادہ نافع ہوتی ہیں کیونکہ ان میں اکثر سالکین طریق کے لیے ایسے علوم و معارف بیان ہو جاتے ہیں جو عام مجالس میں نہیں ہوتے۔

اس مجلس میں دورانِ گفتگو حضرت والا دامت برکاتہم نے قرآن پاک کے حوالوں کے ساتھ بیان فرمایا کہ تقویٰ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو کیا کیا انعامات عطا ہوتے ہیں اور تحصیلِ تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنے اور گناہوں کو چھوڑنے کے لیے کتنی ہمت کرنی چاہیے کیونکہ ارتکابِ گناہ کے ساتھ کوئی ولی اللہ نہیں بن سکتا اور ترکِ گناہ سے دل کو جو غم ہوتا ہے اس غم پر دل کو جو حلاوتِ ایمانی اور تعلق مع اللہ کی ناقابلِ بیان لذت عطا ہوتی ہے اس کو حضرت والا نے ان دلسوز و دلفریب و دلنواز انداز میں بیان فرمایا کہ

یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ یہ ہے تمہارا اللہ۔

علم آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

ترجمہ: علم وہ ہے جو اللہ کا راستہ کھول دے اور راستہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچا دے۔

یوں تو حضرت والا دامت برکاتہم کا ہر بیان آشوب وچرخ و زلزلہ کا حامل، دین کی حقیقت و لذت سے آشنا کرنے والا اور در محبوب حقیقی تک پہنچانے والا ہوتا ہے ؎

درس شاں آشوب وچرخ و زلزلہ
نے زیادات است و باب و سلسلہ

لیکن چونکہ اہل اللہ حق تعالیٰ کی صفت کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کے بھی مظہر ہوتے ہیں لہٰذا اس صفت کی تجلی سے ان کی کیفیات ظاہرہ و باطنہ، ان کی دعوۃ الی اللہ ان کے کلامِ مؤثر کو بھی ہر لحظہ ایک نئی شان نئے عنوان اور نئے انداز عطا ہوتے ہیں جس کو حضرت والا نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے ؎

وہ خمر کہن تو قوی تر ہے لیکن
نئے جام و مینا عطا ہو رہے ہیں

اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

کیف میں تو نے ڈوب کر چھیڑی جو داستانِ عشق
قابو رہا نہ ضبط پر رونے لگا میں داد میں

لہٰذا اس چھوٹی سی مجلس میں تقویٰ کی اہمیت اور قرآن پاک میں موعودہ انعامات اور اجتناب عن المعاصی کے لیے استعمال ہمت کا معیار اصلاحِ نفس کے

طریقے اور دیگر مضامینِ عالیہ جس شان سے بیان ہوئے وہ اس حقیقت کا مظہر ہے ؎

یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

مجلس کے اختتام پر جملہ احباب نے اس بیان کے جلد شایع ہونے کی تمنا ظاہر کی اور حضرت والا نے اس کے لیے دُعا بھی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل خاص سے احقر کو توفیق عطا فرمائی اور چار گھنٹہ میں سحری کے وقت تک تین چوتھائی بیان ٹیپ سے نقل کرلیا گیا جو الحمد للہ اگلے دن مکمل ہوگیا اور دوسرے دن مرتب کرکے کمپوزنگ[1] کے لیے دے دیا گیا اور آج مؤرخہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۹۵ء بروز اتوار حضرت والا کی اجازت سے اشاعت کے لیے دیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حق تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائیں اور حضرت والا کے سائے کو طویل عمر تک مع صحت و عافیت ہمارے سروں پر برقرار رکھیں اور قیامت تک حضرت والا کا فیض دائم و قائم رہے اور جامع و مرتب و جملہ معاونین کے لیے بھی اس وعظ کو صدقۂ جاریہ و ذریعۂ نجات بنائیں

آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

جامع و مرتب

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

یکے از خدام

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

[1] پہلی اور دوسری اشاعت کمپیوٹر کی کمپوزنگ سے ہوئی اس کے بعد اس کی کتابت جناب محمد علی زاہد نے کی۔

تقویٰ کے انعامات

زندگی کا مقصد کیا ہے؟

فرمایا کہ دُنیا میں آنے کا کیا مقصد ہے ؟ خالی امپورٹ ایکسپورٹ کہ خوب کھاؤ اور لٹیرین میں ایکسپورٹ کر دو ؟ اگر یہ مقصد ہے تو ہاتھی ہم سے زیادہ کامیاب ہے کیونکہ اس کا امپورٹ بھی زیادہ ہے ایکسپورٹ بھی زیادہ ہے حالانکہ انسان اشرف المخلوقات ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی سے پوچھو کہ آپ نے ہمیں کیوں دنیا میں بھیجا ہے ؟ خالق حیات سے پوچھو کہ ہماری زندگی کا کیا مقصد ہے؟ اور خالقِ حیات فرما رہے ہیں کہ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا میں نے تم کو موت اور زندگی دی ہے۔

موت کی حیات پر وجہ تقدیم

اور موت کو مقدم کر رہا ہوں اس لیے کہ جس زندگی نے اپنی موت کو سامنے رکھا وہ زندگی کامیاب ہوگئی اس لیے موت کو پہلے بیان کر رہا ہوں خَلَقَ الْمَوْتَ کی تقدیم کی وجہ یہ ہے، قَدَّمَ اللہُ تَعَالٰی مَوْتَ عَبْدِہٖ عَلٰی حَیَاتِہٖ یعنی موت کو مقدم اس لیے کیا کہ جو زندگی اپنی موت کو سامنے رکھے گی کہ اللہ تعالیٰ کو مُنہ دکھانا ہے، اللہ کے پاس جانا ہے تو وہ سانڈ اور جانور کی طرح آزاد نہیں رہے گی یعنی گندے کام نہیں کرے گی اور ڈرے گی اور مقصدِ حیات بتا دیا لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ ہم تم کو دیکھیں کہ تم اچھے عمل کرتے ہو یا خراب عمل کرتے ہو معلوم ہوا کہ دنیا میں آنے

کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

الہامِ فجور و تقویٰ کی حکمت

اور فرماتے ہیں کہ تمہارے امتحان کے لیے میں نے تمہارے نفس کے اندر دونوں مادّے رکھ دیئے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ہم نے تمہارے نفس میں فجور کا مادّہ بھی رکھ دیا کہ تم گناہ کرسکتے ہو، خوب تقاضا ہوگا اور تقویٰ اور اپنا خوف بھی رکھ دیا۔ لہٰذا جس سائڈ کو چاہو رگڑ کر اس میں تقویت پیدا کردو۔ دیا سلائی میں دو سائڈ ہوتی ہے لیکن جب تک رگڑو گے نہیں جلے گی نہیں لہٰذا ظلم نہیں ہے کہ اللہ میاں نے کیوں ہمارے اندر گناہ کا مادّہ رکھ دیا۔ جیب میں دیا سلائی ہوتی ہے تو کیا جیب کو جلا دیتی ہے؟ رگڑنے سے آگ لگتی ہے۔ اسی طرح نفس میں ایک طرف فجور ہے ایک طرف تقویٰ ہے، اگر حسینوں سے نمکینوں سے عورتوں سے لڑکوں سے میل جول کرو گے تو نافرمانی کے مادّہ میں رگڑ لگ جاتے گی اور گناہ کی آگ بھڑک جائے گی اور اگر تم اللہ والوں کے پاس رہو گے تو فرماں برداری کے مادّہ میں رگڑ لگ جائے گی اور تقویٰ کا نور روشن ہوجائے گا۔

تقدیم الفجور علی التقویٰ کا راز

کئی برس پہلے ایک بڑے عالم کے ساتھ میرا سفر ہورہا تھا مولانا نے ریل میں فجر کی نماز میں یہی سورۃ پڑھائی۔ نماز کے بعد میں نے ان سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فجور کو کیوں مقدم فرمایا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ نافرمانی کو اللہ نے کیوں مقدم کیا گندی چیز کو کیوں مقدم کیا، فجور اور نافرمانی تو خراب چیز ہے جب کہ مقدم تو اچھی چیز ہونی چاہیے۔ مولانا نے فرمایا کہ بھائی تم ہی بتاؤ۔ میں نے کہا دیکھیے موقوف

علیہ پہلے ملتا ہے، بخاری بعد میں ملتی ہے یعنی دورہ بعد میں ہوتا ہے۔ چونکہ فجور اور نافرمانی کا مادّہ اگر اللہ نہ رکھتا تو تقویٰ کا وجود بھی نہ ہوتا۔

تقویٰ کی تعریف

کیونکہ تقویٰ کے معنی ہی یہ ہیں کہ نافرمانی کا تقاضا ہو اور پھر اس کو روکے اور اس کا غم اُٹھائے۔ اس غم سے پھر تقویٰ کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر مادّہ فجور نہ ہوتا تو کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی جو نفس کی بری خواہش کو روکتا ہے وہ متقی اور جنتی ہوتا ہے تو جب ھویٰ کو روکنا ہے تو ھویٰ کا وجود ضروری ہوا ورنہ اگر ہم کہہ دیں کہ ہمارے ہاتھ میں جو چشمہ ہے اس کو دیکھنا مت اور ہاتھ میں چشمہ نہ ہو تو کلام لغو ہو گیا اور اگر چشمہ ہے تو اب کلام صحیح ہوا۔ معلوم ہُوا کہ ہر نہی اپنے منہی عنہ کے وجود کی متقاضی ہے اگر منہی عنہ نہیں ہے تو نہی لغو ہے اور اللہ کا کلام پاک ہے لہٰذا مادّہ ھویٰ کا ہونا لازم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی جو ہمارے خاص بندے ہیں وہ بُری خواہشات کو روکتے ہیں اور روکنے کا غم اُٹھاتے ہیں کیونکہ نفس کا مزاج یہی ہے، اسکی غذا گناہ ہے

نفس دشمن کے تڑپنے سے خوش ہو جایئے

جب اس کو اپنی غذا نہیں ملتی تو تڑپتا ہے لیکن دشمن کے تڑپنے سے آپ کی روح کو خوش ہونا چاہیے کیوں صاحب! اگر آپ کا دشمن تڑپتا ہے جلتا ہے غم اٹھاتا ہے تو آپ کہتے ہیں بہت اچھا ہے اور مرو مُوْتُوا بِغَيْظِكُمْ۔ لہٰذا جب عورتوں اور لڑکوں سے نظر بچانے سے نفس کو غم پہنچے تو آپ خوش ہو جایئے کہ دشمن کو غم پہنچ رہا ہے اور اس

کی وجہ سے تقویٰ پیدا ہو رہا ہے۔ اگر نافرمانی کا یہ مادّہ نہ ہوتا تو کوئی شخص متقی نہیں ہو سکتا تھا۔

فرشتے معصوم ہیں متقی نہیں

اس لیے جبرئیل علیہ السلام کو متقی کہنا جائز نہیں معصوم کہنا چاہیے فرشتوں کو ہم معصوم کہتے ہیں متقی نہیں کہہ سکتے کیونکہ متقی وہ ہے جس کو گناہ کا تقاضا ہو، اس کو روکے اس کا غم اُٹھائے۔ تقویٰ کا نام ہے کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْھَوٰی کا یعنی نفس کو اس کی بُری خواہش سے روکنا اور فرشتوں میں بُری خواہش ہے نہیں لہٰذا فرشتوں کو معصوم کہنا تو جائز ہے لیکن متقی کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ پوری دُنیا میں حسن میں اوّل آنے والی لڑکی کو اگر جبرئیل علیہ السلام کی گود میں بھی رکھ دو تو انہیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ لوہے کا کھمبا ہے، یا ڈنڈا ہے یا لکڑی ہے یا پتھر ہے یا کوئی لڑکی ہے ان کو کوئی بُرا تقاضا ہی نہیں ہوگا۔

فرشتوں کے بجائے انسان کو شرفِ نبوت عطا ہونے کا سبب

فرشتے جانتے ہی نہیں کہ گناہ کیا چیز ہے؟ ان کے اندر صلاحیت ہی نہیں کہ وہ اس کو سمجھ لیں اسی لیے پیغمبر انسان بھیجا جاتا ہے تاکہ اُمّت کے تمام تقاضا ہائے بشریت کو سمجھ سکے۔ فرشتے چونکہ تقاضائے بشریت کے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اس لیے اصلاحِ نفوسِ بشریہ کے قابل نہیں ہوتے، انکو نبی نہیں بنایا جاتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لیے بھیجا ہے کہ تمہارے نفس میں تقاضے ہوں، تم ان کو روکو اور غم اٹھاؤ تاکہ میدانِ محشر میں پیش کرسکو کہ ہم نے آپ کے لیے بڑے غم

اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں کہ کیا لائے ہو تو کہہ سکو کہ اے اللہ گناہ کے بڑے تقاضے تھے، پریشان کرتے تھے لیکن آپ کو خوش کرنے کے لیے ہم نے آپ کے راستہ میں بڑے غم اٹھائے ہیں۔ داغِ دل پیش کرو ؎

میں نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

مولوی کوئی ہیجڑا مخنث نہیں ہوتا وہ تقویٰ کی برکت سے بہت طاقت ور ہوتا ہے لیکن اللہ کے لیے صبر کرتا ہے ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا مجھ کو

اللہ کا سچا عاشق کون ہے؟

میں کہتا ہوں کہ اصلی سالک اور اللہ کا سچا عاشق وہی ہے جو اللہ کے راستہ کا غم اٹھانا جانتا ہو اور غم اُٹھانے کی ہمت رکھتا ہو۔ خالی نفل پڑھ لینا، نفلی حج عمرہ کر لینا یہ کمال نہیں ہے کمال یہ ہے کہ زبردست نمکین شکل سامنے آجائے اور نظر اُٹھا کر نہ دیکھے اور غم اٹھالے چاہے کلیجہ منہ کو آجائے۔ اگر کلیجہ منہ کو آنے کی مشق ہو جائے اور حسینوں سے نظر بچانے کی توفیق ہو جائے تو ان شاء اللہ اس کو نسبتِ صحابہ نصیب ہوگی۔ ابھی اس کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ کیوں کہ علماء موجود ہیں اس لیے قرآن پاک سے دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو میں نے ایمان کا یہ اعلیٰ مقام کس راستہ سے دیا ہے؟ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (احزاب:۱۰) وہ ایسے سخت حالات سے گذارے گئے کہ کلیجے مُنہ کو آگئے گویا کہ ان کے دل اکھڑ کر حلق میں آگئے جہاد میں کیا ہوتا ہے اور ہم نے ان کو بڑے بڑے زلزلے اور جھٹکے دیئے ہیں۔

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا وہ سخت زلزلہ میں ڈالے گئے۔ پس آج بھی جو شخص گناہ سے بچنے میں ہر قسم کا زلزلہ برداشت کرے گا اور کلیجہ اکھڑ کے اس کے منہ میں آجائے پھر بھی کسی نامحرم کو نہیں دیکھے گا، ہر قسم کا غم تقویٰ کے راستہ میں اٹھالے گا اور اللہ کو راضی رکھے گا، اپنے نفس کو ناخوش رکھے گا تو کیا ہوگا ؟ ان شاء اللہ اس کو نسبتِ صحابہ حاصل ہوگی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ شارح ابوداود مصنف بذل المجہود کے بارے میں ہمیشہ فرماتے تھے کہ ہمارے خلیل کو اللہ تعالیٰ نے نسبتِ صحابہ عطا فرمائی ہے اور یہ بات میرے شیخ نے سنائی کیونکہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطہ سے مولانا گنگوہی کے شاگرد ہیں۔ مولانا گنگوہی اور میرے شیخ میں ایک واسطہ تھا یعنی مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا گنگوہی کے شاگرد تھے اور میرے شیخ مولانا ماجد علی صاحب کے شاگرد تھے بخاری شریف میں۔ تو یہ بات مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے بارے میں حضرت گنگوہی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خلیل کو اللہ تعالیٰ نے نسبتِ صحابہ عطا فرمائی ہے اور ان ہی مولانا خلیل احمد صاحب کے خلیفہ مولانا الیاس صاحب بانیٔ تبلیغی جماعت ہیں۔

تقویٰ کے انعامات

اب سوال یہ ہے کہ ہم سے جب اللہ میاں نے مطالبہ فرمالیا کہ گناہ چھوڑ دو اور آج کل حکومتیں کہتی ہیں کہ کچھ دو اور کچھ لو کی بنیاد پر کام چلاؤ تو اللہ تعالیٰ نے ہم سے گناہ چھڑوا کر ہم کو کیا دیا لہٰذا تقویٰ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھئے :

پہلا انعام - ہر کام میں آسانی

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم تقویٰ سے رہو گے تو ہم تمہارے

سب کام آسان کردیں گے۔ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا○
ہم اپنے حکم سے اس کے سب کام آسان کردیں گے۔ کیوں صاحب! یہ نعمت نہیں ہے
کہ انسان کے سب کام آسان ہوجائیں؟

ارتکابِ گناہ خود ایک مشکل ہے

گناہ سے ہمارے کام آسان ہوتے ہیں یا مشکل؟ (حاضرین نے
عرض کیا کہ مشکل۔ جامع) خود گناہ مشکل ہے۔ خود گناہ اتنا مشکل ہے کہ انسان اس کے
لیے کتنی تدبیریں کرتا ہے؟ چھپاتا ہے وَکَرِھۡتَ اَنۡ یَّطَّلِعَ عَلَیۡہِ النَّاسُ ہر وقت
ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں لوگوں کو خبر نہ ہوجائے اور صحت بھی خراب ہوجاتی ہے۔ ہر گناہ سے
صحت کو نقصان پہنچتا ہے، دل کمزور ہوجاتا ہے کیونکہ مخلوق کا خوف ہوتا ہے تاکہ
کوئی جان نہ جائے۔

مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا (تلخ زندگی) کی تفسیر

مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا کی تفسیر یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نافرمانوں کو جو مجھ کو ناخوش کرکے حرام خوشیاں دل
میں امپورٹ کر رہے ہیں میں ان کی زندگی کو تلخ کردیتا ہوں اور ان کی حرام خوشیوں
کے ٹھاٹ میں آگ بھی لگا دیتا ہوں۔ میں واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نافرمان
ظالم ثابت نہیں کرسکتا کہ وہ آرام سے ہے۔ ان کی صورتوں پر لعنتیں برستی ہیں، قلب
پر اتنے عذاب ہوتے ہیں کہ جس کی حد نہیں، تھوڑی دیر کے لیے حرام مزے لے لیتے
ہیں اس کے بعد دل پر عذاب اور بے چینی کے جوتے پڑتے رہتے ہیں حکیم الامت
نے مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا کی تفسیر فرمائی کہ گنہگاروں کی زندگی کس طرح سے تلخ ہوتی ہے؟

(۱) انتقام سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جس کے ساتھ گناہ کر رہا ہوں کہیں اس کے وارثین آکر انتقام نہ لیں۔
(۲) خوف افشائے راز۔ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ میرا یہ راز کہیں آؤٹ نہ ہو جائے، کسی کو پتہ نہ چل جائے۔ حضرت نے یہ تو علمی تفسیر فرمائی ہے اب میں طبی تفسیر کرتا ہوں۔

بدنظری کے طبی نقصانات

ایک بدنظری سے کئی مرض پیدا ہو جاتے ہیں اگرچہ ایک سیکنڈ کی بدنظری ہو۔ دل کو ضعف ہو جاتا ہے۔ فوراً کشمکش شروع ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ ادھر سے کش ہے ادھر دیکھ رہا ہے کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ اس کشمکش سے قلب میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور گندے خیالات سے مثانہ کے غدود متورم ہو جاتے ہیں جس سے اس کو بار بار پیشاب لگتا ہے اور اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہیں، جس سے دماغ کمزور اور نسیان پیدا ہوتا ہے ہر عصیان سببِ نسیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے قوتِ دماغ اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، بھول کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا علم بھی ضایع ہو جاتا ہے اور گردے بھی کمزور ہو جاتے ہیں، سارے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ زلزلہ میں کیا ہوتا ہے۔ جب کہیں زلزلہ آتا ہے تو عمارت کمزور ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو گناہ نفس و شیطان کی طرف سے زلزلہ ہوتا ہے اور جو اپنے کو گناہ سے بچاتے ہیں، اچانک نظر پڑی اور فوراً ہٹا لیا تو بھی دل میں زلزلہ آتا ہے جھٹکا لگتا ہے مگر گناہ کرنے کے زلزلہ پر لعنت برستی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے مزید لات لگتے ہیں۔

قلبِ شکستہ کی تعمیر حلاوتِ ایمانی سے

اور گناہ سے بچنے میں دل پر جو زلزلہ محسوس ہوتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم ہماری نافرمانی سے بچو گے نظر ہٹاؤ گے تو تمہارے دل پر جو زلزلہ آئے گا اس کی تعمیر ہمارے ذمہ ہے۔ حلاوتِ ایمانی کے مٹیریل سے ہم تمہارے دل کی تعمیر کریں گے۔ اگر تم نے نظر کو بچا لیا اور حرام خوشی کو مجھ پر فدا کر دیا، حرام خوشی حاصل نہیں کی اور مجھ کو خوش کر لیا تو تمہارے دل میں جو صدمہ و غم آئے گا اور اس سے جو تمہارا دل شکستہ ہو جائے گا اس کی تعمیر ہمارے ذمہ ہے اور کس چیز سے ہم تعمیر کریں گے، اس کا مادّہ کیا ہو گا؟ دنیا میں جہاں زلزلہ آتا ہے تو اس علاقہ کو حکومت آفت زدہ قرار دیتی ہے، مالگزاری اور ٹیکس معاف کر دیتی ہے۔ ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور اگر دُنیا کی حکومت اعلان کرتی ہے کہ ہم سرکاری بجری اور سیمنٹ سے تمہارے گھروں کی تعمیر کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بندوں کے قلوب کی بجری اور سیمنٹ سے تعمیر نہیں کرتے حلاوتِ ایمانی کے مادّہ اور مٹیریل سے تعمیر کرتے ہیں یعنی بصارت کی حلاوت لے کر ہم ان کی بصیرت کو حلاوت دیتے ہیں اور ایمان کی حلاوت وہ اپنے قلب میں محسوس کر لیتا ہے۔ يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۲۸) یجد کا لفظ ہے یعنی حلاوت ایمانی اس کے قلب میں موجود ہوتی ہے اور وہ واجد ہوتا ہے۔ اس پر میرا ایک شعر سنئے، اس مضمون کو میں نے ایک شعر میں پیش کیا ہے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مُبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

یعنی ہم نے اپنی خواہشات کو جو ویران کیا تو آپ کی تعمیر نصیب ہوئی اس لیے ہم اس ویرانی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ بری خواہشات کو اللہ کی توفیق سے جو ہم نے ویران کیا ہم اپنی اس ویرانیٔ قلب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ نہ دل کی خواہشات ویران ہوتیں نہ اللہ تعالیٰ کی تعمیر نصیب ہوتی۔ کیا مبارک نصیب ہے کہ مالک اور خالق کائنات کے دستِ پاک سے آج قلب کی تعمیر ہو رہی ہے یَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

ترکِ گناہ سے جو قرب عطا ہوتا ہے اس کا کوئی بدل نہیں

تو ایسے شخص کو نسبتِ صحابہ عطا ہوتی ہے، نسبتِ صدیقین ملتی ہے۔ بہت اونچا ایمان و یقین ہوتا ہے ان لوگوں کا جو گناہ سے بچنے کا غم اٹھاتے ہیں، تقویٰ والا غم اُٹھاتے ہیں۔ یہ بات خوب غور سے سن لیجئے کہ چاہے ایک لاکھ نفلیں پڑھ لو ایک لاکھ حج کر لو مگر ایک نظر بچانے میں جو دردِ دل عطا ہوتا ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عبادت حج و عمرہ و تسبیحات و اشراق و اوابین سے تم نے حقِ محبت ادا کیا اور یہ حقِ عظمت ادا کر رہا ہے

گناہ چھوڑنا حقِ عظمتِ الٰہیہ ہے اور اس کی دلیل قرآن سے

گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے۔ اس پر بھی دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اپنے رب کو راضی کرو، جلدی معافی مانگو۔ اس کے بعد آخر میں فرمایا کہ تم کس نالائقی سے گناہ کرتے ہو؟ تمہیں خوف نہیں آتا، میری عظمت کا خیال

نہیں آتا مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا۔ دیکھئے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ سے اس کا کیسا ربط ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ سے اس آیت کا ربط ہے کہ اپنے رب کو راضی کرو اور تم لوگوں نے جب گناہ کیا تو اس وقت تمہیں میری عظمت کا خیال نہیں آیا۔ مَا لَکُمْ کیا ہو گیا تمہیں لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا اللہ کے وقار اور اللہ کی عظمت کا تمہیں احساس نہیں ہوتا کہ کتنے بڑے مالک کو تم ناراض کر رہے ہو۔ یہ دلیل مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی۔ مَیں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ تلاوت کرتے کرتے فوراً اس آیت پر دل میں آیا کہ سُبحان اللہ ہمارے اکابر نے جو فرمایا کہ عبادت اللہ کی محبت کا حق ہے اور گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے

اب بتایئے کہ گناہ اچھی چیز ہے یا خراب چیز؟ (حاضرین نے عرض کیا کہ خراب چیز ہے۔ جامع) تو خراب چیز کو جلد چھوڑنا چاہیئے یا دیر سے؟ (عرض کیا گیا کہ جلد چھوڑنا چاہیے۔ جامع) للہٰذا جب خود اقرار ہے تو گناہوں کو جلدی چھوڑنا چاہیے۔ انعام کیا ملے گا؟

(۱) آپ کے سب کام آسان ہو جائیں گے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ○ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے سب کام آسان کر دیں گے۔

تقویٰ کا دوسرا انعام۔ مصائب سے خروج

(۲) وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا

اس کو اللہ تعالیٰ مصیبت سے جلد نکال دیں گے اس کو مصائب سے مخرج اور ایگزٹ (Exit) جلد ملے گا۔

تیسرا انعام ۔ بے حساب رزق

(۳) وَیَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ۔ اللہ ایسے راستہ سے اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔ تقویٰ بے خسارہ کی تجارت ہے، یہ اللہ تعالےٰ سے تجارت ہے، بے خسارہ کی ہے اور سود بھی نہیں۔ دُنیا میں اگر کسی سے تجارت کرو اور خسارہ کی ضمانت لے لو کہ بھئی نقصان کے ہم ساتھی نہیں ہیں تو سود ہوجائے گا جو حرام ہے لیکن اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ قانون بندوں کے لیے ہے کہ وہ آپس میں ایسی تجارت نہ کریں۔ اگر تم تقویٰ سے ہو تو میں ایسی تجارت کی ضمانت لیتا ہوں کہ ہم تم کو رزق دیں گے اور بے حساب دیں گے اور اس میں سود بھی نہیں ہوگا، تقویٰ میں نفع ہی نفع ہے اس میں کبھی خسارہ نہیں ہے، ہماری طرف سے کبھی وعدہ خلافی نہیں ہوتی۔ اگر وعدہ پورا ہونے میں کبھی تاخیر نظر آئے تو سمجھ لو کہ تم نے کہیں نالائقی کی ہے، تمہارے تقویٰ میں کمی آگئی ہے

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش ورنہ
کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

متّقی آدمی کو کبھی پریشانی نہیں آسکتی۔ جب کبھی پریشانی آئے تو جائزہ لو۔ کہیں آنکھ نے غلطی کی ہوگی، کہیں کان نے، کہیں دل نے گندے خیالات پکائے ہوں گے۔ خیانت عینیہ ہوئی ہو یا خیانت صدریہ۔ بعضے لوگ خیانت عینیہ (نگاہوں کی خیانت، بدنظری) سے توبہ کرلیتے ہیں لیکن دل میں پچھلے گناہوں کے مزے لیتے ہیں۔ یہ خیانت صدریہ ہے (سینہ کی خیانت) دونوں حرام ہیں اور دونوں کا قرآن پاک میں ذکر ہے: یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ لہٰذا نگاہ

چشمی کی حفاظت بھی فرض ہے اور نگاہ قلبی کی حفاظت بھی فرض ہے یعنی دل کی نگاہ کو بھی بچاؤ، گندے خیالات بھی دل میں نہ لاؤ۔

تو آپ نے تقویٰ کے تین انعامات سُنے۔ کیا چھوڑ رہے ہو اور کیا مل رہا ہے خراب اور گندی چیز چھڑا کر کیا کیا نعمتیں دے رہے ہیں ۱۔ سب کام میں آسانی ۲۔ رزق بے حساب ۳۔ سب مصائب سے خروج، مخرج اور ایگزٹ (EXIT) یہاں افریقہ کے لوگ آتے ہوتے ہیں، ان کی مادری زبان انگریزی ہے اس لیے ایگزٹ بول رہا ہوں اور جدہ میں بھی ہر جگہ مخرج (EXIT) ساتھ ساتھ لکھا رہتا ہے۔

چوتھا انعام ۔ نورِ فارق

اور تقویٰ کا چوتھا انعام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ایک نورِ فارق بھی عطا کرتے ہیں، ایک نور عطا کرتے ہیں جس سے بُرائی بھلائی کی تمیز رہتی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا (انفال پ ۹)

پانچواں انعام ۔ نورِ سکینہ

اور پانچواں انعام ہے کہ جو شخص تقویٰ سے رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نورِ سکینہ عطا کرتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَةَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ جس کی وجہ سے وہ ہر وقت باخدا رہتا ہے، ایک لمحہ کو اللہ کو نہیں بھول سکتا، اگر جان بوجھ کر اللہ کو بھلا کر کسی حسین کی طرف رغبت کرنا چاہے تو اس کو اپنی موت نظر آئے گی۔

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

اِنۡ اَرَادَ سُوۡءًا اَوۡ قَصَدَ مَحۡظُوۡرًا عَصَمَهُ اللّٰهُ عَنۡ اِرۡتِکَابِهٖ

صاحبِ نسبت اگر کسی بُرائی کا ارادہ بھی کرلے، کسی گناہ کے ارتکاب کا قصد بھی کر

لے تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرحِ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا ولی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے اور گناہ سے بچالیں گے۔ اس کے دل میں ایسی بے چینی آئے گی اور گناہ میں اس کو ایسی موت نظر آئے گی کہ وہ گناہ اور تقویٰ دونوں کا بیلنس نکالے گا اور کہے گا کہ نہیں بھائی تقویٰ ہی میں فائدہ ہے، اس گناہ میں تو بہت مصیبت نظر آرہی ہے۔

سکینہ آسمان سے نازل ہوتا ہے

تو تقویٰ سے نورِ سکینہ ملتا ہے اور اَنْزَلَ سے نازل کیا کہ اس نور کو زمین سے نہیں پا سکتے یہ پٹرول نہیں ہے جس کو سائنس داں نکال لیں وہ اللہ تعالیٰ جس سے خوش ہوتا ہے اس کے دل پر سکینہ نازل کرتا ہے ویثبت به التوجه الی الحق جس کی وجہ سے وہ ہر وقت باخدا رہتا ہے۔

نورِ سکینہ رکھنے والے قلب کی مثال قطب نما کی سوئی سے

جیسے مقناطیس کی سوئی کہ ذرا سا مقناطیس لگا ہوا ہے جس سے ہر وقت اس کا رُخ شمال کی طرف رہتا ہے۔ اگر مقناطیس کو کھرچ دو تو سوئی کو جس طرف چاہو موڑ دو۔ جب تک وہ مقناطیسی پالش ہے قطب نما کی سوئی شمال کی طرف رہے گی جو مرکز ہے، مخزن ہے سرچشمہ ہے مقناطیس کا۔ ایسے ہی جن کے دل پر اللہ کے نور کی پالش لگ گئی اللہ تعالیٰ کے مرکزِ نور کی طرف ان کا قلب نوے ڈگری ہر وقت رہنے پر مجبور و مضطر ہوگا اگر کوئی حسین اس کو ہٹائے گا تو وہ قلب قطب نما کی سوئی کی طرح تڑپے گا یہاں تک کہ توبہ تلا کر کے پھر اپنا رُخ صحیح نہ کرلے۔

تو سکونِ قلب بہت بڑی نعمت ہے، کسی گنہگار کو سکون نہیں۔

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم

مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا کی تفسیر یہی ہے کہ جو شخص گناہ نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ اس کی زندگی تلخ کر دیتے ہیں ہمیشہ پریشان رہتا ہے فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے یعنی ایسا شخص دواماً پریشان رہتا ہے، کھاتا ہے کوفتہ لیکن دماغ میں کوفت گھسی ہوئی ہے، ہر وقت کوفت و پریشانی ذہنی دباؤ اور ڈپریشن، دل بے چین، گناہ بھی کرتا ہے تو گھبرایا ہوا پریشانی میں، خرابی عادت کی وجہ سے کرتا ہے آخر میں گناہ میں کوئی مزہ بھی نہیں آتا لیکن عادت سے مجبور ہو کر کرتا ہے مگر پریشان بدحواس بے چین رہتا ہے جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

گناہ کی ذرا سی دیر کی لذت ہمیشہ کی ذلت کا سبب ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص ایک دن مخلوق میں رسوا و ذلیل ہو جاتا ہے اور جو عزت حاصل تھی ہمیشہ کے لیے ذلت سے بدل جاتی ہے اور زندگی کا چین ختم ہو جاتا ہے احقر کا شعر ہے ؎

لذتِ عارضی ملی عزتِ دائمی گئی
یہ ہے گناہ کا اثر راحتِ زندگی گئی

تقویٰ کا چھٹا انعام - پُر لطف زندگی

اور دوسری طرف تقویٰ کا انعام کیا ہے:

فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً اگر تم اعمال صالحہ کرو گے تو ہم تم کو ضرور ضرور بالطف زندگی دیں گے۔ اللہ کی فرماں برداری پر اللہ کا وعدہ ہے کہ ہم تم کو بالطف زندگی دیں گے اور لام تاکید بانون ثقیلہ سے فرمایا۔ ہماری نالائقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اہتمام فرمایا کہ ظالم تم نفس کی بدمعاشیوں کے چکر میں ہو لہٰذا ہم یہ آیت لام تاکید بانون ثقیلہ نازل کر رہے ہیں تاکہ تم کو اطمینان ہو جائے کہ واقعی اللہ پُرلطف اور مزے دار زندگی دے گا ورنہ بغیر تاکید کے بھی اللہ تعالیٰ کا کلام انتہائی موکد ہے آہ یہ ہماری نالائقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اتنا اہتمام فرمایا۔

تقویٰ کا ساتواں انعام۔عزت و اکرام

اور ساتواں انعام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کو عزت و اکرام بھی عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے جو خاندان و قبائل بناتے ہیں وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ۔ سید، شیخ، مغل، پٹھان یہ خاندان اور قبیلے جو ہیں ان کا مقصد خالی لِتَعَارَفُوْا ہے، عزت ان میں نہیں ہے، یہ اس لیے ہیں کہ تعارف ہو جائے لیکن آگے کے بعد ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ معزز وہی لوگ ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں۔ ایک سید بدمعاش ہے، شرابی ہے زنا کرتا ہے اور ایک جولاہا ہے جو تقویٰ سے رہتا ہے بتاؤ کون افضل ہے؟ ایک کالے رنگ والا ہے لیکن اللہ کا ولی ہے اور ایک سفید گوری چمڑی والا انگریز ہے چاہے مسلمان بھی ہو لیکن شراب اور زنا نہیں چھوڑتا تو وہ کالا حبشی اللہ کا ولی ہے اس کے پیر دھو کر پی لو۔ چمڑی سے کچھ نہیں ہوتا۔

نہ گوری سے مطلب نہ کالی سے مطلب
پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے

جس کو اللہ پیار کرلے وہی سہاگن ہے، قسمت والا ہے۔ تقویٰ کا یہ ساتواں انعام ہے اکرام۔ دُنیا میں بھی تقویٰ والا معزز رہتا ہے ہر آدمی اس سے دُعا کراتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنے نفس کی اصلاح نہیں کی چاہے وہ صورتاً فرشتے رہے ہوں گناہ میں مبتلا ہو گئے تو جس سے گناہ ہو جاتا ہے کوئی اس سے دُعا کراتا ہے؟ آپس میں گناہ کرنے والے دونوں بغیر سلام ایک دوسرے سے رُخصت ہوتے ہیں یہ بہت اہم بات بتا رہا ہوں۔ اگر کوئی شخص کسی حسین اور معشوق سے گناہ کرلے تو اس وقت دونوں سلام کے بغیر دل میں ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے ہوئے مجرمانہ طور پر الگ ہوتے ہیں کوئی رخصت ہوتے وقت سلام بھی نہیں کرتا، کوئی یہ نہیں کہتا کہ اچھا حضرت دُعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ شیطان شیطان سے دُعا نہیں کراتا۔ دونوں سمجھ گئے کہ ہم دونوں نالائق ہیں۔

اور تقویٰ کی کیا شان ہے؟ اگر کسی نے یک طرفہ اپنے کو گناہ کے لیے پیش کیا اور دوسرا بھاگا تو اس کو سمجھتا ہے کہ ہاں یہ متقی ہے۔ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں عزت دیتا ہے یہاں تک کہ ہندو اور کافر بھی عزت کرتا ہے، کہتا ہے کہ بھائی یہ بڑا پرہیز گار اور سادھو آدمی ہے اور جو حرام نظر ڈالتا ہے اس کو کہتا ہے کہ یہ سادھو نہیں سوادھو ہے یعنی سواد لیتا ہے، حرام لذت لیتا ہے، ہندو بھی ایسے کو گالیاں دیتا ہے۔

تقویٰ کا آٹھواں انعام - اللہ کی ولایت کا تاج

تقویٰ کا آٹھواں

انعام سب سے بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم تقویٰ سے رہو گے تو ہم تمہاری غلامی کے سرپر اپنی دوستی کا تاج رکھ دیں گے یعنی تم کو ولی اللہ بنالیں گے اِنْ اَوْلِیَآءُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اللہ کا ولی بن کر مرنا فائدہ مند ہے یا گنہگار اور فاسق ہو کر مرنا؟ اور متقی ہو کر پھر کچھ دن جیو بھی تاکہ اللہ کی ولایت اور دوستی کا صحیح مزہ دنیا سے لے کر جاؤ اللہ کے یہاں۔ یہ کیا کہ آج ولی اللہ ہوئے اور روح قبض ہوگئی۔ بے شک خاتمہ تو اچھا ہوا لیکن تم نے دُنیا کی زندگی میں اللہ کی دوستی کا مزہ کہاں چکھا۔ ولی ہوتے ہی تمہارا انتقال ہوگیا اور یہ دُعا کرو کہ اللہ ولایت بھی دے نسبتِ صدیقین دے یعنی ولایتِ صدیقیت کا اعلیٰ مقام اور پھر اس میں جینا بھی نصیب فرما، میں جانوں بھی تو کہ آپ کے دوستوں کو کیا کیا ملتا ہے اور کیا مزہ آتا ہے، آپ کا نام لینے میں اور آپ کی محبت میں کیا لطف آتا ہے؟ آپ کی محبت میں جینے کا کیا لطف ہے؟

تقویٰ کا نواں انعام - کفارہ سیئات

تقویٰ کا ایک انعام سیئات اور بُرے

اعمال کا کفارہ ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (سورۃ انفال پ ۹) یعنی جو خطائیں اور لغزشیں اس سے سرزد ہوتی ہیں دُنیا میں ان کا کفارہ اور بدل کر دیا جاتا ہے یعنی اس کو ایسے اعمالِ صالحہ کی توفیق ہو جاتی ہے جو اس کی سب لغزشوں پر غالب آجاتے ہیں۔ (ترجمہ وتفسیر از معارف القرآن جلد ۴)

تقویٰ کا دسواں انعام ۔ آخرت میں مغفرت

تقویٰ کے انعامات میں سے ایک انعام آخرت میں مغفرت اور سب گناہوں، خطاؤں کی معافی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ (ترجمہ و تفسیر از معارف القرآن جلد ۴)

گناہ چھوڑنے کے لیے تین کام

اب آخر میں ایک مضمون بیان کرتا ہوں جو آج صبح زندگی میں پہلی دفعہ اس تفصیل سے بیان کیا کہ اگر گناہ چھوڑنا چاہتے ہو، متقی بننا چاہتے ہو اللہ کا ولی بننا چاہتے ہو تو تین کام کرلو اور گناہ چھوڑنے کے لیے کتنی ہمت کرنی چاہیے اس کا کیا معیار ہے یہ مضمون آج صبح زندگی میں پہلی بار بیان ہوا جو اس وقت ان شاء اللہ تعالیٰ دوبارہ بیان کروں گا۔

(۱) ہمت کیجئے

گناہ چھوڑنے کی پہلے خود ہمت کرو۔ بغیر ہمت کے کوئی کام نہیں ہوتا لہٰذا پہلے ہمت کیجئے کہ اب ہرگز یہ گناہ نہیں کروں گا۔

(۲) ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق و ہمت مانگئے

اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کرو کہ یا اللہ مجھے اپنی عطا فرمودہ ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق دے۔ ہمت ہوتی ہے، آدمی استعمال نہیں کرتا۔ اے خدا آپ نے گناہ سے بچنے کی جو ہمت دی ہے اور تقویٰ کی جو طاقت دی ہے اس کو مجھے استعمال کی توفیق

دے کیونکہ اگر طاقت نہ ہوتی تو تقویٰ فرض نہ ہوتا۔ کمزور پر تقویٰ فرض کرنا ظلم ہے اور اللہ ظلم سے پاک ہے۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ کی طاقت ہے، گناہ سے بچنے کی طاقت ہے، ہم اس طاقت کو استعمال نہیں کرتے جیسے بھینس اپنے بچے کے لیے دودھ چڑھا لیتی ہے پھر لاکھ ڈنڈے لگاؤ نہیں اتارتی اسی طرح نفس اپنی حرام خواہشات کے لیے ہمت چوری کرتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی پوری ہمت استعمال نہیں کرتا۔ کچھ چرا لیتا ہے تاکہ اپنی بعض حرام خواہشات پوری کر سکے۔ لہٰذا اے خدا مجھے جو ہمت آپ نے دی ہے اس کو استعمال کی توفیق دے دے۔ ہمّت کو استعمال کرنے کی ہمت چاہیے۔

(۳) خاصانِ خدا سے درخواستِ دُعا کیجیے

خاصانِ خدا اور مقبول بندوں سے ہمت کی دُعا کراؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی دُعا قبول کرتا ہے اور اس پر ایک خاص مضمون صبح بیان کیا تھا اب پھر بیان کرتا ہوں۔

توبۂ نصوح کا واقعہ

مثنوی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ نصوح نامی ایک شخص بدکار تھا۔ اور بادشاہ کے محل میں عورت بنا ہوا بیگمات کی خدمت کرتا تھا، ان کے بدن کی مالش کرتا تھا۔ کتنا بڑا جرم ہے کہ گویا بادشاہ کی عورتوں کو بے عزت کرتا تھا۔ عورتیں اس کی مالش سے خوش ہو جاتی تھیں کیونکہ مرد جب مالش کرے گا تو کتنی محبت سے کرے گا۔ ساری خادماؤں کو اس نے فیل کر دیا۔ لیکن اس کے دل میں ندامت تھی، جنگل میں جا کر روزانہ روتا تھا کہ اے خدا یہ حرام کاری کب تک چلے گی کسی دن پکڑا جاؤں گا اور ایک دن مرنا بھی ہے آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا لہٰذا آپ مجھے

اس گناہ سے چھڑا دیجئے۔ ایک دن اس جنگل سے کوئی ولی اللہ گذر رہے تھے بس اس نے صورت دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے بس ان کے قدموں سے لپٹ کر بہت رویا کہ بہت ناپاک زندگی گذار رہا ہوں آپ خاص دُعا کر دیجئے۔ ان کے بھی ہاتھ اُٹھ گئے۔ دُعا قبول ہوگئی۔ اب ہدایت کے اسباب پیدا ہوگئے۔ بادشاہ کی بیگمات کا ایک ہار گم ہوگیا۔ اب جتنی خادمات تھیں سب کو ننگا کیا جا رہا ہے تلاشی کے لیے۔ یہ مرد صاحب جو عورت بنے ہوئے تھے آہستہ آہستہ اب ان کی باری آرہی تھی ننگا ہونے کی۔ مارے ڈر کے اس کا تو بُرا حال ہوگیا۔ اب اس نے خوب دُعا مانگی کہ یا اللہ مجھے معاف کر دیجئے۔

مثنوی میں نصوح کی اضطراری دعاؤں کا عجیب انداز

عجیب عجیب انداز اور عجیب عجیب عنوان سے دُعائیں مانگیں ؎

اے خُدا ایں بندہ را رسوا مکن

اے اللہ مجھے رسوا نہ کیجئے۔ ابھی میں ننگا کیا جاؤں گا تو عورت کے بجائے مرد ثابت ہو جاؤں گا تو بادشاہ کتوں سے نچوا دے گا اور کس بُری طرح سے مجھے مارے گا ؎

اے خُدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِ من پیدا مکن

اگرچہ میں بُرا ہوں لیکن میرا بھید چھپا لیجئے ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی

اگر آج آپ میری پردہ پوشی کر لیں ؎

توبہ کردم من زہر ناکردنی

تو زندگی بھر کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ کیا کیا دُعا مانگی۔ مولانا رومی اس قصہ کو بیان کر رہے ہیں مثنوی کا قصہ ہے۔ تو فرمایا کہ اس نے کیا کہا ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی

اے اللہ اگر آج آپ میری پردہ پوشی کرلیں یعنی جو ہار گم ہوگیا ہے اس کو جلد ملا دیجئے کہ مجھے ننگا نہ کیا جائے تو ؎

توبہ کردم من زھر نا کردنی

تمام نالائقیوں سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرتا ہوں اور اس نے کہا ؎

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

آپ بہت عظمت والے ہیں۔ حرمِ کعبہ میں بھی اگر گناہ کبیرہ ہو جائے تو آپ معاف کر سکتے ہیں۔ گناہ آپ کی شانِ مغفرت سے بڑے نہیں ہو سکتے کہ آپ کہدیں کہ میں اب معاف نہیں کر سکتا۔ آپ کی قدرت اور آپ کی شان بہت ہی عظیم ہے۔ اس کے سامنے گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں اور پھر اس نے کہا ؎

آں چنیں کردم کہ از من می سزید

مَیں تو نالائق ہوں۔ جو کچھ مَیں نے کیا مَیں اسی لائق تھا۔ نالائق سے تو نالائق اعمال ہی صادر ہوتے ہیں۔ میں نالائق ہوں مجھ سے نالائق اعمال صادر ہو گئے ؎

تا چنیں سیل سیاہی در رسید

یہاں تک کہ میرے اعمال کا کالا پن اتنا قریب آچکا کہ اگر آپ نے مدد نہ کی تو آج مَیں رسوا ہونے والا ہوں۔

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد

اب آپ مجھ سے وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے لائق ہے۔ آہ! مولانا رومی کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے۔ غضب ہے کمال ہے اس شخص کے درد بھرے کلام کا، یہ الہامی شاعری ہے ؎

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد

ہم سے تو وہ عمل ہو گیا جس کے ہم لائق تھے لیکن اے خدا آپ وہ معاملہ ہمارے ساتھ کیجئے جس کے آپ لائق ہیں جیسے جب مکہ شریف فتح ہوا تو کافروں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ آج کیا معاملہ کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ وہ کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اِذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ جاؤ آج تم آزاد ہو، تم لوگوں سے انتقام نہیں لوں گا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہا ہے، مولانا رومی اس کی طرف سے مضمون بنا رہے ہیں کہ ؎

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد
کہ ز ہر سوراخ مارم می گزد

اے خدا آپ وہ معاملہ کیجئے جس کے آپ لائق ہیں کہ میرے ہر سوراخ سے میرے نفس کا سانپ مجھے ڈس رہا ہے، ہر طرف رسوائیوں کے اسباب موجود ہیں۔ یہاں تک کہ دُعا کرتے کرتے آخر میں وہ مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا۔ جب بیہوش ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی میں اس کو دوزخ اور جنت دکھا دی، عالمِ غیب اس پر منکشف فرما دیا۔ اب جب ہوش میں آیا تو ہار مل چکا تھا۔ اللہ نے

رسوا نہیں ہونے دیا۔ اس اللہ کے ولی کی دُعا اور اس کی آہ و زاری کریم مالک نے قبول فرمالی۔ خادمات پانچ چھ باقی تھیں کہ ہار مل گیا۔ ہار چرانے والی پکڑی گئی اور یہ بچ گئے ورنہ ان کو تو بادشاہ گردن تک دفن کر کے کتے چھوڑ دیتا کہ کم بخت تو نے میری عورتوں کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد بیگمات نے اس سے معافی مانگنا شروع کیا کہ اب تو یہ بھاگ جائے گی بھاگ جائے گا نہیں کہا کیونکہ وہ تو اس کو عورت سمجھتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معاف کر دو، ہم سے بہت گستاخی ہوئی اس نے کہا کہ معاف کر دیا لیکن ہم اب آپ کی خدمت کے قابل نہیں ہیں کیونکہ جنت اور دوزخ دیکھنے کے بعد اب ایسا گناہ کون کرے گا؟ پھر اسی جنگل میں جہاں اس نے اس ولی اللہ سے دُعا کرائی تھی عبادت و ریاضت کی اور بہت بڑا ولی اللہ بن گیا۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ خاصانِ خدا سے بھی دُعا کراؤ، اللہ کے مقبول بندوں سے دُعا کی درخواست کرو اور پہلے خود ہمت کرو اور خدا تعالیٰ سے ہمت مانگو۔

عطائے ہمّت کی دُعا کس اضطرار سے مانگنی چاہیئے؟

اور ہمت کیسے مانگو گے؟ جیسے

بلڈ کینسر ہو جائے، گردے بے کار ہو رہے ہوں تو جس دردِ دل سے اس وقت دُعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما دیجئے، جس درد سے اپنی شدید جسمانی بیماری کے لیے انسان دُعا کرتا ہے جس کو ڈاکٹر جواب دے دیں کہ تمہارے گردے عنقریب بے کار ہو جائیں گے اور تمہارے جسم کا فلٹر پلانٹ خراب ہو جائے گا سارا خون جسم سے نکالا جائے گا اور صاف کر کے پھر چڑھایا جائے گا، بچنا مشکل ہے۔ آپ بتائیے اس وقت کیسی دُعا مانگے گا؟ کس دردِ دل سے گڑگڑائے گا؟

شیطان کی پُرفریب تجارت

بد نظری، امرد پرستی، حُسن پرستی نجاستِ اور غلاظت پرستی ہے

کیوں کہ ان سب چیزوں کا آخری انجام گندا مقام ہے کیونکہ شیطان کا نمونہ جس کو انگریزی میں سیمپل (Sample) کہتے ہیں گال اور آنکھیں ہیں لیکن آخر میں پیشاب اور پاخانہ کے مقام میں دھکیل دیتا ہے۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس ظالم تاجر کا نمونہ اور سیمپل اچھا ہو لیکن بعد میں مال خراب دیتا ہو تو تم اس سے سودا نہیں خریدتے لیکن افسوس شیطان کے چکر میں بار ہا آتے رہتے ہو، بار ہا تم کو گندے مقامات میں دھکیل چکا اور عزتِ سادات و عزتِ مشایخ تباہ کر چکا لیکن پھر بھی شیطان سے سودا لینا نہیں چھوڑتے ہو۔ میں انگریزی میں لوگوں کو لندن وغیرہ میں سمجھاتا ہوں کہ شیطان پہلے سیمپل (Sample) دکھاتا ہے پھر پل (Pull) کرتا ہے۔ وہاں دروازوں پر پل (Pull) اور پُش (Push) لکھا ہوتا ہے یعنی دروازہ اپنی طرف کھینچو اور دھکا دو اس پر میں سبق دینے کے لیے یہ کہتا ہوں کہ دیکھو شیطان پہلے حسینوں کا سیمپل دکھاتا ہے سیمپل دکھا کر پل کرتا ہے اور پل پر لے جا کر پھر نیچے پُش (Push) کرتا ہے اور انسان کہاں سے کہاں گندے مقام پر پڑا ہوتا ہے؛ بار بار کی رسوائیوں کے بعد جس کو اپنے حال پر رحم نہ آئے اس پر یہی شعر پڑھا جائے گا جو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے تھے ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم تر نہیں

ایسی ایسی ذلتیں اس خبیث بیماری میں لوگوں کی ہوتی ہیں کہ پتہ نہیں فرشتے

بھی رو پڑتے ہوں، آسمان وزمین بھی رو پڑتے ہوں لیکن جب انسان کا دل سخت ہوجاتا ہے تو اس کو رونا بھی نہیں آتا، آنسو بھی اس کے خشک ہوجاتے ہیں اس لیے عرض کرتا ہوں کہ گناہ چھوڑنے کے لیے پہلے خود ہمت کو استعمال کیجیے، پھر استعمالِ ہمت کی دُعا مانگئے اور اللہ والوں سے ہمت کے لیے دعا کرائیے۔

گناہ چھوڑنے کے لیے کتنی ہمت کرنی چاہیے؟

اور اپنی ہمت کو کتنا استعمال کرنا ہے اس کی شرح کر کے ختم کرتا ہوں۔

یہ سمجھ لیں کہ ایک حسین لڑکی کھڑی ہے اور ایک حسین لڑکا بھی کھڑا ہے اور اس کا باپ ایس پی ہے اور وہ پستول لگائے کھڑا ہے اور وہ نظر بازوں کو پہچانتا بھی ہے اور ایک صاحب سے کہہ رہا ہے کہ سُنا ہے کہ آپ عشق سے پاگل ہوجاتے ہیں حسینوں کو دیکھ کر آپ کو ہوش نہیں رہتا آپ پچاس سال سے اس بیماری میں مبتلا ہیں اور آپ اپنے احباب اور اپنے شیخ سے بھی کہتے رہتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حسین نظر آجاتا ہے تو مجھے ہوش نہیں رہتا اور میں اسے دیکھنے پر مجبور ہوجاتا ہوں اور میں حفاظتِ نظر کی سب تقریر بھول جاتا ہوں، خانقاہ کو بھی بھول جاتا ہوں، شیخ کو بھول جاتا ہوں سُنا ہے کہ آپ رومانٹک دُنیا کے بڑے ہیرو اور چیمپئن ہیں۔ اس نے کہا کہ آج میں پستول کا نشانہ لگا ہوں میرا لڑکا اور لڑکی بہت حسین ہے ذرا دیکھ کر دکھاؤ۔ بتایئے اس وقت وہ کیا کرے گا، دیکھے گا؟ پستول سامنے ہے تو جتنی ہمت اس وقت استعمال کروگے کہ لاکھ تقاضا ہوگا لیکن مارے ڈر کے چپکے سے کھسک جاؤ گے یا شیر ساتھ میں ہو اور شیر کہہ دے کہ یہ لندن سے ملکہ آئی ہے اس کو دیکھنا مت ورنہ

پھاڑ کھاؤں گا تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو گے کہ شیر صاحب بدگمانی نہ کرنا میں دیکھ نہیں رہا ہوں، نہیں تو کہیں پھاڑ کھاؤ۔ یا کوئی زبردست قاتل غنڈہ اور خونی ہے اس کی لڑکی یا لڑکا ہے اور تمہیں جان کا خطرہ ہے کہ دیکھوں گا تو جان سے مار ڈالے گا تو بتاؤ اس وقت دیکھو گے ؟ تو جان بچانے کے لیے جو ہمت اس وقت استعمال کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی دیکھ رہا ہے ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

اس وقت وہی ہمت استعمال کیجئے جو جان بچانے کے لیے کی جاتی ہے جب کہ جان لینے والا کھڑا ہے۔ پستول لے کر کوئی کہے کہ ذرا دیکھو ہمارے حسین لڑکے یا لڑکی کو۔ جتنی ہمت وہاں استعمال کرتے ہو اس سے زیادہ اللہ کے دیکھنے سے ڈرو۔ ایس پی یا غنڈہ قاتل کیا چیز ہے؟ اس کا پستول کیا ہے؟ اس کی فائرنگ تو کبھی غلط بھی ہو سکتی ہے، مس بھی ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی فائرنگ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں ہم سب کو اپنے انتقام سے ؎

یا کریم العفو ستار العیوب
انتقام از ما مکش اندر ذنوب

اے معافی دینے والے کریم مالک اور ہمارے عیبوں کو چھپانے والے آپ ہمارے گناہوں پر ہم سے کبھی انتقام نہ لیجئے۔ ایمان کی قیمت کو سوچئے اللہ کی عظمت کو سوچئے ایس پی کا پستول تو جان ہی لے سکتا ہے آدمی کے خوف سے ہم نظر بچاتے ہیں، سوچئے اللہ تعالیٰ کی نظر ہماری نظر پر ہے۔ ہماری نظر غلط جگہ پڑ رہی

ہے اور ہماری نظر پران کی نظر ہے۔ اس بے حیائی کی کوئی حد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نظر پر نظر جمائے ہوئے ہیں اور ہماری نظر کسی لڑکی یا لڑکے پر ہے۔ بولئے یہ نظر بے حیا ہے یا نہیں، بے غیرت ہے یا نہیں؟ واللہ کہتا ہوں کہ اگر ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم نہ ہوتا تو اے خدا ہم میں سے کوئی زندہ نہ ہوتا۔ آج زمینیں دھنس گئی ہوتیں اور ہم لوگ دھنسا دیئے جاتے یہ حق تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جس کے صدقہ میں ہم زندہ ہیں اور بزرگوں کے تعلق سے دعاء استغفار و توبہ کی توفیق ہو رہی ہے۔

تعلق مع اللہ کی لذت ناقابلِ بیان ہے

لیکن سن لیجئے کہ جو مزہ تعلق مع اللہ کے اس مقام پر ہے کہ ایک سانس بھی ہم ان کو ناراض نہ کریں اور ہر سانس اللہ پر فدا کر دیں تو زندگی کی اس لذت کو کیا کہوں، سارا عالم نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا مزہ ہے، جس کو اپنی زندگی فدا کرنے کا اس درجہ جذبہ حاصل ہو جاتے کہ اے خدا میری زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو اور ہم ایک سانس بھی آپ کو ناراض کرنے سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں بس یہ مقام اولیائے صدیقین کا ہے۔ مسجد کے گوشہ میں یا روضۂ مبارک پر یا بیت اللہ کے ملتزم پر ولی اللہ بن جانا کمال نہیں ہے۔ کمال یہ ہے کہ آپ حسینوں کے سامنے بھی ولی اللہ رہیں۔ تب سمجھ لیں ؎

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہو گیا

ملتزم پر تو فاسق و بدمعاش بھی رو لیتا ہے اور یہ رونا بھی اس کے لیے مبارک ہے کہ پچھلی کی تو معافی ہو گئی لیکن اگلی کی بھی تو فکر کرو۔ گٹر میں گر گئے پھر معافی کر لی لیکن

آیندہ تو نہ کرو۔

تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جینے کا مزہ اور جینے کا لطف اس کو ہے جس نے اللہ کو خوش کرلیا۔ جتنا جو زمین پر اللہ کو خوش رکھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ بھی اس کو خوش رکھتے ہیں۔ مَیں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ کباب اور بریانی اور بینک بیلنس ہے لیکن رات بھر چلّا رہے ہیں۔ مَیں نے علی گڈھ میں اپنے شیخ سے پوچھا کہ یہ تو نواب صاحب کا گھر ہے یہ کیوں چلّا رہے ہیں؟ ہائے ہائے کی آواز کیوں آرہی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ان کے گردہ میں درد اُٹھا ہوا ہے۔ کہاں گیا شامی کباب، کدھر گئی بریانی، کہاں گئیں نوٹوں کی گڈیاں اور دولت؟ اس لیے کہتا ہوں کہ اگر عقل ہے تو اللہ تعالیٰ کو خوش رکھیے۔

بغیر قصد اور فکر کے اصلاح نہیں ہوتی

اور اگر کوئی بالکل انٹرنیشنل گدھا اور شیطان بن چکا ہے تو اس کا کوئی ذمہ دار نہیں، پیر بھی کچھ نہیں کرسکتا۔ جس شخص کو اپنی خود فکر نہ ہو تو ساری دنیا کے پیر اس کو اللہ کے غضب سے نہیں بچا سکتے جب تک کہ خود انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمت استعمال نہ کرے اور اگر چوڑی پہن کر بیٹھا رہے، نفس سے مغلوب رہے تو خانقاہ بھی اس کو ولی اللہ نہیں بنا سکتی۔ یہ مردانِ خدا کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہاں رجال اللہ کا کام ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ مرد بن کر آؤ تب ہمارا راستہ طے کرو۔ دنیاوی معاملہ میں تو بڑے باہمت بن جاتے ہو گناہ کے لیے رات رات بھر دوڑتے ہو۔ جلتی ہوئی لو میں لوگ دوڑے ہیں۔ ایک شخص نے بتایا کہ جون کا مہینہ تھا، لُو چل رہی تھی، دھوپ میں سائیکل پر بیٹھ کر ناچ دیکھنے کے لیے دس میل گیا۔ کیوں صاحب! گناہوں کے لیے اتنی محنت کرو

میں ایک ناچنے والی کو دیکھنے کے لیے دس میل گئے تو پھر اللہ کو خوش کرنے کے لیے کتنی محنت کرنی چاہیے؟ عشقِ مولیٰ ذرا کر کے تو دیکھو جو اللہ کہ خالقِ نمکیات لیلائے کائنات ہے اس مولائے کائنات سے محبت کر کے دیکھو کہ وہ کس قدر مستیاں دیتا ہے، سارے عالم کی لیلاؤں کا رس اور کیپسول دل میں ڈال دیتا ہے۔ ان لیلاؤں سے تو کتنے لوگ پاگل ہو گئے لیکن عاشقِ مولیٰ کبھی پاگل نہیں ہوتا بلکہ پاگلوں کو عقل مند بنا دیتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر قیس کو بھی اس زمانہ کا کوئی شمس الدین تبریزی مل گیا ہوتا تو اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دیتا۔ آج بھی اس زمانہ میں شمس الدین تبریزی موجود ہیں عشقِ لیلیٰ میں جو بدحواس، پاگل، بے ساختہ حواس باختہ ہو وقت کے کسی شمس الدین تبریزی سے اُسے ملا دو ان شاء اللہ آج بھی اللہ کی رحمت سے وہ اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دے گا۔

(احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ محبّی و محبوبی حضرت مرشدی دامت برکاتہم کو یہ مقام حاصل ہے۔ اس زمانہ کے نہ جانے کتنے عاشقِ لیلیٰ جن کی بربادی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی اور ہلاکت کے قریب تھے حضرت والا کی صحبت کی برکت سے عاشقِ مولیٰ بن گئے قیس بھی اگر اس زمانہ میں ہوتا اور حضرت والا کو پا جاتا تو ظالم اپنے زمانہ کا رومی ہوتا حضرت والا دامت برکاتہم کی شان میں احقر کا شعر ہے جو کئی سال پہلے حضرت والا کی برکت سے موزوں ہوا ؎

مجنوں اگر دیدے ترا تائب شدے از ماسوا
بر پائے تو افتاں شدے واز عشقِ لیلائش بری

ترجمہ: مجنوں اگر آپ کو پا جاتا تو غیر اللہ سے تائب ہو جاتا اور غلبۂ تشکر میں آپ کے

پاؤں پر گر جاتا یعنی محبت میں ہمیشہ کو آپ کا غلام بن جاتا اور عشقِ لیلیٰ سے نجات پا جاتا اور اس کا عشقِ لیلیٰ عشقِ مولیٰ سے تبدیل ہو جاتا۔ احقر عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ)

انسان کا سب سے بڑا دشمن

بس آج کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو نہ چھوڑو دوستو! بہت خسارہ کا راستہ ہے نفس دشمن کے کہنے میں نہ آؤ۔ جس دشمن نے ہم کو بارہا مصیبت میں مبتلا کیا ہے پھر بھی اس دشمن کو نہیں پہچانتے اور عاشقِ نبی بنتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے۔

اصلاحِ نفس کے لیے دو آیات میں تفکر

اور ان آیتوں کا مراقبہ رکھیے

(۱) جب بھی کسی حسین کی طرف میلان ہو فوراً کہیے۔ فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا اے ظالم تیری زندگی اور حرام خوشیوں کو اللہ تلخ کر دے گا کیا دیکھتا ہے ادھر۔ اللہ جس کی زندگی کو تلخ کرے وہ شیرینی پا سکتا ہے؟ ذرا اعلان بھی تو دیکھو کس کا ہے: فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا۔ پھر ان شاء اللہ نظر ہٹ جائے گی اور سڑکوں پر کسی عورت کو دیکھنے کا وسوسہ بھی آئے تو فوراً اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ پڑھیے۔ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ یہ وساوس کو دفع کرنے کے لیے عجیب ہے۔

(۲) اور اس آیت کا مراقبہ رکھیے فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کہ اے بے وقوف نفس، اگر تجھے مزہ ہی چاہیے تو چل تسبیح پڑھ، اعمالِ صالحہ کر اور فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کا وعدہ لے لے اور اگر تو نفس کے کہنے پر چلتا ہے تو دیکھ لے فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا کی تلوار سر پر لٹکی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے۔ دیکھو کیسی تلوار ہے کہ تمہاری

زندگی کو ہم تلخ کردیں گے؟ تم طرح طرح کی مکاریوں سے میرے بندوں یا بندیوں کو فریب اور دھوکہ دے کر منڈا اور سموسے کھلا کھلا کر پھنساتے ہو ہم تمہارے اس مکر و فریب اور تدبیروں کے ٹاٹ میں اپنے قہر و غضب کی آگ بھی لگانا جانتے ہیں۔ تم میرے بندے بندیوں کو دھوکہ دیتے ہو ان کی آبرو لوٹتے ہو۔ شرم نہیں آتی کہ بایزید بسطامی کی شکل میں ننگ یزید بنا ہوا ہے نالائق۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چمگادڑ پیشاب پاخانہ کی نالی چوستا ہے تو مجھے کوئی تعجب نہیں۔ مجھے تو تعجب ان لوگوں پر ہے جو صالحین کی وضع میں ہیں اور بزرگوں کے صحبت یافتہ ہیں آہ! کس انداز سے فرمایا ہے۔ سنئے ؎

گر خفاشے رفت در کو رو کبود

اگر چمگادڑ گندی جگہ جاتا ہے اور نالی میں پیشاب چوستا ہے تو تعجب نہیں ؎

باز سلطان دیدہ را بارے چہ بود

لیکن جس بازشاہی نے سلطان کو دیکھا ہوا ہے اس ظالم کو کیا ہوا ہے کہ چمگادڑ پن کر رہا ہے خفاشیت کر رہا ہے۔ جس جان نے اللہ کے قرب کا مزہ چکھ لیا اس کو کیا ہوا ہے کہ حُسنِ فانی کی غلاظت میں مبتلا ہے۔

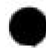
اس لیے دوستو جتنا اچھا ہمارا ظاہر ہے دُعا کرو کہ اس سے زیادہ بہتر ہمارا باطن ہو جائے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ جتنا بہتر میرا ظاہر ہے اس سے بہتر اے اللہ میرے باطن کو کر دے۔

مَیں قسم اٹھا کر پھر یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو مزہ ہے پُورے عالم میں کہیں نہیں ہے، نہ سلاطین کے تخت و تاج میں ہے، نہ پاپڑ اور سموسوں میں ہے، نہ حُسن کی رومانٹک دُنیا والوں کے پاس ہے یہ جو فلم ایکٹرس وغیرہ ہیں، چاہے رات دن

زنا کرتے رہیں، ان کی زندگی میں چین نہیں ہے ویلیم فائیو کھا کر سونے کی کوشش کرتے ہیں
مَیں نے افریقہ والوں سے کہا تھا کہ نہ دیکھو کسی کی وائف ورنہ کھانا پڑے گی ویلیم فائیو
ویلیم فائیو نیند کی دوا ہے۔ یہ میری یورپی ملکوں کی تقریر ہے کہ نہ دیکھو تم کسی کی وائف
نہیں تو کھانا پڑے گی ویلیم فائیو۔ پھر جب ویلیم فائیو بھی فیل ہو جائے گی تو پھر ویلیم ٹین
اور پھر ٹین بجاتے ہُوئے گدو بندر کے پاگل خانہ میں داخل ہو جاؤ گے۔

بس اللہ تعالیٰ میری آہ وفغاں کو قبول فرمائے اور اس کو سارے عالم میں نشر کر دے۔ اختر کی یہ فریاد ہے کہ اے خدا آپ کے کرم نے مجھے اپنے کو اور آپ کے بندوں کو غیروں سے چھڑا کر آپ سے جوڑنے کی مہم چلانے کی جو توفیق بخشی ہے اس کا سلیقہ بھی عطا فرمایئے اور اس کو قبول بھی فرمایئے اور اختر کی اس آہ وفغاں کو سارے عالم میں نشر فرما دیجئے اور اختر کے قلب وجاں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجئے کہ سارا عالم مجھے ایک بال بھی آپ سے الگ نہ کر سکے اور میری اولاد و ذریات اور میرے دوستوں کو بھی یا اللہ ایسی محبت دے دے کہ ہمارے دل وجان آپ سے ایسے چپک جائیں کہ سارا عالم، نہ بادشاہوں کا عالم نہ حسینوں کا عالم، نہ مال و دولت کا عالم، کوئی بھی عالم ہمیں آپ سے ایک بال کے برابر بھی الگ نہ کر سکے۔ اے اللہ ہم سب کو اپنی ایسی محبت دے دے۔ اے خدا ہمارے چاروں سلسلوں کے تمام اولیاء کرام کے صدقے میں خصوصیت سے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ان بزرگوں کی جوتیاں جو اختر نے اٹھائیں آپ اس کو قبول فرمایئے اور ان کے صدقے میں اختر کا ایمان ویقین اولیائے صدیقین کی منتہا تک پہنچا دیجئے اور میری اولاد کو بھی اور میرے احباب کو بھی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ



چہرہ کا جغرافیہ بدلنے سے عشق فانی کا زوال

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی



عشقِ مجازی عذابِ الٰہی

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے



نزولِ سکینہ بر قلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو! سُن لو
آسمانوں سے مے اترتی ہے
اس میکدۂ غیب سے کیا جام ملا ہے
ہے دُور مجھ سے دوستو دُنیا کے تفکر

حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۹

حیاتِ تقویٰ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——— حیاتِ تقویٰ

واعظ ——— عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ——— سید عشرت جمیل میرؔ

کتابت ——— محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ——— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

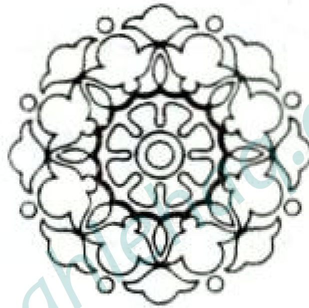
ناشر

کُتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست



ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن
قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن
منھ خدا کو ہے دکھانا ایک دن
اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عرضِ مرتب

بعض سالکین بوجہ لاعلمی کے گناہوں کے تقاضوں کو تقویٰ کے منافی سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے ان تقاضوں سے سخت پریشان رہتے ہیں حتیٰ کہ شیطان ان کو بہکاتا ہے کہ ان تقاضائے معصیت کے ہوتے ہوئے تم اللہ والے نہیں ہو سکتے لہٰذا غیر صحبت یافتہ اور حقیقت دین و تصوف سے ناآشنا نہ جانے کتنے لوگ معصیت اور تقاضائے معصیت میں فرق نہ کر سکے اور مایوس ہو کر ان تقاضوں پر عمل کرنے لگے اور منزل قرب حق سے محروم ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ عارف باللہ مرشدنا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءہم وادام اللہ فیوضہم کو جزائے جزیل اور اجر عظیم عطا فرمائے کہ پیشِ نظر وعظ میں آپ نے نصِ قرآنی فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا سے ثابت فرمایا کہ گناہوں کے تقاضے راہ سلوک میں قطعاً مضر نہیں، ان تقاضوں پر عمل کرنا مضر ہے بلکہ اگر یہ تقاضے نہ ہوں تو کوئی متقی ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ تقویٰ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کا تقاضا ہو اور طبیعت پر جبر کر کے اس کو روکے اور اس روکنے میں جو غم ہو اس کو برداشت کرے لہٰذا مادۂ فجور یعنی تقاضائے معصیت تقویٰ کا موقوف علیہ ہے اور تقویٰ کے لیے ان تقاضوں کا وجود ضروری ہے لہٰذا ان تقاضوں سے ہرگز نہ گھبرانا چاہیے۔ بس ان کے مقتضا پر عمل نہ کرے اور مادۂ فجور کی دو قسمیں ہیں ایک جاہ دوسری باہ۔ لہٰذا اگر ہم جاہ کا جیم اور باہ کا با نکال دیں یعنی ان کے تقاضائے غیر مرضیہ غیر شرعیہ پر عمل نہ کریں تو آہ رہ جائے گی اور ہماری آہ اور اللہ میں اتنا قرب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک میں ہماری آہ کو شامل کر رکھا ہے۔ حاصل یہ کہ سالکین طریق تقاضائے

معصیت پر عمل نہ کریں تو مقرب باللہ ہو جائیں گے اور تقویٰ کے حصول کا طریقہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ہے۔

حضرت والا کا یہ وعظ واماندہ و مایوس سالکین طریق کے لیے نسخۂ کیمیا اور آفتابِ اُمید ہے جس کو حضرت والا نے قرآنی آیات واحادیث پاک سے مدلل فرماتے ہوئے مثنوی رومی کی تمثیلات کے ساتھ اور خصوصاً اس دردِ دل اور سوزِ عشق کے ساتھ بیان فرمایا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو خاص کیا ہے اور جو اس عظیم و نایاب ورثہ کا حصہ ہے جو اُمت میں خال خال اولیاء کو عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ احقر کو اور ہم سب کو حضرت والا کی معرفت نصیب فرماوے اور قدر کی توفیق عطا فرماوے اور حضرت والا کے سائے کو ہم سب پر طویل ترین مدت تک مع صحت و عافیت دین کی عظیم الشان خدمت اور شرف قبولیت کے ساتھ قائم رکھے اور مجھ کو اور ہم سب کو حضرت والا کے دردِ دل اور سوزِ عشق اللہ تعالیٰ کی محبت کی تڑپ اور نسبتِ عظیمہ کو جذب کرنے کی صلاحیت و توفیق عطا فرماتے آمین!

حضرت والا دامت برکاتہم نے یہ وعظ مورخہ ۵ شوال المکرم ۱۴۱۴ ہجری مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح حسب معمول مسجد اشرف کی محراب سے جالساً علی الکرسی ارشاد فرمایا اور بعد میں اس کو برادرِ عزیز مکرمی جناب سہیل احمد صاحب انجنیئر خلیفہ حضرت والا دامت برکاتہم نے ٹیپ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے مرتب کیا اور اس کا نام حیات تقویٰ تجویز کیا گیا اور آج مؤرخہ ۱۴ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۴ مئی ۹۵ء بروز یک شنبہ طباعت کے لیے دیا جا رہا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

جامع و مرتب: احقر محمد عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

حیاتِ تقویٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاھَا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰاھَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا
وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا

اللہ تعالیٰ نے اس سے قبل کی آیات میں آسمان اور زمین اور بڑی بڑی نشانیوں کی قسم اٹھانے کے بعد پھر نفس کی قسم اٹھائی۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاھَا اور قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست بنایا جس نے نفس کے اندر دونوں مادّے رکھ دیئے فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰاھَا۔ اللہ نے نفس کے اندر گناہ کرنے کے تقاضے اور طاقت بھی پیدا کر دی اور متقی بننے کی صلاحیت بھی اس میں رکھ دی۔ اب انسان کے اختیار میں ہے کہ چاہے وہ نفس کی غلامی کر کے جہنم کا راستہ اختیار کرلے اور چاہے تو ہمت کر کے متقی بن کر اللہ کا ولی بن جائے۔ چاہے تو عبد الرحمٰن بن جائے، چاہے تو عبد الشیطان بن جائے یعنی شیطان کا بندہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ انسان چاہے تقویٰ کا راستہ اختیار کرے اور چاہے فجور کا راستہ اختیار کرے اسی اختیار پر جزا اور سزا ہے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو بعد میں کیوں بیان فرمایا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰاھَا نافرمانی کے مادے کو پہلے بیان فرمایا جب کہ قاعدہ کے مطابق اچھی چیز پہلے بیان ہونی چاہیے۔ مسجد میں آپ اچھا قدم یعنی داہنا قدم پہلے رکھتے ہیں۔ کھانا

داہنے ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ ہر عمدہ چیز مقدم ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فجور کو مقدم فرمایا تقویٰ پر۔ اس میں ایک بہت بڑا راز ہے۔ اگر یہ راز معلوم ہوجائے تو کسی شخص کو اپنے گناہوں کے تقاضوں سے غم نہ ہو۔ گناہ کا تقاضا آپ کے لیے مضر نہیں ہے اس پر عمل کرنا مضر ہے۔ اگر تقاضا ہی نہ ہو تو آپ متقی ہو ہی نہیں سکتے۔

خونِ آرزو آفتابِ نسبت کا مطلع ہے

کیونکہ تقویٰ نام ہے کہ گناہ کا تقاضا ہو، دل چاہے گناہ کرنے کو لیکن دل کو مارلو نفس کی خواہش کو پورا نہ کرو۔ اپنی غلط آرزوؤں کا خون کرلو تو دل کے تمام آفاق، اُفقِ شرق، اُفقِ غرب، اُفقِ شمال، اُفقِ جنوب دل کے چاروں افق لال ہوجائیں گے۔ دنیا کا سورج تو ایک افق سے نکلتا ہے یعنی مشرق سے لیکن اللہ والے جب تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اپنی غلط آرزوؤں کا خون کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں غم اٹھاتے ہیں تو دل کے چاروں افق شرق وغرب شمال وجنوب خونِ آرزو سے لال ہو کر چاروں طرف سے دل میں نسبت مع اللہ کا تعلق مع اللہ کا، اللہ کی ولایت اور دوستی کا سورج نکلتا ہے اور اگر غلط آرزو کا خون نہیں کیا تو پھر کیا ملے گا اندھیرے پر اندھیرے چڑھتے جائیں گے۔ غلاظت پر غلاظت چڑھتی جائے گی۔ بدبو پر بدبو، بدنامی پر بدنامی، خوش نامی نہیں ملے گی۔ کوئی حضرت کہنے والا پھر روئے زمین پر نہیں رہے گا۔ جب خلق کو معلوم ہوجائے گا کہ حضرت جو ہیں یہ بڑے حضرت ہیں۔ محاورہ میں کہتے ہیں کہ یہ بڑے حضرت ہیں، بڑا استاد آدمی ہے۔ ذرا ان سے ہوشیار رہنا۔ اس سے اکرام کے القاب چھین لیے جاتے ہیں۔ گناہ کی ایک سزا دُنیا میں یہ بھی ہے کہ اکرام اور عزت کے القاب چھن جاتے ہیں اور ذلت کے لقب ملتے ہیں۔

آپ بتلائیے کہ اس دل کا کیا عالم ہوگا جس کے ہر افق سے اللہ کے قرب کا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ ایک صاحب کا نام ہے خورشید ایک دن وہ ملنے آئے تو میں نے یہ شعر کہا ؎

خورشید کے دل کو جو ملا خالق خورشید
خورشید سے پوچھے کوئی خورشید کا عالم

تقدیم الہام الفجور علی التقویٰ کا راز

اللہ تعالیٰ کا نفس کی قسم کھانا یہ دلیل ہے کہ کوئی بہت بڑا مضمون اللہ تعالیٰ بیان فرمانا چاہتے ہیں۔ ایک بڑے عالم و محدث کے ساتھ میں لاہور سے ریل میں کراچی آرہا تھا۔ راستہ میں انہوں نے نماز فجر کی امامت کی اور یہی سورۃ تلاوت کی۔ نماز ہی میں یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو کیوں مؤخر فرمایا اور نافرمانی و فجور کے مادّہ کو پہلے کیوں بیان فرمایا۔ میں نے ان عالم سے پوچھا تو ہنس کے فرمایا کہ تم ہی بتاؤ۔

مادّۂ فجور تقویٰ کا موقوف علیہ ہے

میں نے عرض کیا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی ہے کہ جس طرح سے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوسکتی، بغیر موقوف علیہ پڑھے ہوئے بخاری شریف نہیں مل سکتی اسی طرح یہ مادّۂ نافرمانی تقویٰ کا موقوف علیہ ہے۔ اگر یہ مادّۂ نافرمانی کا نہ ہوتا تو اس کو روکنا کیسے ثابت ہوتا۔ ہر نہی اپنے منہی عنہ کے وجود اور اس کے ثبوت کے لیے ضروری ہے مثلاً میرے ہاتھ میں تسبیح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بھئی میرے ہاتھ میں جو تسبیح ہے اس کو مت دیکھنا۔ تو تسبیح کا وجود ضروری ہوا یا نہیں۔ اگر میرے ہاتھ میں تسبیح نہ ہو اور میں کہوں کہ

ہاتھ میں جو تسبیح ہے اس کو مت دیکھنا تو سب کہیں گے کہ غلط بات ہے۔ ہاتھ میں تسبیح ہے ہی نہیں۔

تقویٰ کے لیے تقاضائے معصیت کا وجود ضروری ہے

تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ گناہ کے تقاضے کو روکو اور ہماری بات سنو، میرے غلام بن کر رہو۔ نفس نے تم کو نہیں پیدا کیا۔ میں نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقاضائے معصیت کا وجود ضروری ہے جب ہی تو روکنے کے لیے فرما رہے ہیں۔ اگر تقاضاتے گناہ نہ ہوتے تو تقویٰ کا وجود بھی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ تقویٰ کے معنی ہیں کہ گناہ کا تقاضا ہو اور پھر اس کو روک کر اس کا غم اٹھالے۔

راہِ حق کے غم کی عظمت

اسی غم سے اللہ ملتا ہے۔ مگر افسوس ہے اور اس بات کو درد بھرے دل سے کہتا ہوں کہ ساری دنیا کے غم اٹھانے کے لیے انسان تیار ہے مگر اللہ کے راستہ کے غم سے گھبراتا ہے جب کہ اللہ کے راستہ کا غم اتنا معزز غم ہے کہ ساری دنیا کے سلاطین کے تخت و تاج ایک پلڑے میں رکھ دو۔ ساری دُنیا کے لیلیٰ و مجنوں کا حُسن و عشق ترازو کے اسی پلڑے میں رکھ دو، ساری دنیا کی دولت اسی پلڑے میں رکھ دو، دنیا بھر کے شامی کباب اور بریانیوں کی لذت اسی میں رکھ دو اور ایک پلڑے پر اللہ تعالیٰ کے راستہ کا ایک ذرّہ غم رکھ دو تو دنیا بھر کی خوشیاں، دُنیا بھر کی لذتیں، دُنیا بھر کے سلاطین کے تخت و تاج کے نشے اس ذرّہ غم کی برابری نہیں کر سکتے۔ آہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ

کیا عمدہ شعر فرماتے ہیں ؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اللہ کی محبت کا ایک ذرّہ غم، ان کے راستہ کا ایک ذرّہ غم، گناہ سے بچنے کا غم اُٹھانا ساری کائنات سے، دونوں جہاں سے افضل ہے۔ اسی غم سے جنت ملے گی۔ یہ وہ غم ہے جو اللہ سے قریب کرتا ہے، یہ وہ غم ہے جو ولی اللہ بناتا ہے، یہ وہ غم ہے جو دنیا میں بھی سکون سے رکھتا ہے، یہ وہ غم ہے جو جنت تک پہنچائے گا۔ اب اس غم کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے ساری دُنیا کی خوشیاں اگر اللہ کے راستہ کے غم کو گارڈ آف آنر پیش کریں، سلام احترامی پیش کریں تو اللہ تعالیٰ کے راستہ کے غم کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ درد بھرے دل سے کہتا ہوں کہ اتنا قیمتی غم ہے ان کے راستہ کا۔ اسی غم سے خدا ملتا ہے۔ میرا ایک شعر ہے ؎

دامن فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ دردِ غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اگر یہ غم بندہ اٹھائے تو اللہ ظالم نہیں ہے کہ ایک بندہ ہر وقت گناہوں کے تقاضوں سے پریشان ہو لیکن پھر بھی نافرمانی نہ کرے اور غم اٹھاتا رہے تو اللہ ارحم الراحمین ہے، اس کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے کہ میرا بندہ میرے راستہ کا کتنا غم اٹھا رہا ہے۔ پہلے داڑھی نہیں رکھتا تھا اب داڑھی رکھ لی۔ سب مذاق اڑا رہے ہیں مگر کہتا ہے کہ کوئی پروا نہیں۔ میرا اللہ تو خوش ہے آج تم لوگ مذاق اڑالو قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ میرا مذاق نہیں اُڑایا جائے گا۔

مونچھوں کا شرعی حکم

پہلے بڑی بڑی مونچھیں تھیں، حکم سُن کر مونچھوں کو باریک کر لیا کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جو بڑی بڑی مونچھ رکھے گا اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نہیں ملے گی مگر لمبی مونچھ کے معنی یہ ہیں کہ اوپر کے ہونٹ کے آخری کنارے سے آگے اگر بال بڑھ گئے یعنی اس کو مونچھ کے بالوں نے چھو لیا تو اب یہ لمبی مونچھ ہے۔ ایسی مونچھ رکھنا جائز نہیں لیکن اگر اس سے کم ہے یعنی اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ کھلا ہوا ہے تو ایسی مونچھ جائز تو ہے گو افضل درجہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہی لکھا ہے کہ مونچھوں کے بالوں کو قینچی سے برابر کر لو، اتنا برابر کرو کہ بالوں کا وجود بھی نہ رہے۔ مگر استرے سے مونچھیں مونڈنا بعض علماء کے نزدیک بدعت ہے۔ اس لیے قینچی ہو یا بغیر بلیڈ والی مشین ہو۔

اسی طرح پہلے گانا سننے کی عادت تھی اب گانا چھوڑ دیا اور غم اٹھا لیا لیکن اس غم کی عظمت کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔

گنہگار زندگی ترک کرنے کا ایک سچا واقعہ

فرانس کے جزیرہ ری یونین میں میرا ایک دوست جو میرا خلیفہ بھی ہے اس کی ابتدائی زندگی میں گانے بجانے کی عادت تھی اور اتنی مہارت تھی کہ پہاڑوں کے دامن میں جہاں بانسری بجا دیتا تھا سارے انگریز سو جاتے تھے۔ ایسی تاثیر تھی۔ لیکن جب اللہ نے اس کو اپنا بنایا، ہدایت کی توفیق دی تو اس نے تمام چنگ و رباب کو توڑ تاڑ کر زمین میں دفن کر دیا اور اب اس کی حالت کیا عرض کروں۔ سر سے پیر تک صالح ہے۔ گول ٹوپی،

لمبا کرتہ، اللہ والوں کی وضع اور الحمد للہ دل بھی اس کا اللہ والا بن گیا۔ اس کی باتیں سنیے تو آپ حیران رہ جائیں گے جیسے کوئی بہت بڑا عارف باللہ ہے لیکن غم اٹھایا کہ نہیں، اس کو غم تو اب تک ہے۔ کہتا ہے کہ اب بھی اگر کہیں گانے کی آواز آتی ہے تو دل میں غم ہوتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ سُن لوں لیکن نہیں سُنتا۔

نافرمان اعضاء کی بے وقعتی

جس کو غم اٹھانے کی عادت نہ ہو، غم اٹھانے کا ارادہ ہی نہ ہو وہ ظالم اس راستہ میں بے کار ہے۔ اس کا قدم کیا ہے؟ اس قابل ہے کہ قطع کر دیا جائے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو پیر اللہ کے راستہ میں نہ چلیں، خدا کی مسجد کی طرف نہ جائیں ان پیروں کا کٹ جانا بہتر ہے، جو ہاتھ اللہ کی عبادت میں لگیں، حجرِ اسود کا بوسہ نہ دیں، اللہ والوں سے مصافحہ نہ کریں ان ہاتھوں کا قطع ہو جانا بہتر ہے، جو کان اللہ کی بات نہ سنیں اس قابل ہیں کہ اکھاڑ دیئے جائیں، جو آنکھیں اللہ تعالیٰ کے جلوہ کے قابل نہ ہوں، اللہ کی نافرمانی کرتی ہوں وہ آنکھیں نکال کر پھینک دینے کے قابل ہیں۔ جو اللہ کا نافرمان ہو وہ زندہ رہنے کے قابل نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کسی کو مار ڈالیں یا آنکھ پھوڑ دیں یا کان کاٹ لیں۔ مطلب یہ ہے کہ عند اللہ ایسے شخص کی کوئی وقعت نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے کہ وہ موقع دیتے ہیں کہ شاید اب یہ توبہ کرلے، اب کرلے، اب کرلے۔ لیکن ہمارے اصرار علی المعصیت کی انتہا نہیں۔ اگر حق تعالیٰ حلیم نہ ہوتے تو ہمارا وجود نہ ہوتا۔

تقویٰ کیا ہے

دوستو! یہ عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو پہلے بیان نہیں کیا۔ پہلے فرمایا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا کہ میں نے تمہارے اندر نافرمانی کے تقاضے رکھ دیئے۔ اب تمہارا کام ہے کہ اس تقاضے پر عمل نہ کرو تو خود بخود آیت کے اگلے جز پر تمہارا عمل ہو جائے گا۔ یعنی تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔ یہ مادّۂ فجور یعنی نافرمانی کا مادّہ تقویٰ کا موقوف علیہ ہے۔ تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو تو صرف گناہ چھوڑ دو گناہ کے تقاضوں پر عمل نہ کرو۔

کام نہ کرو اور انعام لو!

اے دُنیا کے فیکٹری والو! تم تو مزدوری کرا کے انعام دیتے ہو لیکن ہم سے تم انعام لو کام نہ کر کے۔ چوری نہ کرو، ڈاکہ نہ مارو، جھوٹ مت بولو، عورتوں کو مت دیکھو، حسینوں کو مت دیکھو، کام نہ کر کے انعام تقویٰ اور میری دوستی کا انعام لے لو۔ کیونکہ تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ تقویٰ نام ہے اس کا کہ گناہ کا تقاضا پیدا ہو اور پھر اس پر خدا کے خوف سے عمل نہ کرے اور اس میں جو غم ہو اس کو برداشت کرے اور اس غم پر پچھتاوا ابھی نہ ہو کہ آہ میں نے کیوں تقویٰ اختیار کیا۔ کاش ایک نظر دیکھ لیتا۔ یہ پچھتاوا اور حسرت جب تک ہے سمجھ لو کہ شیطان اس کی حجامت بنا رہا ہے، ابھی اس کا دل کچا ہے، ایمان خام ہے۔ ایمان کامل جب ہوگا کہ گناہ سے اپنے کو بچا کر، اس کا غم اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے خوشی سے مست ہو جائے۔

متقی کسے کہتے ہیں؟

متقی وہ شخص ہے جو گناہ سے اپنے کو بچائے، اپنی نظر کو بچائے عورتوں سے حسینوں سے۔ اپنے کو جھوٹ سے بچائے، رشوت سے بچائے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی و بدتمیزی سے بچے، بیوی پر ظلم و زیادتی کرنے سے بچے پڑوسیوں کے حقوق میں ظلم کرنے سے بچے۔ ہر وقت جائز اور ناجائز پر عمل کرے اور پچھتائے بھی نہیں کہ کیا کہیں سلام عجیب مذہب ہے کہ ہمیں ہر وقت جائز ناجائز کی مصیبت میں ڈال دیا۔ ارے ظالم مصیبت میں نہیں ڈالا اسلام نے مصیبت سے بچا لیا ورنہ اگر کھلے سانڈ کی طرح ہر کھیت میں منہ ڈالتا تو اتنی لاٹھیاں پاتا کہ جینا حرام ہو جاتا۔ ذرا دیہات میں جا کر دیکھ۔ جو سانڈ ہر کھیت میں منہ ڈالتا ہے اس پر اتنی لاٹھیاں برستی ہیں کہ پیٹھ میں ایک انچ جگہ نہیں رہتی کہ سلامت ہو اور جب بیمار ہوتا ہے تو اس کا کوئی علاج کرنے والا نہیں ہوتا۔ جب مر جاتا ہے تو کوئی دفن کرنے والا نہیں ہوتا۔ چیل کوے کھا جاتے ہیں۔

بیعت کی حقیقت

یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قید و بند سے آزاد ہوتا ہے اس کی زندگی بھی ایسی لعنتی اور بے کسی کی ہوتی ہے اور جو اللہ والا ہوتا ہے، اللہ والوں کے ہاتھ بکتا ہے وہ در اصل اللہ والوں کے ہاتھ نہیں بکتا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنے نمایندے رکھے ہوئے ہیں جو بندوں کو اپنے ہاتھوں پر خرید کر اللہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

بیعت کی ایک حسی مثال

جیسے وزیرِ اعظم کو گندم بھیجنا ہے تو کسانوں سے گندم خریدنے کے لیے وزیرِ اعظم خود نہیں آتا بلکہ ہر علاقہ کے ڈپٹی کمشنر کو اپنا نمایندہ بناتا ہے کہ کسانوں سے رابطہ قائم کرکے سرکاری پیسے سے ان کو ادائیگی کردو اور ان سے گندم خرید لو اور اسلام آباد بھیج دو۔ اسی طرح اللہ والے اللہ تعالیٰ کے نمایندے ہیں۔ بندوں کو خرید کر وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ یعنی ولی اللہ بننے کا راستہ بتا دیتے ہیں جس پر چل کر وہ اللہ والا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے لیے نہیں خریدتے، اللہ تعالیٰ کی بندگی سکھانے کے لیے بیعت کرتے ہیں۔ بیعت کے معنیٰ ہیں بکنا دراصل وہ بکتا ہے اللہ کے ہاتھ۔ اللہ والوں کا ہاتھ نمایندہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں وہ اصل میں میرے نبی کا ہاتھ نہیں ہے، میرا ہاتھ ہے یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ اللہ کا ہاتھ ہے وہ۔ اے صحابہ سمجھ لو کہ تم میرے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جو بیعت کر رہے ہو وہ میرے نبیؐ کا ہاتھ نہیں ہے یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ اے صحابہؓ تمہارے ہاتھوں پر بظاہر نبی کا ہاتھ ہے مگر اس ہاتھ میں دراصل میرا ہاتھ ہے۔ نبیؐ کا ہاتھ میرا خلیفہ اور نمایندہ ہے۔ تو اسی طرح جو نائب رسول والے ہیں جب وہ بیعت کرتے ہیں تو ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے، بیعت ہونے والا اللہ کے ہاتھ فروخت ہوتا ہے اسی لیے اہل اللہ کے گروہ میں شامل ہو کر جلد اللہ والا ہو جاتا ہے۔

تو عرض کر رہا تھا کہ گناہ کے تقاضوں سے پریشان نہ ہوں، یہ تقاضے آپ کی ولایت کے لیے سیڑھی ہیں۔ جس کو یہ تقاضے نہیں ہوں گے تو وہ ہیجڑا ہو جائے گا۔ پھر ولایت

خاصہ مل ہی نہیں سکتی۔ اگر انسان بالکل صفر ہو جائے، کوئی تقاضا ہی اس میں پیدا نہ ہو تو ولی اللہ بھی نہیں ہو سکتا۔

فرشتوں پر اولیاء اللہ کی فضیلت کا سبب

اولیاء اللہ فرشتوں سے اسی لیے بازی لے گئے، اسی لیے ان کا درجہ فرشتوں سے زیادہ ہے کہ ان کے دل میں گناہ کے تقاضے پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ ان پر عمل نہ کرکے دل پر غم اٹھا لیتے ہیں۔ فرشتے دیکھتے ہیں کہ ہم کو تو کوئی تقاضا نہیں ہوتا لیکن یہ بے چارے ہر وقت تقاضوں کا غم اٹھا رہے ہیں اور پھر بھی اپنے نفس کے کہنے پر عمل نہیں کر رہے ہیں اور اپنے اللہ کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں۔ یہی تو ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا گناہ کے تقاضوں پر عمل نہ کرنے ہی سے تقویٰ عطا ہوتا ہے۔

الہامِ فجور و تقویٰ کی دیا سلائی سے عجیب مثال

خیر و شر، تقویٰ و فجور کے دونوں مادّے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر رکھ دیئے اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ عطا فرمائی کہ یہ مادّے گویا ایک دیا سلائی ہیں۔ دیا سلائی خود بخود نہیں جلتی۔ جب اس سے تیلی رگڑتے ہیں تب آگ لگتی ہے۔

پس مادۂ فجور و تقویٰ کی یہ دیا سلائی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر رکھ دی ہے اس کے ایک طرف خیر کا مادہ لگا ہوا ہے اور ایک طرف شر کا مادہ لگا ہوا ہے۔ دونوں صلاحیتیں اللہ نے ہمارے اندر رکھ دیں۔ فجور اور نافرمانی کا مادہ بھی رکھ دیا اور متقی بننے کی صلاحیت بھی رکھ دی مگر نہ شر میں آگ لگے گی، نہ خیر کا چراغ روشن ہو گا جب تک کہ ہم

دیا سلائی سے تیلی رگڑیں گے نہیں اور دونوں کی تیلیاں موجود ہیں اور وہ تیلیاں کیا ہیں؟ آپ اہل تقویٰ کی صحبت میں رہنے لگے تو گویا آپ نے تقویٰ کی تیلی رگڑ دی۔ اب تقویٰ کا چراغ روشن ہوجائے گا۔ گناہ کا تقاضا پیدا ہوا آپ نے ہمت کرکے تقاضے کو کچل دیا، اس پر عمل نہیں کیا تو آپ نے خیر کی تیلی کو رگڑ دیا اب تقویٰ کا نور پیدا ہوگا لیکن اگر بدنظری کر لی، نامحرموں کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگے، حسینوں سے دل بہلانے لگے تو سمجھ لیجئے کہ ہمارے اندر شر کا جو مادہ ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا اس تیلی کو آپ نے رگڑ دیا لہٰذا اب شر کی آگ پیدا ہوگی۔ اب عشق مجازی کی آگ میں جل رہے ہیں، تڑپ رہے ہیں، پریشان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ظلم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ظلم سے پاک ہیں، یہ تو خود ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا کہ کیوں تیلی رگڑی۔ گناہوں کے تقاضوں سے کچھ نہیں ہوتا لیکن جو پکڑا جاتا ہے اسی پر پکڑا جاتا ہے کہ تم نے تیلی کو رگڑا کیوں یعنی کیوں گناہ کے تقاضوں پر عمل کیا جب کہ ہم نے نفس کی خواہشات کو روکنے کا حکم دیا کہ الہام وفجور تو ہم کر رہے ہیں لیکن خبردار نافرمانی وفجور کے تقاضوں پر عمل نہ کرنا۔ ماچس سے کچھ نہیں ہوتا، تم اس پر تیلی مت رگڑو۔ گناہ کے تقاضوں سے کچھ نہیں ہوتا، یہ تقاضے کچھ مضر نہیں بس تم ان پر عمل نہ کرو اور تقاضوں کے اشتداد کے اسباب اختیار نہ کرو ورنہ اس مادہ میں رگڑ لگ جائے گی۔ پھر داڑھی اور گول ٹوپی کے باوجود یہ شخص حُسن کے پیچھے بھاگتا چلا جائے گا۔ یہ وہ خطرناک مرض ہے کیوں کہ نظر بازی کر کے اس نے اپنے اوپر سے اللہ کی رحمت کا سایہ ہٹا دیا اور اللہ کی لعنت کے تحت آگیا۔

استزلال شیطان کا سبب کسب معصیت ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا

كَسَبُوْا شیطان میرے کسی بندہ کو پھسلا نہیں سکتا جب تک کہ وہ کوئی گناہ نہیں کرتا اور میری رحمت سے اپنے کو دُور نہیں کرلیتا۔ شیطان اسی کو پھسلاتا ہے کہ جو پہلے کوئی گناہ کرکے میری رحمت کے سایہ سے دُور ہو جاتا ہے ورنہ میری رحمت کا سایہ ہو اور اس کو نفس و شیطان برباد کردے ! ناممکن ہے۔ نفس کو میں نے پیدا کیا ہے۔ وہ کثیر الامر بالسوء ہے۔ گناہ کے شدید تقاضے کرتا ہے لیکن یاد رکھو اے دُنیا والو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اگر میری رحمت کا سایہ رہے گا تو تمہارا نفس تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن جب تم گناہ کرتے ہو تو تمہارے رب کی رحمت کا سایہ تم پر سے ہٹ جاتا ہے۔ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا گناہوں سے یہ بات ہوتی ہے کہ جب ایک گناہ کرلیا تو دوسرا گناہ ہوگا پھر تیسرا ہوگا پھر چوتھا ہوگا۔ اگر کوئی ایک بار آنکھ خراب کرتا ہے مثلاً گلشن اقبال کے کسی بس اسٹاپ پر تو پھر کیماڑی تک بد نظری کرتا ہوا چلا جائے گا اور اگر پہلی نظر روک لو تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمام نگاہیں محفوظ رہیں گی اور بعض لوگ گناہ سے توبہ کرنے میں اس لیے دیر کرتے ہیں کہ جیسے گلشن سے چلے تو کیماڑی تک سوچتے ہیں اگر توبہ کرلی تو اگلے اسٹاپ پر جو مزہ ہے وہ کیسے لوں گا۔ لہٰذا توبہ ہی نہیں کرتا۔ گُو کھانے کے لیے گُو سے توبہ نہیں کرتا کہ آئندہ ہر اگلے اسٹاپ کا بھی مزہ لوں گا۔

جلد توبہ کرنے کا ایک عجیب فائدہ

لیکن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر کبھی گناہ ہو جائے تو جلدی سے توبہ کرلو کیونکہ گناہ سے ایک اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور اندھیرے سے دل ابلیس کا ہیڈ کوارٹر بن جاتا ہے لہٰذا تم نے اگر ابلیس کو دیر تک مسلط رکھا تو بہت سے

گناہ ہوجائیں گے۔ لہٰذا جلدی توبہ سے اور اشکِ ندامت سے پھر دل کو روشن کرلو۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اذا استنارۃ القلوب بنور الندامۃ والتوبۃ جب ندامت اور توبہ کے نور سے دل روشن ہوجائے گا تو گناہ کے اندھیرے میں شیطان نے جو ہیڈ کوارٹر بنایا تھا اسے چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ جیسے چمگادڑ اندھیرے میں رہتا ہے ابلیس کا مزاج بھی یہی ہے کہ گناہوں کے اندھیرے میں رہتا ہے اگر توبہ میں دیر کی تو شیطان دیر تک رہے گا۔ کیا دشمن کو دیر تک اپنے گھر میں آپ رکھنا چاہتے ہیں؟ لہٰذا اگر خطا ہوگئی تو جلدی سے توبہ کرنی چاہیے تاکہ ندامت اور استغفار و توبہ کے نور سے دل منور ہوجائے اور ابلیس جلد بھاگ جائے۔

خطاکاروں پر حق تعالیٰ صفتِ کرم و صفتِ فضل کا ظہور

آہ! اس جگہ اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ وہ سلطان ہے کہ جس نے سلطنت خُدا پر فدا کی اور دس سال غارِ نیشاپور میں عبادت کی۔ اسی کی برکت سے آج اس کے واقعہ سے اللہ کے کلام کی تفسیر پیش کی جارہی ہے۔

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

دُنیا میں بہت سے بادشاہ مرکر سلطنت چھوڑ گئے لیکن ان کو کوئی رحمۃ اللہ علیہ نہیں کہتا لیکن اس سلطان نے جیتے جی اللہ کے نام پر سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عزت دی کہ آج اولیاء اللہ کی زبان پر ان کا تذکرہ ہے اور تفسیر روح المعانی کے چوتھے پارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلطان خوش بخت، تارکِ تخت کا تذکرہ کیا ہے

فرماتے ہیں کہ غار نیشا پور میں دس سال عبادت کرنے کے بعد سلطان ابراہیم ابن ادھم رحہ حج کرنے آئے تو طواف کرتے ہوئے انہوں نے ایک درخواست کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ اے اللہ میں آپ سے معصومیت چاہتا ہوں یعنی میں بالکل معصوم ہو جاؤں کہ مجھ سے گناہ کبھی نہ ہو۔ دل میں آواز آئی کہ اے سلطان ابراہیم ابن ادھم میں جانتا ہوں کہ تو نے میری محبت میں سلطنت فدا کی ہے اور میں تیری محبت کی قدر کرتا ہوں لیکن جو سوال تو کر رہا ہے ساری دُنیا کے انسان میرے دروازہ پر یہی سوال کر رہے ہیں۔ کُلُّ عِبَادِہٖ یَسْئَلُوْنَهُ الْعِصْمَةَ ہر انسان جو حج کرنے آتا ہے مجھ سے یہی کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے معصوم کر دے کہ آیندہ مجھ سے کبھی گناہ صادر ہی نہ ہو لیکن اے ابراہیم اگر ہم سب کی دُعا قبول کرلیں اور سب کو معصوم کر دیں تو ساری دُنیا تو ہو گئی معصوم فَعَلٰی مَنْ یَتَکَرَّمُ وَعَلٰی مَنْ یَتَفَضَّلُ تو پھر میں کس پر مہربانی کروں گا اور کس پر کرم کروں گا۔ میری صفت کرم اور صفت فضل اور صفت مغفرت کس پر ظاہر ہوگی۔ یہ درخواست کرو کہ اے اللہ مجھ کو گناہوں سے محفوظ فرما اور توفیق دے دے توبہ کی اور استقامت کے ساتھ رہنے کی اور اگر پھر بھی خطا ہو جائے تو پھر توبہ کرلو۔

تقرب الی اللہ کے دو راستے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک دُعا مانگی کہ اے اللہ مجھے معصوم کر دیجئے، عصمت دے دیجئے کہ مجھ سے بس کبھی خطا نہ ہو۔ یہ بھی ان کا ایک مقام تھا۔ یہ دُعا وہی مانگے گا جو اللہ کی نافرمانی نہیں چاہتا۔ ایک دن ان کے دل میں خیال آگیا کہ با وجود کریم ہونے کے اللہ تعالیٰ نے

تیس سال تک میری دُعا قبول نہیں کی۔

ایک راستہ تقویٰ ہے اور دوسرا راستہ توبہ ہے

آسمان سے آواز آئی کہ اے اسفرائینی تو مجھ سے عصمت مانگتا ہے جب کہ میں نے اپنا ولی اور محبوب بنانے کے دو راستے رکھے ہیں ایک تقویٰ کا راستہ، ایک توبہ کا راستہ کیا تو نے قرآن پاک میں نہیں پڑھا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے جب دو کھڑکیاں ہیں تو تو ایک کھڑکی کیوں مقرر کر رہا ہے اگر بربنائے بشریت خطا ہو جائے تو توبہ کے راستے سے میرے قریب آجا۔ جان بوجھ کر خطا نہ کر لیکن جب کیچڑ زیادہ ہو جاتی ہے تو کبھی ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے۔ لہٰذا اگر خطا ہو جائے تو توبہ کر کے میرا محبوب بن جا۔ تو تقویٰ کے دروازے ہی سے کیوں آنا چاہتا ہے جب کہ میں نے دوسرا دروازہ توبہ کا بھی کھولا ہوا ہے۔ جب میں نے دو دروازے کھولے ہیں تو اپنے لیے ایک دروازہ کیوں مقرر کرتا ہے۔ توبہ کے راستہ سے میرا محبوب بن جا۔ گناہ سے محفوظ ہونے کی دُعا کرو معصوم بننے کی دُعا مت کرو۔

جاہ اور باہ دو مہلک بیماریاں

لہٰذا اگر خطا ہو جائے تو توبہ میں دیر نہ کرو اور گناہوں سے بچنے میں جان کی بازی لگا دو۔ دو جملوں میں پورا سلوک عرض کر رہا ہوں۔ دو ہی بیماریاں ہیں جو سالک کو اللہ سے دور رکھتی ہیں۔ ایک جاہ دوسری باہ۔ کہتے ہیں قوت مردانگی، شہوت، خواہش جس سے مغلوب ہو کر انسان بدنظری زنا اور شہوت کے گناہوں میں مبتلا ہو کر اللہ سے دُور

ہو جاتا ہے۔ جاہ کہتے ہیں کبر و عجب بڑائی، مخلوق میں شہرت و عزت چاہنا۔ ان دو بیماریوں کو اگر انسان نکال دے تو اللہ والا ہو جاتا ہے۔

آہ اور اللہ کا قرب

بس جاہ کا جیم نکال دو اور باہ کا بانکال دو۔ پھر کیا رہ جاتے گا؟ آہ اور آہ کو اللہ سے اتنا قرب ہے کہ جب اللہ کہو گے تو اپنی آہ کو اللہ میں پاؤ گے۔ ہماری آہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک میں شامل کر رکھا ہے تاکہ جاہ اور باہ نکالنے کے مجاہدہ میں ان کو غم ہو تو اپنی آہ کو میرے نام میں پالیں۔ بتائیے دو جملوں میں پورا تصوف آگیا یا نہیں کہ جاہ کا جیم اور باہ کا بانکال دو۔ اب جاہ اور باہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ دل سے اپنی بڑائی نکال دی اور شہوت کے تقاضوں پر غالب ہو گئے تو سمجھو کہ جاہ کا جیم نکال دیا اور باہ کا بانکال دیا یہی دو چیزیں ہیں جو انسان کو مردود اور شیطانوں کی چال پر چلا کر اللہ سے دور کرتی ہیں۔ کوئی کبر سے ہر وقت اپنے کو بڑا سمجھتا ہے، کوئی ٹیڈیوں کے چکر میں ہے اس کو قوت مردانگی اور باہ نے مغلوب کیا ہوا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس کی تمام بیماریوں میں اصل دو ہی تو ہیں، باقی سب اس کی شاخیں اور برانچ ہیں ایک جاہ ایک باہ جاہ کے معنی ہیں اپنے کو بڑا سمجھنا۔ بس اس کو مٹا دو۔ ابھی کیسے فیصلہ کرتے ہو کہ ہم بڑے ہیں یہ فیصلہ تو قیامت میں اللہ کرے گا۔ ہماری قیمت اللہ لگائے گا جو غلام اپنی قیمت خود لگاتا ہے احمق پاگل اور بے وقوف ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ سے سیکھئے۔ کیا فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

جب میدان قیامت میں اللہ قیمت لگا دے تو ان کے کرم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جنت میں چلے جاؤ۔ مگر دنیا میں اپنی قیمت لگانے والا جو کسی بھی انسان سے اپنے کو بہتر سمجھتا ہے متکبر ہے۔

کبر کا ایٹم بم اور اس کے اجزائے ترکیبی

سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ایک سرسوں کے دانہ کے برابر بڑائی ہوگی وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ جنت میں جانا تو درکنار اس کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی لَایَجِدُ رِیْحَهَا جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا تو آپ بتائیے کبر کا یہ میٹریل جس کی خبر سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دی اتنا بڑا ایٹم بم ہے کہ جس سے انسان جنت سے محروم ہو جاتے اس کی ہوا بھی نہ پائے اس کا نام تکبر ہے۔ لہٰذا اس کی فکر ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ایٹم بم ہمارے دل میں ہو اور ہمیں پتہ بھی نہ چلے۔ لہٰذا بم ڈسپوزل اسکواڈ یعنی اہل اللہ سے مشورہ کرلیں کہ دل کے کسی کونے میں کہیں یہ ایٹم بم تو نہیں ہے

بَطَرُ الْحَقِّ اور غَمْطُ النَّاسِ کبر کے دو جزو اعظم

تکبر کیا ہے؟ اس کے اجزائے ترکیبیہ سے سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مطلع فرمادیا بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ حق بات قبول نہ کرنا کبر ہے جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے، کچھ بھی کہتے رہو، ہم عمل نہیں کریں گے۔ ہم مولویوں کی بات نہیں سنتے۔ حق بات جانتا ہے، دل کہہ رہا ہے کہ یہ شخص حق بات کہہ رہا ہے مگر اس کو قبول نہ کرے یہ متکبر ہے اور دوسری علامت ہے غَمْطُ النَّاسِ ۔ الناس کا لفظ سن لیجئے

مومن نہیں فرمایا الناس فرمایا۔ لہٰذا اگر کسی کافر کو بھی حقیر سمجھتا ہے تو کبر آگیا اور وہ سزا کے لائق ہو گیا۔ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ اب آپ کہیں گے کہ بھلا کافر کو بھی ہم حقیر نہ سمجھیں! تو خوب سمجھ لیجئے کہ کافر کے کفر سے بغض رکھنا فرض ہے مگر کافر کو حقیر نہ سمجھنا حرام ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مرتے دم اس کو کلمہ نصیب ہو جائے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

کفر سے نفرت واجب کافر کو حقیر سمجھنا حرام

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہندو بنئے کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ پوچھا کہ لالہ جی! تو کہاں سے جنت میں آگیا اس نے کہا کہ مولوی صاحب مرتے دم ان کہی کہہ لی تھی یعنی کلمہ پڑھ لیا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہندو کلمہ کو ان کہی کہتا ہے یعنی نہ کہنے والی بات لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق ہو گئی۔ عمر بھر رام رام کیا تھا مگر مرتے وقت کام بن گیا۔ کافر کو بھی حقیر سمجھنا اسی لیے حرام ہے۔ نہ معلوم خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہیچ کافر را بہ خواری منگرید
کہ مسلماں بودنش باشد امید

کسی کافر کو بھی ذلیل مت سمجھو، حقارت سے مت دیکھو کیونکہ مرنے سے پہلے اس کے مسلمان ہو جانے کی امید ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر لکھا ہو اور اپنے بارے میں سوچو کہ نہ معلوم علم الٰہی میں خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔ کیا گارنٹی کیا ضمانت ہے۔

مجدّدِ اعظم حکیم الاُمت تھانوی کی شانِ عبدیت وفنائیت

اس لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اشرف علی اپنے کو ساری دنیا کے مسلمانوں سے فی الحال بدترین سمجھتا ہے یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو اور میرا کوئی عمل قبول نہ ہو اور اللہ ناراض ہو ہمیں کیا پتہ ہے اور فرماتے تھے کہ ساری دُنیا کے کافروں سے اور ساری دُنیا کے جانوروں سے سور اور کُتّوں سے اشرف علی اپنے کو بدتر اور کمتر سمجھتا ہے فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں کہ نہیں معلوم میرا خاتمہ کیسا ہوگا اور جب خاتمہ کا علم نہیں تو بھی اپنے کو کیسے بہتر سمجھوں۔ سُبحان اللہ! حضرت کے کیا علوم ہیں اور الفاظ میں بھی کیا نور ہے۔ مسلمانوں سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے بدتر سمجھتا ہوں فی المآل۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب خیال آتا ہے تو دل لرز جاتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا اور فرماتے تھے کہ جہاں اہل جنت جوتیاں اُتاریں گے اگر اشرف علی کو ان کی جوتیوں میں جگہ مل جائے گی تو میں اس کو غنیمت سمجھوں گا اور اس کا بھی مجھے استحقاق نہیں بلکہ یہ اس لیے ہے کہ دوزخ کا تحمل نہیں اور ایک ہم ہیں کہ جنت کی ٹھیکیداری لیے ہوئے ہیں۔ چند رکعات نفل پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ بس جنت کے مالک ہوگئے یہ حماقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

کبر کا بم ڈسپوزل اسکواڈ

اس لیے دوستو! کبر کا مرض جب اتنا خطرناک ہے کہ جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی

حج عمرہ تہجد اشراق سب کچھ ہوتے ہوئے بھی جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اور یہ ارشاد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جب یہ اتنا خطرناک بم ہے کہ آدمی جنت سے محروم ہو جائے تو پھر آپ کیوں بم ڈسپوزل اسکواڈ سے نہیں ملتے۔ وہ کون ہیں؟ وہ اللہ والے مشائخ و بزرگانِ دین ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ میرے اندر کبر تو نہیں ہے۔ ان کے پاس رہیں گے تو وہ خود بتا دیں گے ان شاء اللہ۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جب خانقاہ میں کوئی قدم رکھتا ہے اور ایک نظر اس کو دیکھتا ہوں تو اس کی ساری بیماریاں دل میں آجاتی ہیں جیسے ایکسرے ہو جاتا ہے کہ اس میں کبر ہے، اس کی آنکھوں میں شہوت کا اثر ہے، یہ حسینوں کی تاک جھانک کرتا ہے۔ پہلی ہی نظر میں سب پتہ چل جاتا ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ تزکیہ و اصلاح کا کام لیتے ہیں ان کو یہ ملکہ بھی عطا فرماتے ہیں۔

کبر سے نجات کا طریقہ

لہٰذا دو چیزوں سے بچئے۔ نمبر ایک اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھئے اور ساری دُنیا کے انسانوں سے اپنے کو کمتر سمجھئے تو گویا آپ غَمْطُ النَّاسِ سے بچ گئے اور احتیاطاً کبھی کبھی صبح و شام زبان سے کہہ بھی لیجئے کہ اے اللہ میں تیرے سارے مسلمان بندوں سے فی الحال کمتر ہوں اور تیرے تمام کافروں اور جانوروں سے بدتر ہوں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے۔ اگر زبان سے آپ کہتے رہیں گے تو ان شاء اللہ دوسروں کی حقارت دل میں نہیں آئے گی اور دوسرے یہ کہ حق بات قبول کر لیجئے۔ جب معلوم ہو جائے کہ فلاں بات حق ہے اس کو فوراً قبول کر لیں بس تکبر سے پاک ہو گئے کیونکہ کبر کے اجزائے ترکیبی اور مٹیریل میں یہی دو باتیں تھیں اور دونوں سے آپ نجات پا گئے۔ جو حق بات کو قبول کر لے اور اپنے کو بڑا نہ سمجھے

وہ کبر سے پاک ہے۔

نافرمانوں کو حقیر نہ سمجھنے کا طریقہ

کسی انسان کی چاہے کتنی ہی خراب حالت ہو، کوئی کتنا ہی زانی شرابی ہو حقیر نہ سمجھئے۔ آپ کہیں گے کہ کافروں سے اور نافرمانوں سے تو نفرت ہوتی ہے۔ نفرت اور بغض کافر و نافرمان کے عمل سے کرو۔ کافروں کے کفر سے، فاسقوں کے فسق سے نفرت و بغض رکھنا واجب ہے یعنی عمل سے نفرت کرو عامل سے نہ کرو۔ فعل سے نفرت کرو اس کے فاعل سے نفرت نہ کرو۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ تو بہت مشکل ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت آسان ہے جیسے کوئی شہزادہ جس کا چہرہ چاند کی طرح سے ہو لیکن روشنائی لگا کر آئے تو آپ شہزادہ کو حقیر سمجھیں گے یا اس کے روشنائی لگانے کے فعل کو؟ شہزادہ کو حقیر نہیں سمجھیں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ شہزادہ ہے، نہ معلوم کب چہرہ کو دھولے اور چاند کی طرح چمک جائے۔ بس اس سے سمجھ لیجئے کہ فعل سے نفرت کیجئے لیکن فاعل کو حقیر نہ سمجھئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ابھی توبہ کرکے ایمان لا کر ولی اللہ ہوجائے۔ البتہ جس کو نافرمانی میں مبتلا دیکھے تو دُعا کرلے کہ یا اللہ ان کے فعل سے ہم کو محفوظ فرما اور یہ دعا بھی پڑھ لے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا شکر ہے کہ اے خدا آپ نے مجھے اس گناہ میں مبتلا نہیں فرمایا اگر کبھی کسی کو دیکھو اور اوّل تو دیکھو ہی نہیں لیکن کبھی نظر پڑجائے کہ کوئی کسی ٹیڈی کو دیکھ رہا ہے تو فوراً اپنی نظر بچا کر کہو کہ اے اللہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھے اس مصیبت سے بچایا ہوا ہے، اس روحانی بیماری سے محفوظ رکھا ہے۔

حصولِ تقویٰ کا آسان طریقہ

اب میں آپ سے اپنے شیخ و مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات عرض کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کمالِ رحمت ہے کہ جہاں تقویٰ فرض کیا تقویٰ کو آسان کرنے کا نسخہ بھی بیان کر دیا۔ وہ کیا ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اہلِ تقویٰ کے ساتھ رہو۔ دیکھتا ہوں کب تک گناہ کرو گے۔ ان کے ساتھ رہتے رہتے ایک دن مزاج بدل جائے گا۔ پہلے جو بھنگی پاڑہ میں رہتا تھا لیکن اب باغ میں رہتا ہے پھولوں میں رہتا ہے، چنبیلی اور گلاب کے درمیان رہتا ہے اس کا مزاج بھنگی پن کا ختم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ بھنگی پاڑے میں جا کر گو کا کنستر نہیں سونگھے گا۔ ہمت سے کچھ دن تک بھنگی پاڑہ جانا چھوڑ دو۔

عشقِ مجازی کے شدید بیماروں کے لیے نسخۂ اصلاح

اگر خانقاہ سے نکلنے میں خطرہ ہے کہ نفس پھر بھنگی پاڑہ لے جائے گا اور گناہ کرا دے گا تو سال دو سال کے لیے باہر نکلنا چھوڑ دو۔ کوئی رشتہ دار ہو، کوئی ہو سب کو اللہ پر فدا کر دو اور کہہ دو کہ وہی یہاں آکر مل لیں وہ کچھ بھی کہتے رہیں کہ اللہ کا راستہ بہت مشکل ہے کسی کی پروا نہ کرو۔ پھر یہی رشتہ دار آپ کے قدم چوم لیں گے جب تقویٰ کا تاج آپ کے سر پر ہو گا، آپ کی آنکھوں سے نورِ تقویٰ ٹپکے گا زبان سے تقویٰ کی خوشبو ظاہر ہو جائے گی۔ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا اللہ تعالیٰ وعدہ کرتے ہیں کہ جو گناہ چھوڑ دے، میرا بن جائے میں اس کو خود محبوب کر دوں گا۔ اس کو کوئی تعویذ،

کسی تسخیر کے عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وہ میرا بن گیا تو اب میرا کام ہے کہ میں مخلوق میں اس کو محبوب کر دوں۔ تم یہ کیوں سمجھتے ہو کہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا راستہ سخت ہے۔ کہہ دو کہ میں مریض ہوں، میرے شیخ نے تجویز کیا ہے کہ دو سال تک خانقاہ سے نہ نکلو۔

علامہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

دیکھئے علامہ خالد کردی، ملک شام کے اتنے بڑے عالم شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ میں چلہ کھینچنے دِلّی آئے۔ شاہ غلام علی صاحب حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ تھے۔ ان سے ملاقات کے لیے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تشریف لائے۔ علامہ خالد کردی نے ان کو پرچہ لکھ بھیجا کہ اس وقت میں اپنے شیخ کی خدمت میں چلّہ کر رہا ہوں اس وقت میں شیخ کے علاوہ کسی اور طرف توجہ نہیں کرسکتا۔ میں چلّہ کی تکمیل کر لوں پھر خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ یہ ہے اصلاح کا منصب کہ شیخ جو کہہ دے اس پر عمل کرو۔ کچھ بھی ہوتا رہے۔ جب تک ساری مخلوق کو، اپنے رشتہ داروں کو، اپنی تجارت گاہوں کو، اپنی آرزوؤں کو اللہ کی مرضی پر فدا نہ کرو گے اللہ نہ ملے گا۔ خود کو مرضیاتِ الٰہیہ کے تابع کر دو پھر دیکھو کیا ملتا ہے۔ جو شخص عشقِ مجازی کے بہت ہی شدید مریض ہیں، مرض کی انتہا تک پہنچے ہوتے ہیں ان کے لیے کہتا ہوں کہ دو سال تک خانقاہ میں رہیں، باہر نہ نکلیں، پان کھانے بھی باہر نہ نکلیں یہیں منگوالیں۔ پھر دیکھئے کہ اللہ والے ہوتے کہ نہیں، اب اگر کوئی پھولوں میں رہتا ہے لیکن درمیان میں بھنگی پاڑہ بھی جاتا رہے تو گلشن کہاں تک اس کا مزاج بدلے گا۔ مہینے دو مہینے چار مہینے میں کسی بہانہ سے خانقاہ سے نکل گئے کہ میرا فلاں رشتہ دار بیمار ہے، پردیس سے میرا بھائی آیا ہوا ہے اور گناہوں کے اڈوں پر

پہنچ گئے بھنگی پاڑہ کے کنستر مل گئے اور پھر سونگھ لیا۔ مزاج پھر خراب ہوگیا اور ساری محنت ضائع ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ میرے شیخ کے درجات بلند فرماتے۔ کیا کہوں عجیب و غریب شیخ تھے۔ فرماتے تھے کہ تقویٰ والوں کے ساتھ رہو اور ان کے دامن کو مضبوط پکڑ و ے

دامن آں نفس کش را سخت گیر

اور فرماتے تھے کہ جہاں اللہ پاک کی کوئی آیت آئی ہے اور کسی قسم کا حکم دیا گیا ہے تو اس کی آسانی کا طریقہ بھی اللہ پاک نے وہیں نازل فرمادیا۔ جیسے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰہَ تقویٰ یوں تو تمہارے لیے مشکل ہوگا لیکن آسانی سے کیسے حاصل ہوگا؟ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ متقیوں کے ساتھ رہو۔

صفت صمدیت حق تعالےٰ کی احدیت کی دلیل ہے

اور فرمایا کہ دیکھو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ میں احد نازل ہوا واحد نازل نہیں کیا حالانکہ واحد بھی اللہ کا نام ہے اور واحد کے معنی بھی ایک ہیں۔ احد اور واحد میں کیا فرق ہے؟ احد کا اطلاق صرف ایک پر ہوتا ہے اور واحد کا اطلاق متعدد پر بھی ہوجاتا ہے جیسے واحد مِائۃ ایک سو، واحد الف ایک ہزار۔ واحد ایک ہے لیکن ہزار پر بھی اطلاق ہو رہا ہے عرب جب کہے گا کہ ایک ہزار لاؤ تو واحد الف کہے گا، ایک سو کو واحد مائۃ کہے گا۔ لیکن احد الف احد مائۃ عربوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ احد کا اطلاق صرف ایک ہی ذات پر ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے خاص یہ آیت نازل کی کہ احدیت میرے لیے خاص ہے۔ واحد کا استعمال تم ایک ہزار روپیہ پر بھی کر سکتے ہو جیسے واحد الف کہتے ہو لیکن احد کا لفظ سوائے اللہ کے کہیں استعمال نہیں ہوسکتا۔ اب دلیل کیا ہے۔ سُنئے حضرت

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دلیل ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ کیونکہ اشتراک دلیل احتیاج ہے۔ مشترک حکومت قائم کرنا، لمیٹڈ فرم قائم کرنا یہ محتاجی ہوتی ہے۔ جب اکیلا آدمی نہیں چلا سکتا تب لمیٹڈ فرم قائم کرتا ہے۔ اشتراک ہمیشہ احتیاج کی دلیل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس لیے اشتراک نہیں کرتا ہوں، اپنا کوئی شریک نہیں رکھتا ہوں کیونکہ میں صمد ہوں۔ صمد کے کیا معنی ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صمد کی تفسیر فرماتے ہیں اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ جو ساری کائنات سے مستغنی ہو وَالْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ کیونکہ میں سارے عالم سے بے نیاز ہوں اور سارا عالم میرا محتاج ہے پس یہ عدم احتیاج میرے احد ہونے کی دلیل ہے۔ میری احدیت کی دلیل میری صمدیت ہے۔ اس لیے میرے سوا کوئی خدا نہیں ہو سکتا۔ کیا کہیں کیسا شیخ تھا۔ یہ الہامی علوم ہوتے تھے میرے شیخ کے۔ کیا عجیب علم ہے کہ احدیت کی دلیل یہی صمدیت ہے۔ اللہ اس لیے واحد ہے کہ اس کو اشتراک کی احتیاج نہیں ہے۔ اس کا صمد ہونا یعنی اشتراک کا محتاج نہ ہونا دلیل ہے اس کے احد ہونے کی۔ یہی دلیل پیش کر دی کہ چونکہ میں سارے عالم سے بے نیاز ہوں اور سارے عالم کو اپنا نیازمند ومحتاج رکھتا ہوں یہ میری صمدیت دلیل ہے میری احدیت کی۔ سُبحان اللہ کیا علوم اور کیا دلائل ہوتے تھے میرے شیخ کے کہ مزہ آجاتا تھا۔

تبدیل سیّات بالحسنات پر مولانا رومی کی عجیب تمثیل

خیرات میں مولانا رومی کی ایک بات پیش کر کے بیان ختم کرتا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر ہمارے اندر مادۂ نافرمانی رکھ دیا تو مادۂ تقویٰ

بھی رکھ دیا۔ اس کی ایک مثال پیش فرماتے ہیں کہ اگر جنگل میں گوبر پڑا ہوا ہے اور سورج کی شعاعوں سے خشک ہوگیا جس کو کسی ملک میں کنڈا کہتے ہیں کوئی اوپلا کہتا ہے۔ اس کو نان بائی تنور میں ڈال دیتا ہے پھر وہ سُرخ ہو جاتا ہے اور سارا تنور روشن ہو جاتا ہے اور اس سے تندوری روٹی پک جاتی ہے۔ کیونکہ گوبر خشک ہو کر پاک ہوگیا پھر آگ بن کر لال ہوگیا اس نے روٹی بھی پکا دی اور روشنی بھی پیدا کر دی۔ تو یہ کس کا فیض ہے؟ اللہ کی ادنیٰ مخلوق سورج کا یہ اثر ہے کہ گوبر اور نجاست کو یہ مقام ملا کہ پاک ہوگئی۔

آفتاب ظاہری کا اثر نجاستوں پر

یہ تو گوبر کا خشک حصہ تھا لیکن سورج کی شعاعوں سے جب معدہ زمین گرم ہوا تو اس نے گوبر کا سیال، پتلا اور لیکوئیڈ حصہ چوس لیا جو کھاد بن گیا۔ اب اسی کھاد سے گلاب اور چنبیلی سوسن و ریحان، خوشبو اور بیلا پیدا ہو رہا ہے تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا آپ کی مخلوق سورج کی شعاعوں میں یہ اثر ہے کہ نجاستِ غلیظہ کے ایک حصے کو تنور میں روشن کر دیتی ہے اور ایک حصہ کو گلاب اور چنبیلی بنا دیتی ہے جب آپ کے ظاہری سورج کی شعاعوں میں یہ تاثیر ہے تو آپ کے کرم کا سورج جس پر چمک جاتے اس کے اخلاق رذیلہ کا کیا عالم ہوگا۔ اس کے تقاضوں کی نجاستوں کا کیا عالم ہوگا۔ اس کے اخلاقِ رذیلہ اور تقاضائے گناہ کیوں نہ ایک دم میں اخلاق حمیدہ اور ذوق عبادت سے تبدیل ہو جائیں گے۔ آہ! پھر یہ شعر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

آفتابت بر حدثہا می زند

اے خدا آپ کا آفتاب آسمانی ظاہری نجاستوں پر اثر کرتا ہے اور ؎

لطف عام تو نمی جوید سند

آپ کا لطفِ عام قابلیت نہیں تلاش کرتا اگر قابلیت تلاش کرتا تو آپ کے آسمان کا سُورج نجاستوں پر اثر نہ کرتا۔ سُورج کہتا کہ میری شعاعوں کا توہین اور میری شعاعوں کا عظمت کے خلاف ہے کہ میں پاخانہ پر اپنا اثر ڈالوں۔ اپنی رفتار بدل دیتا۔

آفتابِ رحمتِ حق کا اثر باطنی نجاستوں پر

لیکن اے خدا جب آپ کا آسمان والا سورج نجاستوں کو سوسن و گلاب و چنبیلی بنا رہا ہے اور تنور میں روشن کر کے روٹی پکا رہا ہے تو آپ کے کرم کا سُورج کیسا ہوگا جب آپ کی مخلوق سُورج، آپ کی ادنیٰ بھیک کا یہ حال ہے تو آپ کے کرم کی بھیک کا کیا عالم ہوگا اور بھیک دینے والے کے کرم کا کیا عالم ہوگا۔ جس کے دل کی نجاستوں پر جس کے دل کے گندے تقاضوں پر آپ کی رحمت اور کرم کی شعاع پڑ جاتے پھر اس کے وہی تقاضے اور رذائل نور تقویٰ بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی عطا کے لیے سند نہیں چاہتے، وہ خود قابلیت دے دیتے ہیں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب جانوروں کے گوبروں اور نجاستوں کو اللہ تعالیٰ خلعتِ گُل اور خلعتِ نُور عطا کر رہے ہیں ؎

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہی

اے اللہ جب آپ خبیث نجاستوں کو یہ خلعت، یہ پوشاک اور یہ لباس عطا کر رہے ہیں، گلاب و چنبیلی کا لباس، روشنی و نور کا لباس تو ؎

من چہ گویم طیبیں را چہ دہی

تو اے اللہ آپ اپنے پاک بندوں کو کیا کچھ عطا فرماتے ہوں گے جلال الدین رومیؒ اس کے بیان سے قاصر ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے کرم کا سورج اللہ والوں پر اور اللہ کے دین پر چلنے والوں پر، سالکین اور مریدین کے دلوں پر، ان کے آہ و نالوں پر کیا کیا نعمتیں برساتا ہے۔

نسبت مع اللہ کے آثار

جب آپ کے کرم کا سورج ان پر طلوع ہوتا ہے تو اخلاق رذیلہ اخلاق حمیدہ سے بدل جاتے ہیں۔ وہی محبت جو مرنے والی لاشوں پر فدا ہو رہی تھی، وہی محبت اب سجدوں میں اللہ پر فدا ہو رہی ہے، وہی محبت بصورت سُبحان ربی الاعلیٰ اللہ کے قدموں میں اپنا سر رکھے ہوتے ہے جو سب سے بڑے ہیں، جو خالق سر ہیں۔ عزت اسی کی ہے جو خالق سر کے قدموں میں سر رکھ دے۔ جس سر نے خالق سر کے قدموں میں سر رکھ دیا اس کے سارے ہو گئے پھر اس کی کوئی مشکل قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ سب سے بڑے کے قدموں میں سر آگیا۔ اب ساری مشکل اس کی سر ہو گئی۔

نورِ تقویٰ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

تو دوستو! یہ عرض کر رہا ہوں۔ چند دن کا معاملہ ہے تھوڑی سی ہمت کر لیجئے اور بدپرہیزی نہ کیجئے یعنی گناہ کے تقاضوں پر عمل نہ کیجئے۔ جس طرح سورج جنگل کے گوبروں کو سکھا کر اوپلا اور معدۂ زمین کو گرم کر کے اس کے لیکوئیڈ کو کھاد بناتا ہے اسی طرح گناہوں کے تقاضوں کو مجاہدہ کے سُورج کی شعاعوں سے سوکھنے دو۔ یعنی تقاضوں پر عمل نہ کرو

تو ایک دن نورِ تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی گوبر کو سوکھنے ہی نہ دے اور روزانہ بیل اس پر تازہ گوبر کر دے تو جو حصہ سورج نے خشک کیا تھا وہ پھر نرم ہو جائے گا اور خشک نہیں ہونے دے گا اور معدۂ زمین جو گرم ہوا تھا چوسنے کے لیے وہ پھر ٹھنڈا ہو جائے گا اور سورج کی شعاعوں کی ساری نعمت ضایع ہو جائے گی۔ ایسے ہی بعض لوگ بد پرہیزی کر کے اپنے شیخ کی محنتوں کو ضایع کر دیتے ہیں۔ وَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکیٰ اور اللہ تعالیٰ ہی سے میری فریاد ہے۔

فلاح کے معنی

اور آیت پاک کا ترجمہ یہ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا جس نے اپنا تزکیہ کر لیا اس کو دونوں جہاں کی فلاح مل گئی وہ دونوں جہاں پا گیا، دُنیا بھی پا گیا آخرت بھی۔ کیونکہ فلاح کے معنی ہی یہ ہیں جَمِیْعُ خَیْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا پوری دُنیا کی فلاح پوری آخرت کی فلاح۔ دونوں جہان پا گیا وہ جس نے اپنا تزکیہ کر لیا اور مزکّی کا حکم مان لیا، جو تزکیہ کرنے والا شیخ ہے اس کا حکم مان لیا۔ شیخ جیسے کہے ویسے کرلو۔ نہ خاندان دیکھو نہ پان دان دیکھو۔ جان دے دو۔ انشاء اللہ یہی خاندان تمہاری جوتیاں اٹھاتے گا۔ بس دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

اے اللہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں میرے اس وعظ کو قبول فرما اور اس وعظ کو قبول فرما کر یا اللہ واعظ کو بھی اور جتنے سامعین ہیں ان سب کو، میری زبان کو میرے دوستوں کے کانوں کو قبول فرما کر ہم سب کو مجسم مکمل مقبول فرما اور اپنی رحمت سے ہمارے سینوں سے مجرم دل کو نکال کر اے خدا اس مجرم دل کو اللہ والا دل بنا دے۔ تقویٰ والا دل بنا دے۔ آپ تو قادر ہیں کہ آگ کو پانی کر دیں پانی کو آگ کر دیں۔ خوشی کو غم کر

دیں غم کو خوشی کر دیں۔ ہمارے دل کو درد بھرا دل عطا فرما دیں اور اللہ والا دل عطا فرما دیں۔ سلامتی اعضا اور سلامتی ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرمائیے۔ سلامتی اعضا اور سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے یہ دعا ہمارے لیے ہمارے بچوں کے لیے آپ سب کے لیے آپ کے بچوں کے بچوں کے لیے گھر والوں کے لیے یا اللہ سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے قبول فرما یا رب العالمین ہم سب کو اپنے اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے یعنی نسبت اولیائے صدیقین وہ اختر کو اس کی اولاد کو گھر والوں کو اس کے رشتہ داروں کو اور میرے سارے سامعین حضرات کو ان کے گھر والوں کو یا اللہ اپنی رحمت سے نسبت اولیائے صدیقین عطا فرما دے۔ اور ایک دعا آج کل اختر مانگ رہا ہے آپ سب سے آمین کی درخواست کرتا ہوں کہ اے خدا ہم سب کو ایسا ایمان ایسا یقین عطا فرما دے کہ ہماری زندگی ہر سانس آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں ایسی محبت اپنی عطا فرما دیجئے، ایسا جذبہ عطا فرما دیجئے، ایسی عظیم ہمت عطا فرما دیجئے کہ اے خالق حیات اے ہماری زندگی کے پیدا کرنے والے اور ہماری زندگی کو باقی رکھنے والے اور ہماری زندگی کو پالنے والے اپنی رحمت سے ہماری زندگی کے اندر ایسا ایمان اور یقین بھر دیجئے کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ کی رضا اور خوشی کے اعمال پر فدا ہو اور آپ کو ایک سانس بھی ہم ناراض نہ کریں یعنی آپ کی نافرمانی میں ایک سانس بھی مبتلا نہ ہوں۔ اگر کبھی خطا ہو جائے تو اے اللہ توفیق توبہ سے سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کر کے نہایت ہی ندامت کے ساتھ توبہ کی توفیق عطا فرما دیجئے۔ ہماری دنیا آخرت سب بنا دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

انعامِ تسلیم و رضا

منکشف رازِ تسلیم جس پر ہوئی
اس کا غم رازدارِ مسرت ہوا

راہِ تسلیم میں جس نے سر دے دیا
اس کا سر تاجدارِ محبت ہوا

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

انجامِ حسنِ فانی

کسی گلفام کو کفنا رہا ہوں
جنازہ حسن کا دفنا رہا ہوں
لگانا دل کا ان فانی بتوں سے
عبث ہے دل کو یہ سمجھا رہا ہوں

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۳۰

نزولِ سکینہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——————— نزولِ سکینہ

واعظ ——— عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع ومرتب ——————— سید عشرت جمیل میر

کتابت ——————— محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ——— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی، ایم ایڈ)

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست مضامین

نزولِ سکینہ بَر قلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو! سُن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے
اس میکدۂ غیب سے کیا جام مِلا ہے
ہے دُور مجھ سے دوستو دُنیائے تفکر

حکیم محمد اختر صاحب

عرضِ مرتب

۱۹؍ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۹۴ء جمعہ کے اجتماع میں ساڑھے گیارہ بجے صبح مسجد اشرف گلشن اقبال ۲ کی محراب سے عارف باللہ حضرت مولانا و مرشدنا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک خاص مضمون بیان فرمایا جس میں حضرتِ والا نے اپنے دل نشین و جاں فزا انداز میں روح المعانی اور بیان القرآن کے حوالوں سے سکینہ کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سکینہ وہ نور ہے جو مومنین کاملین کے قلوب پر نازل ہوتا ہے اور یہ نعمت کائنات میں ماسوائے مومنین کاملین یعنی اولیاء اللہ کے کسی کو دستیاب نہیں کیونکہ یہ مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَاءِ ہے مُخْرَجٌ مِنَ الْاَرْضِ نہیں ورنہ ہر غیر متقی بھی اس کو حاصل کر لیتا۔

لہٰذا پیش نظر وعظ میں حضرت والا نے سکینہ کی تعریف اور اس کی تفسیر و علامات اور نورِ سکینہ کا محل نزول اور اس کے حصول و حفاظت کا طریقہ نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور آیت شریفہ کے اگلے جز لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِہِمْ کی تفسیر اور اس بارے میں شرح بخاری فتح الباری کی تشریح سے ثابت فرمایا کہ یہ ازدیاد ایمان وہی چیز ہے جس کو صوفیاء نسبتِ خاصہ سے تعبیر کرتے ہیں اور آخر میں حضرت والا نے مسلم شریف کی حدیث مبارکہ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللہَ .... الخ کی نہایت عاشقانہ تشریح کے

ساتھ ایک علمِ عظیم بیان فرمایا کہ اس آیت پاک اور حدیث مبارکہ کے امتزاج سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ ازدیادِ ایمان یعنی حصولِ نسبتِ خاصہ کا ذریعہ ہے جس کو سُن کر اہل علم حضرات پھڑک گئے اور فرمایا کہ ہم نے کسی کتاب میں یہ علم نہ دیکھا تھا ۔

مَیں ہی اس پہ مَر مِٹا ناصح تو کیا بیجا کیا
مَیں تو دیوانہ تھا دُنیا بھر تو سودائی نہ تھی

عرض یہ وعظ حضرت والا کے عالمانہ و عاشقانہ رنگ کا حسین امتزاج ہے۔ بس کلام کو مختصر کرتا ہوں کیونکہ مجھ ایسے ناقص و بے علم کی تعریف سے حضرت والا کے کمالات مستغنی ہیں ۔

زعشق ناتمام من جمال یار مستغنی
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

وعظ کا نام "نزولِ سکینہ" تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور قیامت تک کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین!

العارض
احقر محمد عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ
خادم حضرت والا دامت برکاتہم



نزولِ سکینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی   اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
هُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا
مَّعَ اِیْمَانِهِمْ   (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح)

آج ایک خاص مضمون کا داعیہ پیدا ہوا کہ میں اس آیت کی تفسیر کردوں اور اس نعمت کو آپ لوگوں سے بیان کردوں جو نعمت ساری کائنات میں دستیاب نہیں ہے اس لیے کہ یہ آسمان سے عطا ہوتی ہے زمین والوں کی دست رسی وہاں تک نہیں ہے کیونکہ زمین پر بسنے والوں کی رسائی وہاں تک نہیں ہے جو نعمت میں ابھی پیش کر رہا ہوں اہل دنیا پوری کائنات کے اندر ساری کائنات میں چکر مار لیں مگر وہ دستیاب نہیں ہے نہ مل سکتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو آسمان سے اتارتے ہیں آسمان سے اُتارنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے جب تک کہ ہم آسمان والے کو راضی نہ کرلیں ؎

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

جو اللہ تعالیٰ سے روتا ہے، گڑگڑاتا ہے اسی کو اللہ یہ نعمت دیتا ہے ؎

گڑگڑا کے جو مانگتا ہے جام
ساقی دیتا ہے اس کو مے گلفام
ناز و نخرے کرے جو مے آشام
ساقی رکھتا ہے اس کو تشنہ کام

ناز و نخرے اور تکبر کی راہ سے یہ نعمت عطا نہیں ہوتی، یہ تو گڑگڑانے سے ملتی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس نعمت کو ایمان والوں کے لیے خاص رکھا ہے اور اس نعمت کے بعد خود ایمان والوں کا درجہ بڑھ جاتا ہے۔ ایک تو ایمان والے وہ ہیں جو صرف صاحب ایمان ہیں۔ ان کا ایمان عقلی ہے، استدلالی ہے اور موروثی ہے کہ ابا مسلمان تھے لیکن اس نعمت کے بعد ایمان کس مقام پر پہنچتا ہے اور وہ مقام اولیائے صدیقین کا ہے جس کی تفسیر میں آج ان شاء اللہ بیان کروں گا۔

اس سے پہلے ذرا کچھ تمہید پیش کرتا ہوں کیونکہ دانہ ڈالنے سے پہلے ہل جوتنا پڑتا ہے ہمیں دلوں کی زمین پر ہل جوتنا ہے، ہلچل مچانا ہے۔ ہلچل کیا ہے؟ جہاں ہل چل جائے لوگ کہتے ہیں کہ بھئی ہلچل مچ گئی۔ ہلچل کے معنی ہیں کہ جس زمین پر ہل چل جائے۔ زمین کے ذرے ذرے بکھر جائیں، مٹی کے ذرے ذرے بکھر جائیں۔ بس یہی سمجھ لیجئے کہ دل میں پہلے ہلچل مچانا ہے، جب ہل چلے گا پھر بعد میں دانہ پھر پانی پھر کھاد اور پھر تمام اجزائے زراعت اور کھیتی کے ڈالے جاتے ہیں یہ ایمان کی کھیتی ہے اس لیے پہلے کچھ تمہید عرض کرتا ہوں اور وہ تمہید بھی بہت بڑے ولی اللہ کی ہے جن کو ساری امت نے ولی اللہ تسلیم کیا ہے یعنی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

قربِ عبادت اور قربِ ندامت

فرماتے ہیں کہ اے خدا دُنیا میں ایک عجیب نعمت ہے جو آپ اپنے نادم گنہگار بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔ دو نعمتیں ہیں ایک قربِ عبادت ہے جو فرشتوں کو بھی اللہ نے دیا ہوا ہے کوئی فرشتہ رکوع میں ہے تو رکوع ہی میں ہے، کوئی سجدہ میں ہے تو سجدہ ہی میں ہے، بعض عرشِ اعظم کے پائے پکڑے ہوئے اپنی تسبیح پڑھ رہے ہیں لیکن قربِ ندامت فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمایا کیونکہ ندامت تو جب ہو جب ان سے خطا ہو، اس مخلوق کو اللہ نے بے خطا بنایا ہے۔ للہذا اللہ تعالیٰ نے قربِ ندامت دینے کے لیے ایک مخلوق خطا کار پیدا کی جس کی فطرت میں خطا کاری ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کے مزاج میں عطا کاری ہے اس لیے مزاجِ خطا کاری اور فطرتِ خطا کاری پر ایک مخلوق یعنی انسان کو پیدا فرمایا جو اپنی خطا کاری پر حق تعالیٰ کو گریہ وزاری پیش کرے اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی عطا کاری سے اس کو نواز دیں۔ فرشتوں کو یہ قربِ ندامت حاصل نہیں ہے۔ یہ مستزاد نعمت اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں جو ادلیا۔ اللہ ہوتے ہیں ان کے لیے خاص کی ہے۔

تذکرہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قربِ ندامت پر کیا عمدہ شعر فرمایا ہے۔ ان بزرگوں کا نام لیتے ہی میرے اوپر کیا نشہ آتا ہے کہ جن کے ساتھ تین سال کا زمانہ اختر نے گذارا ہے الٰہ آباد میں طبیہ کالج میں پڑھنے کے زمانہ میں۔ وہی میری جوانی کا آغاز تھا۔ اسی وقت حق تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی محبت دل میں ڈال دی اور ان کی صحبت نصیب فرمائی۔ یہاں ایسے لوگ بھی الٰہ آباد کے موجود ہیں جو مولانا کو خوب جانتے ہیں کہ کیسے تھے وہ۔ ایسے تھے کہ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب

پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے خلیفہ، اجل خلیفہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جب ان کے گھر پر تشریف لے گئے اور پہلی ملاقات ہوئی اور میں لے گیا تھا، واسطہ میں تھا۔ ہمارے حضرت مولانا کو نہیں جانتے تھے کیونکہ وہ پرتاب گڈھ کا معاملہ تھا یہ اعظم گڈھ کا معاملہ تھا۔ اعظم گڈھ کی زمین کو پرتاب گڈھ کی سرحد سے ملایا اختر نے اور ایک ولی کو ایک ولی سے ملایا۔ حضرت سے تعریف کی کہ حضرت ہمارے ضلع کے دیہات میں ایک بزرگ ہیں جن کا جنگل بھی نور سے بھرا ہوا ہے۔ جس جنگل میں ستر ہزار مرتبہ اللہ اللہ کرتے تھے اور ان کی دعا بہت قبول ہوتی ہے اور ان کے کچھ واقعات سُناتے تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی ہمیں بھی ان سے ملاؤ تو میں اپنے شیخ و مرشد کو اعظم گڈھ سے پرتاب گڈھ لے آیا۔ پرتاب گڈھ اسٹیشن پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کار کا انتظام کیا تھا۔ جب مولانا شاہ محمد احمد صاحب چائے کے لیے گھر کے اندر تشریف لے گئے تو میرے شیخ نے زمین کو دیکھا۔ کون سے شیخ؟ جنھوں نے بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ زمین کو دیکھا پھر آسمان کو دیکھا اور فرمایا کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا نور مجھ کو زمین سے آسمان تک نظر آرہا ہے۔

ایسے بزرگ کی صحبت اختر نے جوانی میں تین سال اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے ازراہ کرم بدون استحقاق محض اپنے کرم سے توفیق دی کہ عصر کے بعد طبیہ کالج سے آتے ہی ہم اور مولانا لئیق صاحب صابری منزل میں دس گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ بڑے بڑے علماء ہوتے تھے اور حضرت کے اشعار ہوتے تھے اور ہم مزہ لیتے تھے۔ محبت کے اشعار، حق تعالیٰ کی محبت کے اشعار ہوتے تھے۔ اس وقت حضرت جوان تھے صراحی نما گردن، ململ کا کرتہ، گرمی کا زمانہ، حضرت کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حُسن بھی عجیب عطا فرمایا

تھا جیسے کوئی فرشتہ اور آواز بھی ایسی کہ کیا آج کل کے شاعر پڑھتے ہیں۔ تائب صاحب کی آواز آپ نے سُن لی۔ اس سے زیادہ حضرت کی آواز میں درد تھا کیونکہ جس مقام سے حضرت شعر پڑھتے تھے وہ مقام ہمیں حاصل نہیں ہے۔ جب میری پہلی ملاقات حضرت سے ہُوئی اس وقت حضرت یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

دل مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے

یعنی آپ کے بغیر اے خدا کہیں چین نہیں ملتا ؎

تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے
جو آغاز میں فکرِ انجام ہے
ترا عشق شاید ابھی خام ہے

غمِ دنیا سے ڈرنا خامیٔ عشق کی دلیل ہے

یہ سوچنا کہ ہم اگر اللہ والے بن جائیں گے تو روٹی کہاں سے ملے گی عشق کی خامی کی دلیل ہے۔ ارے ظالمو! سر عطا کر سکتا ہے وہ ٹوپی نہیں پہنا سکتا؟ جو پیٹ بنا سکتا ہے وہ روٹی نہیں کھلا سکتا؟ بتاؤ معدہ زیادہ قیمتی ہے یا روٹی، سر زیادہ قیمتی ہے یا ٹوپی؟ سُبحان اللہ! جو سو سو کا نوٹ دے سکتا ہے وہ ایک کا نوٹ نہ دے گا؟ بتاؤ معدہ کی کیا قیمت ہے اور روٹی کی کیا قیمت ہے۔ جو ٹانگ بنا سکتا ہے وہ پاجامہ بھی پہنا سکتا ہے۔ بتاؤ ٹانگ کی قیمت زیادہ ہے یا پاجامہ کی۔ بس اللہ پر بھروسہ کر کے اللہ والے بنو ساری لذتوں کو خاک میں ملا دو، ساری کائنات کی لذات کا حاصل اور کیپسول خدا کی یاد ہے

اوران حرام لذتوں میں جوتے، گالیاں، بے چینیاں پریشانیاں اور اندھیرے ہیں۔ آہ! جوگناہ کی اسکیم کا نقطۂ آغاز شروع کرتا ہے اسی وقت عذابِ الٰہی کا نقطہ آغاز ہوتا ہے، دل پر اسی وقت عذاب آجاتا ہے۔

اللہ کی محبت میں تڑپنے کا مطلب

اب اگر کوئی کہے کہ بھائی تڑپنے میں تو بہت تکلیف ہوگی کیونکہ مولانا فرما رہے ہیں کہ ؎

تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

نادان آدمی کہے گا کہ بھائی اللہ میاں کی یاد میں تڑپنا تو بڑا مشکل ہے۔ کہتے ہیں کہ صاحب ہمارے دردِ گردہ ایسا اٹھا کہ ہم تڑپ گئے۔ یہ محبت کا کیسا انعام ہے کہ اللہ میاں اپنے عاشقوں کو تڑپاتے ہیں۔ لیکن سُن لو! اللہ کی محبت میں تڑپنا اتنا مزے دار ہے کہ اس کی لذت کو کیا جانیں یہ دنیا والے۔ سن لو! اس کو بھی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان میں فرمایا ہے ؎

لطفِ جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

اگر تڑپنے میں مزہ نہیں آرہا ہے، دل کے دورے پڑ رہے ہیں، دماغ پاگل ہو رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ کسی ٹیڈی کے چکر میں ہے، کسی مرنے والی یا مرنے والے کی لاش کے چکر میں ہے۔ اللہ کے عاشقوں کو تڑپنے میں انتہائی سکون ملتا ہے یہ تڑپنا لطفِ جنت کی ضمانت ہے۔ اللہ کے دردِ دل کی امانت لطفِ جنت کی ضمانت ہے۔ اللہ کی محبت میں تڑپنا اور

اللہ کی محبت کے درد کی امانت جس کو مل جائے تو سمجھ لو لطفِ جنت کی ضمانت اس کو مل گئی سُبحان اللہ! کتنا عمدہ شعر فرمایا مولانا نے۔ دوستو! اختر کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن ان بزرگوں کی دولت ہے۔ غالب نے کہا تھا ؎

چند تصویرِ بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

یہ غالب کا شعر ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مَیں نے اس شعر میں یہ ترمیم کر دی ؎

چند اوراقِ کتب چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

تو اختر کے پاس انہیں بزرگوں کی باتیں ہیں جن کے ساتھ زندگی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے گذارنے کی توفیق دی۔

رابطہ عبد و معبود

ورنہ اس عمر میں ہم بھی دریائے سنگم دیکھتے گنگا جمنا جہاں ملتی ہے لیکن ہم نے اللہ کے اور اللہ کے ولی کے سنگم دیکھے، رابطہ عبد اور رابطہ معبود کا تماشہ دیکھا کہ بندے کس طرح اللہ والے ہوتے ہیں اور کس طرح جیتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا ؎

لطفِ جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں
قیس بے چارہ رموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ ان کی راہ میں ناقہ نہیں محمل نہیں

لیلیٰ کی راہ میں مجنوں کو اونٹنی کی ضرورت پڑی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کسی اونٹنی کی ضرورت نہیں ہے ۔ اللہ والے دل کے پَروں سے اُڑتے ہیں ۔

مرتبۂ روح میں عارفین کی پرواز

مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں ؎

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تن

اللہ والوں کی روح جسم کے ہنگاموں سے نجات پاکر ؎

می پرد با پرِ دل بے پائے تن

دل کے پروں سے جسم کے پیروں کے بغیر اللہ کی طرف اُڑتی رہتی ہے اللہ والے جسم کے پیروں سے اللہ تک نہیں اُڑتے، وہ تو دل کے پروں سے ہر وقت اُڑتے رہتے ہیں۔ ہر وقت ان کے دل کا رابطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے ؎

سیرِ زاہد ہر مہے یک روزہ راہ

زاہد خشک، محبت سے خالی لوگوں کی سیر الی اللہ ہر مہینہ میں ایک دن کی مسافت ہوتی ہے ۔ ایک مہینہ میں ایک دن کا سفر زاہد خشک طے کرتا ہے ؎

سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

اور عارفین عاشقین کی سیر سانس میں اللہ تک ہوتی ہے، ہر سانس میں وہ عرشِ اعظم تک اُڑتے ہیں ۔

ہر سانس میں وہ فرش سے عرش تک پہنچتے ہیں ۔ حق تعالیٰ اپنے عاشقوں کو وہ سیر اور وہ قرب دیتے ہیں جو نظر نہیں آتا۔ جہازوں کی پرواز تو نظر آتی ہے ۔ اللہ والوں کی پرواز نظر نہیں آتی۔ ان کے دل کی پرواز اندر اندر ہوتی رہتی ہے۔ لیکن نادان لوگ نہیں

جانتے مگر بینا لوگوں کو اللہ دکھا دیتا ہے کہ اللہ والے اس وقت اُڑتے ہوتے ہیں، زمین پر نہیں ہیں دیوبند کے صدر مفتی محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم جو الحمد للہ ابھی زندہ ہیں۔ ایک دفعہ ۱۹۸۰ء میں میں ہردوئی میں تھا مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ بہت سے علماء کو حضرت والا ہردوئی نے بلایا تھا۔ مہمان خانہ میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں طرف مفتی صاحب تھے ان کے بائیں طرف میں تھا۔ داہنی طرف سامنے مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم تشریف فرما تھے۔ مجلس ہو رہی تھی۔ اچانک حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب تقریر کرتے کرتے خاموش ہوگئے اور ایک طرف کو نظر ہوگئی۔ مفتی صاحب نے ذرا جھک کر حضرت کی نظر کو دیکھا اور مجھ سے فرمایا کہ اب مولانا یہاں نہیں ہیں۔ یعنی دُنیا میں نہیں ہیں۔ اللہ والوں کی پرواز کو اللہ والے ہی جانتے ہیں ہم لوگوں کا کیا حال ہے۔ بس ادھر سے پیٹ میں روٹی ڈالو اور لیٹرین میں نکالو۔ ہم لوگ تو امپورٹ ایکسپورٹ کے دفتر بنے ہوئے ہیں۔ کاش کہ ہم لوگ کچھ دن تھوڑی سی محنت کر لیں تو یہی روٹیاں ہمیں اللہ تک پہنچا سکتی ہیں۔ ان روٹیوں سے جو خون بنا اور خون سے جو طاقت دیدنی آئی اس طاقت دیدنی اور طاقت شنیدنی طاقت گفتنی اور طاقت رفتنی ان ساری طاقتوں کو اللہ پر فدا کر دو پھر دیکھو اللہ کیا دیتا ہے۔

مرنے والوں پر مرنا انتہائی بے وقوفی ہے

ایسے کریم مالک سے اعراض اور بے وفاؤں پر جان دینا جو اپنے عاشقوں کو گالیاں دیتے ہیں کہاں کی عقلمندی ہے۔ میں کس دردِ دل سے اپنا دردِ دل آپ کے دلوں میں ڈال دوں اور اپنے دل میں بھی ڈال دوں۔ آپ بتلایئے کہ مولائے کریم پر فدا ہونے اور جان دینے کی زیادہ قدر و قیمت ہے یا ان مرنے والوں پر

مرنے کی۔ مرنے والوں پر مرنے سے کیا ملے گا۔ نہ ان کے اختیار دُنیا ہے نہ آخرت ہے ان کے اختیار میں سکون دل بھی نہیں ہے ۔ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں اعلان کر دیا ، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اے ایمان والو تمہارے دل کا چین میں نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، تمہارے دل کا چین صرف میری یاد میں ہے۔

نمکین پانی پیاس کا علاج نہیں

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے ظالمو! پیاس کی حالت میں تم نمکین پانی سے پیاس بجھانا چاہتے ہو۔ ہم تمہاری پیاس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن نمکینوں کو دیکھ کر جو تم اپنی شہوت کی پیاس بجھانا چاہتے ہو تو یہ بتاؤ کہ آبِ شور یعنی نمکین پانی پینے سے پیاس بڑھتی ہے یا بجھتی ہے ؟ آہ یہ مثنوی کے علوم ! فرماتے ہیں ؎

نیست آب شور درمان عطش

نمکین پانی پیاس کا علاج نہیں ہے۔ اگر ان نمکینوں اور حسینوں کو چکھو گے تو پیاس بڑھ جائے گی، بے چین ہو جاؤ گے ؎

گرچہ باشد در نوشتن شیر خش

اگرچہ یہ پانی دیکھنے میں ٹھنڈا اور اچھا لگ رہا ہے لیکن جب پیو گے یعنی بدنگاہی کرو گے، حرام لذت لو گے تو بے چینی بڑھ جائے گی، بلڈ پریشر روح کا ہائی ہو جائے گا۔

سلوک کا نقطہ آغاز غیر اللہ سے گریز ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ہمیں بتا دیا کہ الا اللہ چاہتے ہو تو پہلے لا الٰہ سے عمل شروع کرو۔ تمہارے سلوک کا نقطہ آغاز، میرے راستہ کا نقطۂ آغاز یہ ہے کہ غیر اللہ سے قلب کو چھڑاؤ۔ لا الٰہ کہو۔ لا الٰہ کی تکمیل تمہارے الا اللہ کا

حصول کامل ہے۔ جب تک یہ غیر اللہ دل میں گھسے رہیں گے اللہ نہیں ملے گا ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بُتاں نہیں ہوتا

بدنظری کے حرام ہونے کی ایک عجیب حکمت

نظر بچاؤ نظر میں نشہ ہے۔ شراب حرام ہے کیونکہ اس سے عقل غائب ہو جاتی ہے۔ حسینوں کو دیکھنا حرام اس لیے ہے کہ ان کو دیکھنے سے ایک نشہ آتا ہے جس سے عقل ضائع ہو جاتی ہے۔ پھر نہ جنت یاد رہے گی نہ اللہ یاد آئے گا نہ شیخ یاد آئے گا، نہ خانقاہ یاد رہے گی سوائے اس کے کہ گندے مقامات کی رغبت شدیدہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس لیے نظر کی حفاظت کیجئے۔ پھر مراقبہ کیجئے کہ ان حسینوں کے پاس کیا ہے۔ ان کی لذت کے مقامات پیشاب پاخانہ کے مقامات ہیں لیکن یہ مراقبہ جب مفید ہو گا جب ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کریں گے اور نظر کی حفاظت کریں گے۔ ورنہ دیکھنے کے بعد عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور آدمی نشہ سے بے وقوف، احمق، بین الاقوامی گدھا، انٹرنیشنل ڈنکی بن جاتا ہے۔ بتایئے بین الاقوامی بے وقوف اور گدھا بننا اچھا ہے یا بین الاقوامی عقلمند۔ بین الاقوامی عقلمند بننا چاہیے۔

اہلِ عقل کون لوگ ہیں

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اولوا الالباب یعنی عقلمند کون لوگ ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (پارہ ۴ آل عمران) بین الاقوامی عقل والے وہ ہیں، اولوا الالباب وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔ جب کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ جب بیٹھتے ہیں تو اللہ جب کروٹ بدلتے ہیں تو اللہ خود بخود ان کی زبان پر جاری ہے۔ یہ دلیلِ عقل

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ عقلمند وہ ہے جو اپنے خالق اور مالک کو اور اتنے بڑے صاحب قدرت اور صاحب کرم کو ہر وقت یاد رکھتا ہے۔ کسی آن اللہ کو نہیں بھولتا۔ یہ محاورہ ہے کہ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوتے کروٹ بدلتے ہوتے ہم کو یاد کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ایک سانس بھی ہم کو ناراض نہیں کرتے، ایک سانس بھی ہم سے غافل نہیں ہوتے اس کا یہ مطلب نہ سمجھئے کہ کھڑے ہوتے تو اللہ کو یاد کر لیا بیٹھے تو اللہ کو یاد کر لیا اور نافرمانی بھی کر رہے ہیں۔ لغت سے ترجمہ نہیں کرنا چاہئے۔ قرآن شریف محاورۂ عرب پر نازل ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے عاشق وہ ہیں جو اپنی ہر سانس مجھ پر فدا کرتے ہیں۔ ایک سانس بھی مجھ کو ناراض نہیں کرتے۔

فرشتوں کو قربِ ندامت حاصل نہیں

اب آپ کو قرب ندامت پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔ فرماتے ہیں ؎

کبھی طاعتوں کا سُرور ہے کبھی اعتراف قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

یعنی انسانوں میں جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ وہ قرب عطا کرتا ہے جس کو فرشتے بھی نہیں جانتے یعنی قرب ندامت، اعترافِ قصور۔ خطا ہو گئی اب بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ عبادت کی، حج وعمرہ کیا تہجد پڑھا تلاوت کی تو شکر ادا کر رہے ہیں کہ اے اللہ آپ کا احسان ہے، ہمارا کمال نہیں ہے، آپ کی توفیق ہے۔ خطا ہو گئی تو رو رہے ہیں کہ اللہ میاں آج تو مجھ سے خطا ہو گئی۔ میں نے آپ کو ناراض کر دیا۔ مجھے معاف کر دیجئے اب زار و قطار رو رہے ہیں۔ آنسو تھمتے نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ پھر ان کے

لیے انتظام فرماتے ہیں کہ کہیں میرا بندہ رو رو کے موت کی گود میں نہ چلا جائے، مر ہی نہ جائے۔

انعام اشکِ ندامت

اس توبہ و ندامت کی برکت سے پھر اللہ تعالیٰ ان کے قلب پر سکینہ اور سکون نازل کرتا ہے تاکہ کہیں شدتِ غم سے میرے بندہ کی موت واقع نہ ہو جائے میرا عاشق ندامت سے مر ہی نہ جائے۔ اتنی ندامت ہو کہ گناہ سے نفرت ہو جائے اتنی ندامت نہ ہو کہ موت ہی واقع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی موت نہیں چاہتے۔ اپنے عاشقوں کی حیات پُرسکون اور دوسروں کی حیات کے لیے ان کو نمونہ اور ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ اپنے عاشقوں کو ایسی حیات دیتے ہیں کہ لاکھوں انسان ان سے ولی اللہ بنتے ہیں۔ لہٰذا مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اب کہیں پہنچے نہ تجھ سے ان کو غم
اے مرے اشکِ ندامت اب تو تھم

کیا مطلب ہے اس شعر کا۔ اس شعر کو سمجھنے کے لیے لغت کافی نہیں ہے ماحولِ صحبت کی ضرورت ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اتنا زیادہ مت روؤ کہ بیمار پڑ جاؤ اور بخار آجائے اور دین کا کام ہی ختم ہو جائے یا چیختے چیختے موت ہی واقع ہو جائے۔ اتنا رونے کا حکم نہیں ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتے۔ اتنا روؤ دل میں ندامت اتنی طاری ہو کہ آئندہ گناہ کرنے کی ہمت نہ ہو۔

گریۂ ندامت و کفارۂ معصیت پر نفس کی پریشانی

نفس ڈر جائے کہ بھئی یہ تو بہت چلاتا ہے، ہم کو بہت رلاتا ہے اور چار چھ رکعات، آٹھ رکعات جرمانہ بھی ادا کرے،

خطاؤں پر خیرات بھی کرے تاکہ نفس ڈر جائے کہ اتنا تو جیب سے پیسہ خرچ کرا دیا اور اتنی نفلیں پڑھوائیں اور اتنا رلایا یہ تو مشکل سودا ہے بھائی۔ اس سے بہتر ہے کہ آیندہ گناہ ہی نہ کرو۔ یہ ظالم تو بلا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ میں نے تو حلوہٴ حرام کھایا۔ اس نے بلوہٴ حلال میں مبتلا کر دیا میں نے تو گناہ کا حلوہٴ حرام کھایا تھا مگر یہ سالک اور یہ اللہ والا ایسا ہے کہ مجھے اس نے ندامت اور عبادت کے بلوہ میں مبتلا کر دیا۔ یہ تو مجھے بلا میں مبتلا کر دیا ہے۔ چائے والے سب بند کر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ تم نے خطا کی ہے۔ اب خوب روؤ، دس رکعات توبہ کی پڑھو ورنہ چائے بھی نہیں دوں گا، ایک قطرہ چائے حرام۔ ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا تجھ کو اے نفس کیونکہ تو نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔

الہامِ فجور سے نورِ تقویٰ پیدا ہونے کی عجیب مثال

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کے تقاضوں سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ ہر وقت گناہ کا تقاضا ہر وقت گناہ کرنے کا خیال! تو سمجھتے ہیں کہ جب اتنا خبیث مادہ اور میٹریل ہے ہمارا تو ہم کیسے اللہ والے بنیں گے اس کا جواب مولانا رومیؒ دیتے ہیں کہ ؎

آفتابت بر حدثہا می زند

اے خدا تیرے آسمان کا آفتاب مخلوق آفتاب نجاستوں پر اپنا اثر اور فیض ڈالتا ہے۔ جنگلوں میں بیل جو گوبر کرتے ہیں، ہاتھی بھی گوبر کرتا ہے جس کی مقدار یعنی میٹریل زیادہ ہوتا ہے جتنی گوبر کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی آپ کے آسمان کا آفتاب اس کو گرم کر کے اس کا کچھ حصہ زمین کے نیچے رقیق کھاد بنا دیتا ہے جس سے گلاب اور سوسن اور ریحان پیدا ہوتے ہیں اور کچھ حصہ اوپر خشک ہو جاتا ہے جس کو اوپلا اور کنڈا کہتے ہیں جو

نان بائی لاکر تنور میں جلاتا ہے اور اس سے روٹی پکاتا ہے۔ وہ اوپلے جو کالے کالے بدبودار تھے تنور میں سُرخ گال ہوجاتے ہیں۔ وہ نجاست اب پاک صاف اور لال وسرخ ہورہی تھی اور اسی سے روٹی پک رہی ہے۔ تو اگر نجاست کا میٹیریل تھوڑا سا ہوتا تو پتلا سا اوپلا بنتا جو ایک ہی روٹی پکانے میں ختم ہوجاتا۔ میٹیریل جتنا زیادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ سُورج اس کو موٹا اوپلا بنا کر اس سے زیادہ روٹیاں پکوا دیتا ہے۔ لہٰذا جس کے دل میں زیادہ گناہوں کے تقاضے ہیں سمجھ لو کہ یہ بہت کثیر النور ہونے والا ہے جس سے کہ اللہ کی عبادت کے انوار تیار ہوں گے، اللہ کی محبت کی روٹیاں تیار ہوں گی، اللہ کی محبت کی بریانیاں پکیں گی بشرطیکہ آپ اوپلا کھا نہ لیں یعنی تقاضوں پر عمل نہ کریں۔ جو گناہ کے تقاضے پر عمل کرتا ہے اس ظالم نے اوپلا اور کنڈے کو اور لکڑی اور ایندھن کو کھا لیا۔ ایندھن کھانے کے لیے نہیں ہے پکانے کے لیے ہے۔ یہ گناہوں کے تقاضے تقویٰ کی بریانی پکانے کے لیے اللہ نے دیئے ہیں، کھانے کے لیے نہیں ہیں۔ ان پر عمل نہ کرو۔ گناہوں کے تقاضوں کے ایندھن کو اللہ کے خوف کی آگ میں جلا دو۔ پھر سمجھ لو کہ تقاضوں کا وہ اوپلا اور گوبر تنور میں آکر لال ہو گیا۔ اب اس سے انوارِ عبادت پیدا ہو رہے ہیں، اللہ کی محبت کی روٹیاں پک رہی ہیں۔ اسی سے تقویٰ کی بریانیاں تیار ہو رہی ہیں۔

کثیر الشہوۃ مجاہدہ کی بدولت قوی النور ہوتا ہے

ایک خاص بات یہ بتاتا ہوں کہ جس کے اندر گناہ کے تقاضوں کا میٹیریل زیادہ ہوتا ہے اس سے دین کا زیادہ کام لیا جاتا ہے یہ بہت خاص بات بتا رہا ہوں۔ جن سے خدا زیادہ کام لیتا ہے ان کو تقاضے بھی زیادہ شدید دیئے جاتے ہیں کیونکہ اگر میٹیریل نہیں ہوگا تو اوپلا بنے گا کیسے۔ لیکن ایسے لوگوں

کو ایک کمال یہ دیا جاتا ہے کہ باوجود اس عظیم اور شدید اور کثیر مٹیریل کے وہ مجاہدہ کا غم اٹھاتے ہیں، گناہ سے بچنے کا دل پر غم اٹھاتے ہیں۔ بس اللہ کے راستہ میں یہی غم اٹھانا سیکھ لیجئے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ جتنے بھی گناہوں کے تقاضے ہیں وہ سب نور بن جائیں گے۔ جو تقاضوں کے باوجود گناہوں سے بچنے کا غم اٹھاتا ہے تو نفس کو تکلیف ہوتی ہے اور جب نفس کو غم پہنچتا ہے تو روح میں نور پیدا ہوتا ہے اور جس قدر شدید غم پہنچتا ہے اسی قدر قوی نور پیدا ہوتا ہے ذرا غور سے سن لیجئے یہ بات۔ مثلاً نفس نے ایک کلو غم اٹھایا گناہوں کے تقاضوں کا تو ایک کلو نور روح میں پیدا ہو جائے گا۔ لہٰذا اب یہ تعویذ لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ صاحب تقاضوں کا مٹیریل ہی ختم ہو جائے کافور کی گولیاں کھلا دو اور "کھُرّا" کے وزن پر بنا دو۔ ایسا خیال بھی نہ لائیے۔ اللہ کو یہ منظور ہوتا تو ہم کو یہ مٹیریل ہی نہ دیتے لہٰذا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آفتاب بر حدثہا می زند

اے خدا یہ آسمان کا سورج آپ کی مخلوق ہے۔ یہ تمام گندی نجاستوں اور گوبروں کو جنگل میں سکھا کر اوپلا بناتا ہے نان بائی اس سے تندوری روٹی پکاتے ہیں اور زمین کے نیچے جو سیال، رقیق مادہ جاتا ہے وہ کھاد بن جاتا ہے جسے چنبیلی اور گلاب کے گملوں میں ڈالتے ہیں اور اس سے گلاب و چنبیلی اور خوشبودار پھول پیدا ہوتے ہیں۔ تو جب آپ نجس چیزوں سے خوشبودار چیز پیدا کر سکتے ہیں جب جانوروں کی نجاست پر آپ کا سورج اثر کرتا ہے تو ہم تو انسان ہیں۔ ہماری نجاستوں پر، گناہ کے خبیث مادوں پر آپ اپنی رحمت کے سورج کی شعاعیں ڈال دیجئے۔ جب دنیاوی سورج کا یہ حال ہے تو آپ کی رحمت کے سورج کا کیا عالم ہوگا ؎

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہی

جب خبیث چیزوں کو، گوبروں کو اور جانوروں کی نجاستوں کو آپ یہ خلعتِ گل، خلعت چنبیلی، خلعتِ گلاب دیتے ہیں، لباس گلاب دیتے ہیں ؎

من چہ گویم طیبیں را چہ دہی

تو میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ اپنے پاک بندوں کو کیا دیتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی باطنی لذتوں سے سلاطینِ دنیا بے خبر ہیں

اولیاء اللہ کو کیا دیتے ہیں۔ کیسے اخلاق کیسا درد بھرا دل کیسے اشک ندامت اور اپنے قرب کی کیا کیا لذتوں سے آپ نوازتے ہیں کہ سارا عالم اس سے آگاہ نہیں ہے۔ میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر سلاطین کو پتہ چل جائے تو اپنے تاج اولیاء اللہ کے قدموں میں ڈال دیں اور کہیں کہ ہمیں بھی وہ دردِ دل وہ اللہ کی محبت سکھا دیجئے جو آپ کو اللہ نے دی ہوئی ہے۔

سکینہ کیا ہے اور کہاں نازل ہوتا ؟

یہ تو تمہید تھی اب اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اللہ وہ ہے جو اپنے عاشقوں کے دل میں سکینہ اُتارتا ہے۔ سکینہ کیا چیز ہے اور سکینہ کی علامت کیا ہے اس کی تفسیر صاحبِ روح المعانی کیا بیان کرتے ہیں جو ان شاء اللہ عرض کروں گا لیکن سکینہ کا نزول کہاں ہوتا ہے سکینہ کا جہاز کہاں اُترتا ہے ؟ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مومنین کے دل پر۔ معلوم ہوا کہ سکینہ کا ایئرپورٹ قلبِ مومن ہے۔

نزولِ سکینہ کے موانع

اسی لیے بدنظری حرام ہے کیوں کہ اگر بدنظری کر لی تو دل سینہ سے غائب ہوگیا اور دلبروں کے پاس پہنچ گیا۔ جب ایئرپورٹ ہی ختم ہوگیا تو سکینہ کا جہاز کہاں اُترے گا۔ ہر وقت بے سکون رہو گے۔ جب دشمن ایئرپورٹ تباہ کر دیتا ہے تو وہاں کوئی جہاز لینڈ نہیں کرتا تو جس نے اپنی نظر کو خراب کر کے دل کو گنوا دیا دل چوری ہوگیا، آنکھوں سے دل کو گیٹ پاس مل جاتا ہے اب سینہ میں دل ہی نہیں ہے تو اللہ تعالےٰ سکینہ کہاں نازل کریں گے۔ اسی لیے رومانٹک والوں کو چین نہیں ہے کیونکہ انہوں نے وہ ایئرپورٹ ہی ضایع کر دیا جہاں سکینہ کا جہاز اُترتا ہے جس کا نام دل ہے۔ انہوں نے تو دل ہی تباہ کر دیا تو سکینہ کہاں اُترے گا۔

سکینہ کی تین تفسیریں

سکینہ کی تین تفسیریں علامہ آلوسی روح المعانی میں (پ ۱۱، ص ۲۵ پر) فرماتے ہیں۔

پہلی تفسیر اور علامت

نمبر ۱، هِيَ نُوْرٌ يَّسْتَقِرُّ فِي الْقَلْبِ هِيَ کی ضمیر سکینہ کی طرف جارہی ہے کیونکہ سکینہ مؤنث ہے اور يَسْتَقِرُّ کی ضمیر نور کی طرف جارہی ہے مضارع واحد غائب استعمال ہورہا ہے۔ یعنی سکینہ ایک نور ہے جو مومن کے قلب میں ٹھہر جاتا ہے۔ اس کو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

شکر ہے درد دل مستقل ہوگیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہوگیا

ایسا نہیں کہ مسجد میں تو وہ نور رہتا ہے اور بازاروں میں ختم ہوجاتا ہو۔ نہیں بلکہ بازاروں اور فیکٹریوں میں اور لندن، جرمن، جاپان میں بھی رہتا ہے۔ نور کا قلب میں استقرار

ہوتا ہے۔یعنی دل میں ٹھہر جاتا ہے۔ روئے زمین پر کہیں بھی ہو وہ نور ساتھ رہتا ہے۔ آہ! خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ کیا عجیب شعر فرماتے ہیں، کیا عمدہ شعر فرماتے ہیں ؎

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے

روئے زمیں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

پوری زمین اللہ کے عاشقوں کے لیے کوئے دلبر ہے اور دنیاوی عاشقوں کی کوئے دلبر کوئی گلی ہوتی ہے سڑی ہوئی۔ اللہ والا وہی ہے جس کا نور مستقر ہے۔ سارے عالم میں وہ نور ساتھ ہوتا ہے یہ نہیں کہ جرمن جاپان کی لڑکیاں دیکھ کر وہاں ایمان ختم ہو گیا تسبیح در جیب نظر بر نمکین۔ تو پہلی تفسیر ہے کہ وہ نور دل میں ٹھہر جاتا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ صاحب نور کسی حالت میں اللہ سے غافل نہیں ہوتا۔ اسی کا نام سکینہ ہے اور یہ نور کیسے ملتا ہے؟

نورِ سکینہ کے حصول اور حفاظت کا طریقہ

اللہ کے ذکر اور تقویٰ سے ملتا ہے بشرطیکہ اس نور کو ضایع نہ کیا جاوے ورنہ ٹنکی پانی سے بھر دو لیکن ٹونٹی کھول دو تو سب پانی نکل جائے گا۔ اسی طرح ذکر سے قلب نور سے بھر گیا لیکن گناہ بھی کر لیا تو سارا نور ضایع ہو گیا لہٰذا ذکر کے ساتھ تقویٰ کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

نزولِ سکینہ کی دوسری علامت

دوسری تفسیر ہے وَبِہٖ یَثْبُتُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْحَقِّ اس نور کی خاصیت یہ ہے کہ جس دل پر اللہ سکینہ اُتارتا ہے ہر لحۂ حیات ہر سانس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے، ایک سانس کو بھی اگر غافل ہونا چاہے تو نہیں ہو سکتا

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں

وَبِہٖ یَثْبُتُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْحَقِّ بِہٖ کی ضمیر نور کی طرف جا رہی ہے یعنی بِبَرَکَۃِ ھٰذَا النُّوْرِ اس نور کی برکت سے ہر وقت اس کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف قائم رہتی ہے اور ثبوت کے معنی کیا ہیں۔ ثُبُوْتُ الشَّیْئِ بَعْدَ تَحَرُّکِہٖ متحرک چیز میں سکون پیدا ہو جائے اس کا نام ثبوت ہے۔

وَبِہٖ یَثْبُتُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْحَقِّ حق تعالیٰ کی طرف اس کی توجہ ہر وقت رہتی ہے۔ ایک لحہ بھی اپنے اللہ سے غافل نہیں ہوتا۔ یہی وہ مقام ہے جس کو نسبت کہا جاتا ہے۔ جب نسبت قائم ہوگئی تو اب خدا کو نہیں بھول سکتا۔ اب بھاگنا بھی چاہے تو نہیں بھاگ سکتا۔ نسبت پر حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ کا عجیب شعر ہے۔ کیسے معلوم ہو کہ یہ شخص ولی اللہ، صاحبِ نسبت ہو چکا۔ فرماتے ہیں ؎

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پائیے

سمجھ لو وہ شخص صاحبِ نسبت ہوگیا کہ جو بھاگنا بھی چاہے تو اللہ سے نہ بھاگ سکے، ان کو بھلانا بھی چاہے تو بھلا نہ سکے، اس پر قادر ہی نہ ہو کہ ایک سانس اللہ کے بغیر جی سکے۔

تیسری علامت

اب تیسری تفسیر سُنئے۔ یہ علامات ہیں سکینہ کی یَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّیْشِ یعنی ایسے شخص کو بے سکونی اور پریشانی سے نجات مل جاتی ہے۔ دل ایک دم ٹھنڈا رہتا ہے جب کوئی پریشانی آئی دو رکعات پڑھیں اللہ میاں سے رو لیا اور مطمئن ہو گیا ؎

آلام روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ملا اسے غمِ جاناں بنا دیا

میرا بھی ایک شعر ہے اُردو کا ؎

ہر لحۂ حیات گذارا ھم نے
آپ کے نام کی لذت کا سہارا لے کر

اگر اللہ سے تعلق نہ ہو تو کیسے جیتے ہیں لوگ۔ ان کے جینے پر اہل اللہ تعجب کرتے ہیں۔ تو یَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّیْشِ ۔ تخلص کے کیا معنی ہیں۔ یعنی خلاصی پا جاتے ہیں بے سکونی سے۔ علامہ آلوسی نے طیش کی تفسیر کی ہے کَالْکَلْبِ الطَّائِشِ جیسے پاگل کتا لَا یَقْصُدُ فِی الْمَشْیِ سِمْتًا وَّاحِدًا ۔ پاگل کتا ایک سمت کو سیدھا نہیں چلتا۔ اس طرح چلتا ہے کبھی دائیں کبھی بائیں جب کوئی کتا اسی طرح چلے تو سمجھ لو پاگل ہے اپنی ٹانگ بچا کر بھاگو، فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں آسمان سے اللہ کا نور نہیں اترتا وہ پاگل کتے کی طرح رہتا ہے۔ ہر گیٹ کو جھانکتا ہے، ہر فلیٹ کو دیکھتا ہے، راستہ چلتے ہوئے داہنے بائیں پاگل کتے کی طرح جھانکتا رہتا ہے کہ شاید کوئی شکل نمکیں نظر آجائے، وہ شاید پر عمل کرتا ہے۔ سکون نہیں ہے میں نے بچپن میں ایک شعر پڑھا تھا جب بالغ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس سے میرے مزاج کا اندازہ آپ کو ہو جائے گا کہ ایک نابالغ بچہ اور اس شعر کو یاد کرے جو اب تک دماغ سے نہیں نکلا۔ وہ کیا شعر ہے ؎

نت نیا روز مزہ چکھنے کا لپکا ان کو

میرا معمول تھا کہ اماں جب مجھ سے مرچ دھنیا منگاتی تھیں تو مرچ وغیرہ ان کے چولہے کے پاس ڈال دیا کہ یہ لیجئے اور اس کاغذ کو دیکھتے تھے کہ کوئی شعر تو اس میں نہیں ہے کیونکہ اکثر

لوگ کتاب بنیوں کے ہاتھ بیچ دیتے تھے تو یہ ایک شعر ایسے ہی مل گیا تھا؎

نت نیا روز مزہ چکھنے کا لپکا ان کو
در بدر جھانکتے پھرتے ہیں انہیں عار نہیں

بے حیا لوگ ایسے ہی رہتے ہیں۔ یہ اس زمانے کا شعر ہے جب کہ اختر بالغ بھی نہیں ہُوا تھا۔ لیکن جب سُورج نکلتا ہے تو آسمان پہلے ہی سے سرخ ہوجاتا ہے میرے آسمان پر بھی سُرخی آگئی تھی یعنی ہم ان سب باتوں کو خوب سمجھتے تھے لہٰذا یہ شعر یاد کر لیا کہ نظر کی حفاظت کے لیے مفید ہے۔

تو یہ سکینہ کی تفسیر آپ لوگوں نے سن لی اب میں دو تین منٹ میں لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ کی تفسیر کرتا ہوں۔

نزولِ سکینہ ازدیادِ ایمان یعنی نسبتِ خاصہ کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مؤمنین کے دل پر سکینہ اس لیے نازل کرتا ہوں لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ تاکہ ان کے سابق ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہوجائے کیونکہ ایمان تو پہلے بھی تھا لیکن معلوم ہوا کہ سکینہ کا نور دل میں آنے کے بعد ان کے موجودہ ایمان پر مستزاد ایمان ہوجاتا ہے اس کی تفسیر حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سکینہ کا نور عطا ہونے سے پہلے ان کا وہ سابق ایمان کیا تھا؟ اس کا نام تھا ایمانِ عقلی استدلالی موروثی۔ یعنی ایمان عقل کی بنیاد پر تھا کہ عقل سے اللہ کو پہچانتا تھا اور استدلالی تھا کہ دلیلوں سے اللہ کو مانتا تھا دلائل سے اللہ کے وجود پر استدلال کرتا تھا اور موروثی تھا کہ اماں ابا مسلمان تھے لہٰذا ہم بھی مسلمان ہیں۔ گائے کا گوشت کھا کر مسلمان بنے ہوئے ہیں

لیکن جب سکینہ کا نور عطا ہوتا ہے تو یہ ایمانِ عقلی استدلالی موروثی ایمان ذوقی حالی وجدانی سے تبدیل ہوجاتا ہے ۔ ایمانِ ذوقی کیا ہے ؟ یعنی دل میں مزہ چکھ لیتا ہے کہ میرا اللہ کیسا ہے' دل مزہ چکھنے لگتا ہے' اللہ کے قرب کی لذت کو دل چکھ لیتا ہے ۔ ذوق معنی چکھنے کے ہیں اور ایمان حالی یہ ہے کہ ایمان دل میں اُتر جاتا ہے ۔ حَالٌّ لام مشدد ہے معنی اُترنے کے ہیں ۔ اللہ کو پہچاننے کے لیے اب اس کو کسی استدلال کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ ایمان دل میں حال ہوجاتا ہے' دل میں وہ اللہ کو محسوس کرنے لگتا ہے اور ایمان وجدانی نصیب ہوتا ہے وجدان معنی پا جانا یعنی دل میں اللہ کو پا جاتا ہے ۔ پھر عالم غیب اس کے لیے برائے نام عالمِ غیب رہتا ہے وہ دل کی آنکھوں سے گویا ہر وقت اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے ۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا عمدہ تعبیر اپنے دو شعروں میں فرمائی ہے ۔ فرماتے ہیں ؎

غائب ہوا جاتا ہے حجابات کا عالم
مشہود لگا ہونے مغیبات کا عالم
محسوس لگا ہونے کہ دل عرش بریں ہے
اللہ رے یہ ان کی ملاقات کا عالم

اس ایمانی کیفیت کی شرح علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں یہ فرمائی ہے اَنْ یَّغْلِبَ عَلَیْہِ مُشَاھَدَۃُ الْحَقِّ بِقَلْبِہٖ حَتّٰی کَاَنَّہٗ یَرَاہُ تَعَالٰی شَانُہٗ بِعَیْنِہٖ (فتح الباری جلد ا صفحہ ۱۲۰) یعنی قلب پر مشاہدہ حق ایسا غالب ہوجائے کہ گویا آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے ۔

دل میں جب اللہ کو پاتا ہے' اللہ کے قرب کی لذت کو چکھتا ہے' دل میں اللہ تعالیٰ کو محسوس کرنے لگتا ہے تو غلبۂ قربِ حق سے یہ آسمان بھی اس کے لیے حجاب نہیں رہتے ۔ اس

پر اختر کا ایک شعر ہے جو آپ سے خطاب کر رہا ہے ؎

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

ایمانِ عقلی استدلالی موروثی و ایمان ذوقی حالی وجدانی کی تمثیل

قلب میں اس ایمانی کیفیت کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک دریا ہے جس میں پانی نہیں ہے خشک ہے، خاک اڑ رہا ہے اس وقت دریا پانی پر کیسے ایمان لائے گا ؟ عقل سے، دوسرے دریاؤں سے سن کر کہ پانی ایسا ہوتا ہے لیکن جب اس کے اندر پانی آجائے گا اس وقت اس کا ایمان کیسا ہوگا ؟ ذوقی حالی وجدانی ۔ پھر وہ دلیل نہیں مانگے گا کہ ہم کو پانی کی دلیل چاہیے ۔ وہ تو کہے گا کہ میرے سینہ کے اندر تو خود پانی لبالب بہہ رہا ہے دُور دُور میری ٹھنڈک جا رہی ہے، میں اپنے اندر پانی کو محسوس کر رہا ہوں پا رہا ہوں مجھے دلیل کی کیا ضرورت ہے ۔ جس دریا کے اندر پانی ہوتا ہے دُور دُور تک اس کی ٹھنڈک جاتی ہے ۔ ایک میل پہلے ہی سے ہواؤں کی ٹھنڈک بتا دیتی ہے کہ آگے دریا قریب ہے ۔ اسی طرح قلب میں پہلے ایمانِ عقلی و استدلالی ہوتا ہے ۔ عقل سے استدلال سے، دوسروں سے سن کر وہ اللہ پر ایمان لاتا ہے لیکن سکینہ کا نور عطا ہونے کے بعد اب وہ ایمان ایمانِ ذوقی حالی وجدانی سے تبدیل ہو جاتا ہے کہ دل میں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب محسوس کرتا ہے، اللہ کو دل میں پاتا ہے اس احسانی کیفیت کو صوفیا حضرات نسبت سے تعبیر کرتے ہیں ۔ جب کوئی بندہ کسی بستی میں صاحبِ نسبت، اللہ والا ہو جاتا ہے تو اس کی ٹھنڈک دُور دُور تک جاتی ہے، دُور دُور اس کا فیض جاتا ہے ۔ ہزاروں بندے اس کے فیضِ صحبت سے اللہ والے بن جاتے ہیں آیت لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ میں صوفیاء کی اصطلاح نسبتِ خاصہ کا ثبوت ہے ۔

ذکر اللہ سے نزول سکینہ کی دلیل نقلی اور ایک علم عظیم

اب یہ ایمان ذوقی، حالی، وجدانی یعنی نسبت خاصہ مع اللہ کیسے حاصل ہو اس کو بیان کرتا ہوں اور یہ ایک علم عظیم ہے جو حق تعالٰے نے محض اپنے فضل سے اختر کو بنگلہ دیش میں عطا فرمایا۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ جب کوئی قوم اللہ تعالٰے کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اس کا عاشقانہ ترجمہ ہے کہ ذاکرین کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے اس طرح خاکی مخلوق کو نوری مخلوق کی مصاحبت نصیب ہوتی ہے اور اس صحبت کی برکت سے فرشتوں کے پاکیزہ اخلاق اور ان کا ذوق عبادت ان خاکی بندوں کے قلوب میں منتقل ہونے کی توقع ہے۔

ذکر کا دوسرا انعام ہے غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس کا عاشقانہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کی رحمت اپنے آغوش میں لیکر ذاکرین کو پیار کرلیتی ہے جس طرح غلبۂ رحمت سے ماں بچہ کو سینہ سے چپکا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے ڈھانپ لیتی ہے، جب اور زیادہ رحمت و شفقت جوش کرتی ہے تو اپنا سر اور گردن بچہ پر رکھ دیتی ہے، جب اور زیادہ پیار آتا ہے تو اپنے دوپٹہ سے اس کو بالکل ڈھانپ کر بچہ کا پیار لیتی ہے اور اس وقت وہ غلبۂ رحمتِ مادر کا مجسمہ ہوتی ہے۔

پس غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ کے ترجمہ کی تعبیر عاشقانہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اہل ذکر کو پیار کرتے ہوئے اپنے آغوش میں ڈھانپ لیتی ہے۔

اور تیسرا انعام ہے نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ کہ ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے یہ وہی سکینہ ہے جو اللہ تعالٰے نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور جس کی تفسیر ابھی میں نے آپ سے بیان کی اور یہ کہ سکینہ

کیوں نازل کیا۔ فرماتے ہیں لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو جائے۔

پس اس آیتِ شریفہ اور حدیث مبارکہ کو ملا کر جو ایک علم عظیم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ذکر پر نزولِ سکینہ منصوص بالحدیث ہے اور سکینہ پر ازدیادِ ایمان منصوص بالقرآن ہے۔ معلوم ہوا کہ ذکر کے لیے سکینہ لازم ہے اور سکینہ کے لیے زیادتِ ایمان لازم ہے۔ پس ذکر اللہ ازدیادِ ایمان، ترقیٔ ایمان یعنی حصولِ نسبت خاصہ مع اللہ کا ذریعہ ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

بیان جلدی ختم کر دیا کیونکہ بعضے امام صاحبان بیٹھے ہیں جن کو جلدی جانا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے اور ہمارے دلوں میں وہ دردِ دل عطا فرما دے جو خدائے تعالیٰ اپنے اولیاء کو نصیب فرماتا ہے۔ اے اللہ ہم سب کو صحت اور سلامتی سے رکھیے۔ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندگی عطا فرمائیے سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائیے اور ہمارے شہر کو، پاکستان کے ہر شہر کو امن کا شہر بنا دے، عافیت کا شہر بنا دے اے خدا تیرے لیے کچھ مشکل نہیں۔ ہم مجبور ہیں آپ مجبور نہیں۔ ہم مشکل میں مبتلا آپ کی لغت میں مشکل نہیں۔ آپ غیب سے انتظام فرما دیں اے اللہ ان اولیاء اللہ کے صدقہ میں جن کی دُعاؤں سے پاکستان کی تعمیر ہوئی اے اللہ آپ ان کی دعاؤں کے صدقہ میں آپ اپنی رحمت سے ارادہ فرما لیجیے کہ اس مملکت کو فلاحی مملکت، عافیت کی مملکت بنا دیجیے اور جو نہیں مانگا وہ بلا مانگے عطا فرما دیجیے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ